CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لبِ منصور

تضمین بر کلامِ اصغر گونڈوی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ترجمانی کی مجھے آج اجازت دے دے
شجرِ طور ہے ساکت، لبِ منصور خموش

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لبِ منصُور

تضمین بر کلامِ اصغر گونڈوی

از

دھرم سروپ

ناشرین
پی۔ کے پبلیکیشنز۔ ۳۰۷۲ پرتاپ اسٹریٹ
گولا مارکیٹ۔ دریا گنج۔ دہلی ۔۶

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(جملہ حقوق بحقِ مصنّف محفوظ)

پہلی بار : فروری ۱۹۷۳ء
تعداد : ایک ہزار
قیمت : نو (۹) روپے

خوشنویس : آرٹ کارنر ۶۵۔۴ ٹیا محل دہلی ۶
مطبع : یونین پرنٹنگ پریس، دہلی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

عرضِ حال

اصغر سے مِلے

جناب اصغر گونڈوی کا مجموعۂ کلام "نشاطِ روح" ۱۹۵۷ء میں اتفاقاً میرے ہاتھ لگا۔ اردو زبان اور ادب سے مجھے اسکول اور کالج کے زمانے میں جو کچھ بھی تعلق تھا وہ بیس سال سے تقریباً کلیتاً ٹوٹ چکا تھا، لیکن سری رام کرشن مشن کے مشہور عالم سنیاسی سوامی رنگا ناتھا نند اجی کو معلوم تھا کہ میں اس زبان سے کسی قدر واقف ہوں۔ چنانچہ اُن کی معرفت مجھے مشن کے مدراس سینٹر کے انگریزی میگزین "ویدانت کیسری" کے ایڈیٹر سے حکم موصول ہوا کہ میں اس میگزین کے ایک خاص نمبر کے لئے جس میں وہ "ہندوستانی زبانوں میں بھگتی گیت" کے موضوع پر مضامین چھاپ رہے تھے۔ ایک مضمون بعنوان "اردو میں بھگتی گیت" لکھ کر اُن کو پیش کروں۔

اس سلسلے میں جامعہ ملّیہ دہلی کے پروفیسر جناب محمد مجیب کی وساطت سے میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نے علی گڑھ یونیورسٹی کی لائبریری سے اردو کے نعت گو اور صوفی شعرا، کا کلام منگوایا
ان کتابوں میں "نشاطِ روح" کا گوہرِ نایاب مجھے دستیاب ہوا۔ اصغرؔ ہی کے
الفاظ میں میں نے اس شاہدِ فطرت کے انداز کے آگے دیدۂ حیراں کا آئینہ
رکھ دیا۔

اپنے انداز پہ ہو شاہدِ فطرت بے خود   رکھ دے آئینہ اگر دیدۂ حیراں کوئی

میں نے اس الہام "در زبانِ اُردو" کو خرید کر اپنی مختصر سی لائبریری
میں شامل کر لیا۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اُسے بار بار پڑھا، لیکن
ہاں جب کبھی بھی اس الہامی کلام کے کسی شعر یا کسی غزل میں ڈوب جانے کا موقع
ملا تو مجھے ایک خاص روحانی تسکین نصیب ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا کہ غم ہائے
روزگار کی تاریک وادیوں سے نکل کر نشاطِ روح کی منور بلندیوں کی طرف
بڑھا جا رہا ہوں۔

وقت گزرتا چلا گیا۔ اس دوران میں سوامی رنگا ناتھا نندا جی نے مجھے ایک
اور حکم دیا وہ یہ کہ سوامی وویکا نند کی سویں سالگرہ کے سلسلے میں اُن کی تقاریر
کا ترجمہ اردو زبان میں کروں۔ میں اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے فقط اتنا کر سکا
کہ اپنی پسند کی چند تقاریر کا ترجمہ میں نے خود کیا اور دوسری کچھ تقریروں کا
ترجمہ کروا کر اُسے "ایڈٹ" کیا۔ اس طرح "نعرۂ حق" وجود میں آیا۔ اس
مجموعہ میں سوامی جی کی مشہور نظم "نعرۂ سنیاس" کا ترجمہ میں نے اردو نظم میں
کیا۔ اس سے یہ خیال دل میں پیدا ہوا کہ اُن کی تمام نظموں کو بھی اردو میں منتقل
کیا جائے۔ چنانچہ کئی سال کی لگاتار محنت و کاوش کے بعد مجموعہ کی تشکیل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہوئی۔ ترجمہ کہاں تک کامیاب ہوا اس کے متعلق تو قارئین اپنی اپنی رائے قائم کریں گے۔ لیکن مجھے اپنی دماغی اور روحانی ارتقا میں اس سے بہت مدد ملی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ترجمہ ایک زبان کے الفاظ کو دوسری زبان کے الفاظ میں بدل دینے کا نام نہیں۔ ہر زبان کا اپنا محاورہ ہوتا ہے۔ بات جب ہے کہ ترجمہ ترجمہ معلوم نہ ہو، اس کیلئے ضروری ہے کہ مترجم پہلے اپنے انتخاب کئے ہوئے مصنف یا شاعر کے خیالات میں ڈوب کر انھیں اپنائے اور پھر انھیں اس طرح دوسری زبان میں پیش کرے کہ اُن میں تخلیق کی تازگی اور زبان کی روانی دونوں پیدا ہوں۔ میں نے یہی کوشش کی۔ نتیجہ کے طور پر مجھے سوامی وویکانند کے بلند روحانی خیالات کو سمجھنے اور جذب کرنے کا موقع ملا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں دنیا کو اُن کی بلند اور پاک نظر سے دیکھنے لگا۔ اس طرح میری زندگی کو ایک نئی اہمیت حاصل ہو گئی۔ اس میں ایک نیا رنگ پیدا ہو گیا اور جہاں تک شعر و ادب کا تعلق ہے میرے لئے اُس میں نئے معنی نمودار ہو گئے۔
اصغرؔ کا جو کلام میرے تحت الشعور میں بس گیا تھا (میری یادداشت اتنی کمزور ہے کہ مجھے بہت کم شعر یاد رہتے ہیں) وہ نئی شان سے اُبھرنے لگا مجھے خیال آیا کہ میں اصغرؔ کی ترجمانی کروں، اُنہیں اور اچھی طرح سمجھوں اور ان کے بلند اور پاک خیالات کو زیادہ واضح کر کے بیان کروں۔ اس خیال نے اصغرؔ کے کلام پر تضمین کرنے کے منصوبے کی صورت اختیار کی۔ پچھلے آٹھ سالوں میں مجھے جب بھی فرصت ملی اور طبیعت اس مشکل کام کی طرف مائل ہوئی، میں متواتر اس کی تکمیل میں کوشاں رہا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

یہ عرصہ دلی سے دور رانچی میں گزرا، اس لئے مجھے اپنے مہربان دوست رعنا جگی سے مشورہ اور اصلاح لینے کے مواقع نہیں ملے، لیکن جب میں نے ایک بار اُنہیں ایک پوری غزل پر تضمین دکھائی تو انہوں نے نہایت صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ کامیاب تضمین کے لئے صرف معنوی مطابقت ہی کافی نہیں بلکہ لفظی مناسبت بھی لازمی ہے۔ انہوں نے کچھ شعروں کی تضمین خود کر کے دکھایا کہ لفظی اور معنوی مطابقت کی کیا صورت ہوتی ہے۔ اب میں نے ہر شعر کی تضمین پر نظر ثانی کرنا شروع کی اور پچھلے تین چار سالوں میں تقریباً ایک تہائی شعروں پر نئے سرے سے تضمین کی تب جا کر میرے مصرعے اس قابل ہوئے کہ انھیں جناب رعنا کے سامنے پیش کر سکوں۔ اس پر بھی کئی بار رعنا نے یہ کہہ کر کہ "یہ بند نظر ثانی کا محتاج ہے" مجھے کامیاب تضمین کا موقع دیا۔ خدا کی برکت، وویکانند کی روحانی راہنمائی، جناب اصغر کی غائبانہ مدد اور رعنا کی اُستادانہ نظر[۱] سے آج یہ ہدیۂ خلوص میں

---

[۱] جیسا کہ میں نے ترانۂ حق کے پیش لفظ میں کہا ہے کہ اگر رعنا کی نظرِ عنایت نہ ہوتی تو میں یہ کتاب بھی شائع کرنے کی جرأت نہ کر پاتا۔ جہاں کہیں رعنا نے کسی مصرعے یا پورے بند کو بدل کر لکھنے کو کہا ہے وہاں اگر حسنِ بیان کے ساتھ ساتھ رنگِ مجاز زیادہ اُبھرتا ہوا نظر آیا تو میں نے اپنے کمزور مصرعوں کو جہاں تک ممکن تھا بہتر بنا کر بحال رکھا ہے۔ اور رعنا کے مصرعوں کو فٹ نوٹ میں لکھ دیا ہے تاکہ قارئین اُن کی حسین ترین تخلیق سے محروم نہ رہیں، لیکن عموماً میں نے اپنے مصرعوں کو رد کر کے ان کے مصرعوں کو شاملِ تضمین کر لیا ہے۔ اور اس کا اعتراف فٹ نوٹ میں کر دیا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اصغر اور اصغر کے متعدد شیدائیوں کی خدمت میں لایا ہوں ۔ شاید کسی قابل ہو۔
میں جناب نورالحسن صاحب اور ان کی منسٹری کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کو شائع کرنے میں مالی امداد دی۔

اصغر سے ملے لیکن اصغر کو نہیں دیکھا

اصغر کے کلام کی وہ انفرادی خصوصیت جس سے میں بہت متاثر ہوا یہ ہے کہ وہ عموماً جو کچھ بھی کہتے ہیں اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر کہتے نظر آتے ہیں۔ اُن کے اشعار میں صوفیانہ فلسفہ کو تخیل اور بلاغت کی مدد سے نغمگی حاصل نہیں ہوتی بلکہ ان کی روحانی نغمگی کا ارتعاش خود بخود شعر میں ڈھل جاتا ہے ۔ وہ زبان کے زور سے سُنی سنائی باتوں کو دلکش انداز میں پیش کر کے داد لینے کے لئے شعر نہیں کہتے ۔ وہ اپنے روحانی احساسات کا بیش بہا تحفہ زبان کو عنایت کرتے ہیں ۔ خوش قسمتی سے ان کی زبان اس "بارِ امانت" کو برداشت کر سکی اور اسے پا کر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئی ۔ وہ خود کہتے ہیں ۔

شاید کہ پیام آیا پھر وادیٔ سینا سے
شعلے سے نکلتے ہیں کچھ کسوتِ مینا سے

اشعار یہ اصغر کے ہے رقص رگِ جاں میں
اک موجِ نسیم آئی کیا باغ مصلّے سے

اصغر نشاطِ روح کا اک کھِل گیا چمن
جنبش ہوئی جو خامۂ رنگیں نگار کو

اصغر ترے نغموں میں ابھی ہے جوشِ درود اب
اے بُلبلِ شوریدۂ بُستانِ محمدؐ

غزل کیا اک شرارِ معنوی گردش میں ہے اصغر
یہاں افسوس گنجائش نہیں فریاد و ماتم کی

ترجمانی کی مجھے آج اجازت دیدے
شجرِ طور ہے ساکت لبِ منصور خموش

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اصغر کا عشق رسمی اور خیالی عشق نہیں۔ اُن کے صوفیانہ اور فلسفیانہ اشعار زورِ تخیل کا نتیجہ نہیں۔ اُن کی نعت قصیدہ گوئی کی مذہبی صورت نہیں، اُن کا عشق ذاتی روحانی احساسات کا مظہر ہے۔ اُن کی محبت میں میرا کا سوز اور گوپیوں کی لگن ہے۔ جب وہ رسولِ خداؐ کے حضور میں نعت پیش کرتے ہیں تو اُنہیں بذاتِ خود سامنے دیکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

یہ کون سامنے ہے صاف کہہ نہیں سکتے بڑے غضب کی ہے نیرنگیٔ طلسمِ نمود

اور جب وہ اُن کی تعریف کرنا چاہتے ہیں تو بس یہ کہہ کر چپ ہو جاتے ہیں:

اگر خموش رہوں میں تو، تُو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو ترا حُسن ہو گیا محدود

اور اس طرح خدا اور رسول کے فاصلے کو مٹا کر رکھ دیتے ہیں، لیکن قُرب کے احساس کو برقرار رکھنے کے لئے من و تو کے امتیاز کو قائم رکھتے ہیں اور آخر کار یہ احساس یہاں تک بڑھتا ہے کہ رسول اللہؐ خود اپنی زبانِ مبارک سے اُن سے مخاطب ہوتے ہیں اور عشق اپنے کمال تک جا پہنچا ہے۔

کچھ اس ادا سے مرا اُس نے مدعا پوچھا ڈھلک پڑا مری آنکھوں سے گوہرِ مقصود

اور ذرا خبر نہ رہی ہوش و عقل و ایماں کی

یہ ہے معراج ایمان و یقین کی کہ ایمان و یقین کی خبر تک نہ رہے۔[2]
لیکن اس مقام تک پہنچنے سے پہلے عشق کو بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

---

[2] انہوں نے خود کہا ہے:
ہوش کسی کا بھی نہ رکھ جلوہ گہِ ناز میں بلکہ خدا کو بھول جا سجدۂ بے نیاز میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اصغر نے آپ بیتی کے انداز میں ان مراحل کا بیان[۳] کیا ہے اور پھر اپنے تجربے کی بناء پر رازِ حیات کو آشکار کیا ہے

پہلا مقام ہے دُوری کا شدید احساس اور کاوشِ جگری

یہ ڈر ہے ہر بُنِ مُو اب لہو نہ دے نکلے — کچھ ایسے زور پہ ہے آج کاوشِ جگری
جو مجھ پہ گزری ہے شب بھر وہ دیکھ لے ہمدم — چمک رہا ہے مژہ پر ستارۂ سحری
اُٹھا ہے درد رگِ جاں ہے تشنۂ نشتر — مجھے ہے آج تلاشِ کمالِ چارہ گری

لیکن اصغر درد و غم کے شاعر بن کر نہیں رہ گئے۔ وہ اس مقام سے آگے نکلے تو فرمایا:

ع مجھ کو اصغر کم ہے عادت نالہ و فریاد کی

یا ع اب دماغِ نالہ و شیون کہاں

درد و غم اور نالہ و فریاد سے گزر کر انہوں نے دیکھا کہ

پردۂ حرماں میں آخر کون ہے اُس کے سوا — اے خوشا مہروئے کہ نزدیکی بھی ہے دُوری بھی ہے
حسرتِ ناکام مری کام سے غافل نہیں — اک طریقِ جستجو یہ دردِ مہجوری بھی ہے
میں تو ان محجوبیوں پر بھی سراپا دید ہوں — اُس کے جلوے کی ادا اک شانِ مستوری بھی ہے

۳ہ "نشاطِ روح" میں ۵۶۰ کے قریب اشعار ہیں ان میں سے ۲۱۶ اشعار میں "میں" "مجھے" اور "اصغر" کے الفاظ موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے اشعار ایسے ہیں جن کا روئے سخن خود اصغر کی ذات کی طرف ہے۔ اور کئی مسلسل غزلوں اور قطعہ بند اشعار میں تو اصغر نے صریحاً اپنے ہی احساسات کو قلمبند کیا ہے۔ مثلاً "سر فنا" "بے خبری" "بستر خاک پہ بیٹھا ہوں نہ مستی ہے نہ ہوش" "عشق ہی سعی مری عشق ہی حاصل میرا" "گم کر دیا ہے دید نے یوں سر بسر مجھے" وغیرہ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میری محرومی کے اندر یہ دی اُس نے صدا　　قُرب کی راہوں میں میری راہ اک دُوری بھی ہے

اور یہ قُرب، قرب رگِ جاں ہے فرمایا:

ہر شے میں تو ہی تو ہے یہ بعد یہ حرماں ہے　　صورت جو نہیں دیکھی یہ قُرب رگِ جاں ہے

اور پھر کامیابی کی منازل کو طے کرتے ہوئے نشاطِ جاوداں کو حاصل کیا۔ شجرِ طور کو ساکت اور لبِ منصور کو خموش پا کر حقیقت کی ترجمانی کی اور کامیاب محبت اور سچی مسرت کے زندۂ جاوید نغموں سے دنیائے عشق کو سرشار کر دیا۔

ہر حال میں بس پیشِ نظر ہے وہی صُورت　　میں نے کبھی رُوئے شبِ ہجراں نہیں دیکھا

تری نگاہ کے صدقے یہ حال کیا ہے مرا　　کمالِ ہوش کہوں یا کمالِ بے خبری

اسرارِ عشق ہے دلِ مضطر لیے ہوئے　　قطرہ ہے بے قرار سمندر لیے ہوئے
گُم کر دیا ہے دید نے یوں سر بسر مجھے　　ملتی ہے اب اُنہیں سے کچھ اپنی خبر مجھے

پھر میں نظر آیا نہ تماشا نظر آیا　　جب تو نظر آیا مجھے تنہا نظر آیا

ذوقِ سرمستی کو محوِ رُوئے جاناں کر دیا　　کفر کو اس طرح چمکایا کہ ایماں کر دیا
جس پہ میری جستجو نے ڈال رکھے تھے حجاب　　بیخودی نے اب اُسے محسوسِ عریاں کر دیا

جو شجر باغ میں ہے وہ شجرِ طور ہے آج　　پتّے پتّے میں جو دیکھا تو وہی نُور ہے آج

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

فصلِ گُل، جوشِ نمو، طلعتِ زیبائے بہار — عرضِ دیدار بہ یک جلوہ مستور ہے آج
نہیں معلوم یہاں دار و رسن ہے کہ نہیں — خون میں گرمیٔ ہنگامۂ منصور ہے آج

کس طرح حسنِ دوست ہے بے پردہ آشکار — صدہا حجابِ صورت و معنیٰ لئے ہوئے
رگ رگ میں اور کچھ نہ رہا جز خیالِ دوست — اس شوخ کو ہوں آج سراپا لئے ہوئے

میری نظر میں اصغرؔ کے شعر "منتر یا شلوک" کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہمارے رشیوں نے اپنے روحانی تجربے کو لازوال شلوکوں یا منتروں میں کچھ اس طرح بھر دیا ہے کہ جتنی بار اُنہیں پڑھو یا سُنو اُن کے معنی اور اُبھرتے نظر آتے ہیں۔ جتنا زیادہ اُن پر دھیان دو اُتنا ہی وہ رُوحانی تجربہ اپنے رگ و پے میں اُترتا چلا جاتا ہے۔ اصغرؔ کا الہامی کلام بھی دل پر اسی طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے فقط تخیل اور علم کافی نہیں۔ اصغرؔ کے معنی کو پانے کیلئے ضروری ہے کہ ہم میں اپنے روحانی جذبات کو اصغرؔ کے مقام کے نزدیک سے نزدیک تر جانے کی اہلیت ہو۔ اگر ہماری نظر اصغرؔ کے کلام کی لفظی اور ظاہری خوبیوں اور اُن کے خیالات کی وسعتوں پر ہی لگی رہے تو ہم اصغرؔ کی عظمت کو پانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ خود اصغرؔ نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

شائستۂ صحبت کوئی ان میں نہیں اصغرؔ — کافر نہیں دیکھے کہ مسلماں نہیں دیکھا

ایسا کہ تیک ہے کا جیسے راز ہیں سے رو — اہلِ حرم میں کوئی نہ آیا نظر مجھے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اصغر سے ملے لیکن اصغر کو نہیں دیکھا   اشعار میں سُنتے ہیں کچھ کچھ وہ نمایاں ہے

جناب مرزا احسان احمد صاحب نے اصغر کے کلام کو شائع کر کے اردو زبان ہے۔ اور ہندوستانی کلچر پر بہت بڑا احسان کیا ہے، لیکن اگر گستاخی معاف ہو تو میں کہوں گا کہ وہ اصغر کو سمجھتے ہوئے بھی پوری طرح نہیں پا سکے۔ اُنہوں نے اپنے "مقدمہ" کا آغاز اس مناسب شعر سے کیا

عمر لیست کہ افسانۂ منصور کہن شد   من از سرِ نو جلوہ دہم دار و رسن را

اور آخر میں اصغر کی ذات کا ان الفاظ میں انکشاف کیا:

"اُن کی نگاہیں صرف اسی عالمِ قدس کے روح پرور مناظر کی اداشناس ہیں۔ جہاں ایک لازوال تاثر، ایک روح نواز ترنم، ایک ابدی لذّت، ایک جاں فروز تجلّی، ایک نشاط آفریں رقص، ایک دل گداز ذوق، ایک آتش فشاں وجد کے سوا اور کوئی سماں نظر نہیں آتا۔"

مگر وہ شاید بھول گئے کہ اصغر شجرِ طور کو ساکت اور لبِ منصور کو خاموش پا کر حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ دلکش انداز میں فلسفیانہ مسائل بیان کرنے یا تفریحِ طبع کے لئے شعر نہیں کہتے۔ انہوں نے اصغر کی شاعری کی جن خصوصیات کی طرف توجّہ دلائی ہے وہ واقعی اس میں موجود ہیں، لیکن یہ خوبیاں اصغر کے روحانی تجربات کے بیان میں لازمی طور پر پیدا ہو جاتی ہیں۔ اصغر کی شاعری ان خصوصیات کی حامل ہے، اِن پر مشتمل نہیں۔ تسلسل اُن کے بیان کی روح ہے۔ فارسی تراکیب اُس کلام کا لازمی جزو ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کیوں کہ اُردو زبان میں اُن حقائق کو برداشت کرنے کی پوری صلاحیت نہیں تھی جنہیں اصغر روشن کرنا چاہتے تھے۔ اصغر فارسی ترکیبیں اس لئے نہیں استعمال کرتے کہ وہ ان کے دلدادہ ہیں۔ وہ کسی ترکیب کی بنا پر شعر نہیں کہتے۔ وہ شعر میں رعنائی اور دلکشی پیدا کرنے کے لئے عمداً کسی خاص ترکیب کو نہیں باندھتے۔ اُن کا "دلآویز پیرایہ" یا "طرزِ ادا کی ندرت" ادبی کاوش کا نتیجہ نہیں بلکہ اُن کے ذاتی تجربے کی خاص نوعیت کا عکس ہے، یہ قدرتی کرشمہ ہے۔ اس میں دماغی دوڑ دھوپ کا کام نہیں۔ اصغر کی زبان کی برجستگی اور صفائی ان کے خیالات اور احساسات کی پاکیزگی اور خلوص سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں فن اور ہنر کا کوئی گزر نہیں۔ یہ حقیقت ہے جو اپنی مخصوص رعنائی اور رنگینی سے جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہ مشاہدہ حق کی بات ہے جسے کہنے کے لئے اصغر بادہ وساغر، نکہت و رنگ، لب و رخسار کے اشاروں اور کنایوں سے کام لیتے ہیں۔ یہ حسن و عشق کے مجازی معاملات کی بات نہیں جسے وہ شعر کا دلکش روپ دیتے ہیں۔ "تغزل کے اندازِ قدیم میں رقص و سرور کا ایک نیا عالم" اُن کی "لطافت آفرینیوں" سے نہیں پیدا ہوا۔ یہ تو نشاطِ روح کا ایک ہلکا سا ارتعاش ہے جو شعر کے قالب میں مترنم ہو گیا ہے۔ اصغر بیک وقت خدا رسیدہ صوفی بھی ہیں اور شاعر بھی۔ وہ آپ ہی اپنا پیام بھی ہیں اور پیامبر بھی۔

اسی طرح جناب مولوی اقبال احمد سہیل صاحب نے بھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ "شاعری حقیقت میں حسنِ مجرد کی اس مصوری کو کہتے ہیں جس میں لطیف موسیقی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بھی شامل ہو۔" اپنے پُرمغز اور عالمانہ تبصرے میں اصغر کی شاعری کی خصوصیات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور بتایا ہے کہ شاعری کے تمام عناصر یعنی موسیقی، "بُت تراشی" یا ایجاد و تخلیق، مصوری اور اسرار و معارف اصغر کی شاعری میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اور اس لحاظ سے ان کی شاعری کو معراجِ شاعری قرار دیا ہے۔ یہ سب صحیح ہے، لیکن ان صوری خوبیوں کو دیکھتے دیکھتے معنوی خوبیاں نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔

اصغر کو سمجھنے کے لئے اُن کی شاعری کی خصوصیات کی طرف کم اور اُن کی شخصیت اور اُن کے روحانی مقام کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ معیارِ اخلاق کی بلندی اُن کی شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ کچھ ٹھیک نہیں اصغر جس مقام پر ہیں وہاں تک جانے کے لئے اخلاقی بلندی پہلا قدم ہے۔ اُن کے کلام میں عامیانہ ابتذال وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یا یہ کہنا کہ ان کی شاعری میں حکیم مومن خاں کی جدتِ اسلوب اور شگفتگی ترکیب اور غالب کا زورِ بیان اور نکتہ آفرینی ہے اصغر سے ناانصافی ہے۔ اُن کی شاعری کو "نقشِ ثانی" کہنا تو ان سے سراسر ظلم ہے۔ ہر ادیب اور شاعر اپنے سے پہلے کے اُستادوں سے متاثر ضرور ہوتا ہے، لیکن اصغر جیسا شاعر کسی کے طرزِ بیان کو اپناتا نہیں۔ وہ نکتہ آفرینی بھی نہیں کرتا وہ حقیقت بیان کرتا ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ اصغر کی شاعری میں حسن و عشق کے ربطِ باہمی کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

متعلق جتنے مختلف نظریئے ہیں اُن سب کا بیان ملتا ہے۔ ایک سطحی بات ہے (مجھے پھر کہنا پڑتا ہے کہ) اصغرنے " اس پامال مضمون پر ندرت بیانی سے سحرکاریاں نہیں " کیں۔ اُنہوں نے خود اپنے ذاتی تجربات کو بیان کیا ہے۔ دوسرے شاعر سُنی سُنائی بات کرتے ہوں گے۔ اصغر آپ بیتی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے شعر بے مثال ہیں۔ یہ حقیقت گوئی ہے فن کاری نہیں۔ اصغر حقیقت شناس صوفی پہلے ہیں اور شاعر اور فن کار بعد میں۔ حقیقت ایک ہے۔ جب ایک صوفی شاعر کو اس واحد حقیقت کے مختلف پہلوؤں کا احساس ہوتا ہے تو وہ اُسے مختلف انداز میں بیان کرتا ہے وہ کسی خاص نظریئے یا فلسفہ کو پیش نہیں کرتا۔

اشعار میں سُنتے ہیں کچھ وہ نمایاں ہے

اصغر محض شاعر ہی نہیں جو صوفیانہ رنگ میں شعر کہتا ہے اور جس کے کلام میں عشقِ حقیقی کا سوز اور کامیاب محبت کی حلاوت ملتی ہے۔ اصغر ایک خدا رسیدہ صوفی ہے جس نے زندگی کے نغمۂ ازلی کو رگ و پے میں بسا لیا ہے جس کی فکر و نظر جلوۂ حقیقت سے منوّر ہو چکی ہے اور جو مستی اور بے خودی کے پُر نشاط احساسات کو شعر کے قالب میں ڈھال کر مترنّم کر دیتا ہے۔

اک عالمِ حیرت ہے فنا ہے نہ بقا ہے
حیرت بھی یہ حیرت ہے کہ کیا جانیے کیا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تری نگاہ کے صدقے یہ حال کیا ہے مرا
کمالِ ہوش کہوں یا کمالِ بے خبری

انتہا دید کی یہ ہے کہ نہ کچھ آئے نظر
کیفِ بے رنگیٔ حیرت ہے نظر کی معراج

کرم کچھ آج ہے ساقی کا وہ طرب انگیز
کہ جرعہ جرعہ ہے موجِ ترنمِ سحری

وہ اک دل و دماغ کی شادابیٔ نشاط
گرنا چمک کے اُف تری برقِ نگاہ کا

ہو نور پہ کچھ اور ہی اک نور کا عالم
اُس رُخ پہ جو چھا جائے مرا کیفِ نظر بھی

گم کر دیا ہے دید نے یوں سر بسر مجھے
ملتی ہے اب اُنہیں سے کچھ اپنی خبر مجھے
اللہ رے اُن کے جلوے کی حیرت فزائیاں
یہ حال ہے کہ کچھ نہیں آتا نظر مجھے

ذوقِ مستی کو محوِ روئے جاناں کر دیا
کفر کو اس طرح چمکایا کہ ایماں کر دیا
تو نے یہ اعجاز کیا اے سوزِ پنہاں کر دیا
اس طرح پھونکا کہ آخر جسم کو جاں کر دیا
جس پہ میری جستجو نے ڈال رکھے تھے حجاب
بیخودی نے اب اُسے محسوس و عریاں کر دیا

مری اک بیخودی میں سینکڑوں ہوش و خرد گم ہیں
یہاں کے ذرے ذرے میں ہے وسعت اک بیاباں کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اس سے زیادہ اور کیا شوخیٔ نقشِ پا کہوں
برق سی اک چمک گئی آج سرِ نیاز میں

آتشِ گل سے ہر طرف دشت و چمن دہک اٹھا
ایک شرارِ طور ہے خلوتیانِ راز میں

اب طور پر وہ برقِ تجلی نہیں رہی
تھرّا رہا ہے شعلۂ عریانِ آرزو

چاہا جہاں سے منظرِ فطرت بدل دیا
ہے کُل جہان تابعِ فرمانِ آرزو

شعلۂ طور کو دیکھا ہے تواجد کرتے
شب کو جب رقص میں آجاتا ہے ارماں کوئی

صاف کہتا ہوں کہ میں کیا ہوں فقط دریا ہے
کس قدر شوخ ہے ہر ذرّۂ منصور مزاج

ہنگامِ سیہ مستی یہ فکرِ فلک پیما
اک ایک ستارے کو آئینہ دکھا آئی

سرمستیوں میں شیشۂ مے لے کے ہاتھ میں
اتنا اُچھال دیں کہ ثریا کہیں جسے

میں ہوں ازل سے گرمِ روِ عرصۂ وجود
میرا ہی کچھ غبار ہے دنیا کہیں جسے

ایسا کبھی ایک جلوہ تھا اُس میں چھپا ہوا
اُس رُخ پہ دیکھتا ہوں اب اپنی نظر کو میں

نظر آتی ہے مظاہر میں مری شکل مجھے
فطرت آئینہ بدست اور میں حیران و خموش

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اصغر جب مستی اور بیخودی کے مقام سے ذرا نیچے اُترتے ہیں تو "محسوس و عریاں" رموزِ حیات کو مترنم کرتے ہیں۔ مجھے اُن کے کلام میں روحانیت کا ہر رُخ اور فلسفہ (خصوصاً ویدانت) کا ہر اصول شعریت اور نغمگی میں ملبوس نظر آتا ہے۔ مثلاً ویدانت ہمیں بتاتا ہے کہ عالمِ شہود کے ادراک کی اصل ہماری "اودیا" (غیر آگہی۔ جہل) ہے اور اس جہل کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ تمام کائنات اس کے دائرہ میں محدود ہے[1]۔

اب دیکھئے اصغر کیا کہتے ہیں ؎

صوفی کو ہے مشاہدہ حق کا ادعا　　صدہا حجاب دیدۂ بینا لئے ہوئے

---

[1] شری آروبندو اپنی کتاب The Life Divine میں لکھتے ہیں:۔

Not only is man ignorant of his super conscient self, of his subliminal self, of his subconscient self, he is also ignorant of the world in which he presently lives — human mentality consists of a succession of waves of being, a force pressing from outside and rising from within, which become the stuff of consciousness & formulate in a mental cognition and mentalised sensation of self & things

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(۱ کا باقی فٹ نوٹ صفحہ ۲۱ پر)

اور پھر صاف طور پر فرماتے ہیں ؎

مقامِ جہل کو پایا نہ علم و عرفاں نے
میں بے خبر ہوں باندازۂ فریبِ شہود ؎۵

یہ جہل یہ "اودیا" آخر کیا ہے۔ جب ہماری اصل ہماری حقیقت یزدانی ہے تو یہ "فریبِ شہود" کیونکر اور کیسے پیدا ہوا۔ اصغر اس سوال کا جواب یوں دیتے ہیں ؎

گلوں کی جلوہ گری مہر و مہ کی بوالعجبی
تمام شعبدہ ہائے طلسمِ بے سببی

اس "طلسمِ بے سببی" کو عقل و ادراک نہیں پا سکتے۔ کیونکہ عقل و ادراک خود اسی دائرے میں محدود ہیں۔ یہی بات تو ما ورائے سخن ہے یہی "عجیب طرزِ حجاب و عجیب جلوہ گری" ہے۔ اصغر اس راز کو اشاروں

(فٹ نوٹ ؎۵ صفحہ ۲۲ و ۲۳ پر دیکھیے)

(فٹ نوٹ کے بقیہ صفحہ ۲۰) in time and space.

گیتا میں بھگوان سری کرشن نے کہا ہے :-

Knowledge is veiled by ignorance
mortal men are deluded.

منڈوکا اپنشد میں آیا ہے :-

They live and move in ignorance and go round and round battered and stumbling like blind men led by one who is blind.

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اشاروں میں کہتے ہیں :

ع کہ عاشقی میں مری حُسن کی ہے جلوہ گری

ع یہ کُل جہان ہے منت پذیر کم نظری

ع یہ دیدۂ بینا تو تماشا نظر آیا

(فٹ نوٹ ۵ بقیہ صلا) مرزا احسان احمد صاحب نے اس شعر کی یوں تشریح کی ہے۔ کہتے ہیں "مقامِ جہل" سے مراد ہے "فریبِ شہود" کو فریبِ شہود سمجھ کر اس کی طلسم کاریوں کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا، یعنی دنیا کی بے ثباتی کو جانتے ہوئے رزم گاہ حیات میں سرگرم رہنا، مرزا صاحب کے نزدیک یہی "بساط آرائے شہود" کے منشا کی تکمیل ہے اور اس لئے مقامِ جہل علم و عرفان سے بلند تر ہے۔

میرے خیال میں تو اس شعر سے یہ معنی پیدا ہی نہیں ہوتے ۔ اس کے یہ معنی نکالنا دوسرے مصرعہ کو بالکل نظر انداز کرنے کے برابر ہے۔ پہلا مصرعہ بجائے خود اس تشریح کا حامل نہیں۔ بات بالکل صاف ہے۔ علم و عرفان مقامِ جہل کو نہیں پا سکتے۔ یعنی فریبِ شہود کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ علم تو کیا عرفان بھی اس میں محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ علم بھی اس کی وسعت کا اندازہ کرنے سے قاصر ہے اور عرفان بھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ شاعر (اصغر) جسے علم پر بھی دسترس ہے اور جو عرفان کے رموز سے بھی واقف ہے، حقیقت سے پوری طرح آگاہ نہیں ۔ وہ خود باندازۂ فریبِ شہود بے خبر ہے ۔

اس سلسلے میں جناب مولانا عبدالسلام خاں کے مضمون "ابن عربی کا نظریہ وحدت وجود" (شائع "نذر ذاکر") سے مندرجہ ذیل اقتباس قابلِ غور ہے۔

"شیخ کے نزدیک ہمارے احساسات و ادراک سے علیحدہ اور ہمارے ذہن سے خارج فقط ایک مجہول الکنہ ازلی ابدی حقیقت کا وجود ہے۔ یہ حقیقت خود ہماری ہمارے احساسات اور ادراکات کی اور ہماری تمام قوتوں کی بنیاد ہے۔ (باقی صـ۲۳ پر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اسی بات کا ایک اور پہلو یوں بیان کرتے ہیں ؎

گر پڑی خود روح قیدِ عنصری میں ٹوٹ کر   لذتِ ذوقِ فنا ہر سو فراواں دیکھ کر

لیکن یہ کہہ کر "چو ہر خبر کہ شنیدم رہے بہ حیرت داشت" چپ ہو جاتے ہیں۔

ع   خموش اصغرِ بے ہودہ گوش و ہرزہ سرا

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ خاموش ہوتے ہوتے بھی بے خبری کو مٹانے کا طریقہ بھی بتاتے جاتے ہیں۔

حل کر لیا مجاز و حقیقت کے راز کو   پائی ہے میں نے خواب میں تعبیر خواب کی

اور تعبیر یہ ہے کہ زندگی اس دنیا میں محض چند روزہ قیام پر منحصر نہیں۔ تشکیل سے پہلے اور تخریب کے بعد بھی زندگی کی صورتیں ہیں (کوئی اسے آواگون کا نام دے یا تسخیر کا بات ایک ہی ہے) حیات روحانی ارتقا کی راہ پر ایک

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۲۲) یہ کوئی خفتہ اور انفعالی حقیقت نہیں بلکہ بیدار اور زندہ، باشعور اور فعال حقیقت ہے۔ اظہار اس کی ذات کا اقتضاء ہے پوری کائنات میں یہ حقیقت پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا ظہور اور اظہار اس کی خواہش کا نتیجہ ہے۔ اس حقیقت کے ظاہر ہونے اور ابھرنے کے ساتھ ہی اس کی تمام مضمر صلاحیتیں اور امکانات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اشیا یا معلومات اصل ہیں اور علم تابع۔ علم کو معلوم کے مطابق ہونا چاہیئے۔ نہ کہ معلوم کو علم کے۔ علم کی واقعیت معلوم کی واقعیت پر موقوف ہے ...... حقیقت کے ادراک کیلئے ضروری ہے کہ اپنے اس تعلق کو جو اشیاء کی صورتوں اور ان کے ظاہر کے ساتھ ہے قطع کر لیا جائے ...... اس طرح کہ حقیقت کو حقیقت کی آنکھوں سے دیکھا جائے۔ اور اسے اس کے کانوں سے سنا جائے۔ یعنی حقیقت کو حقیقت میں ہو کر محسوس کیا جائے تو اشیا اپنی حقیقت سمیت محسوس ہوں گی ...... حقیقت کو دیکھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ علم مکمل اور ذات کو محیط نہیں ہو سکتا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مسلسل سفر ہے ۔ ایک قدم کے بعد دوسرا قدم اٹھتا ہے اس قدم کو اگلا جنم کہیں یا رزریکشن یا قیامت کے دن قبروں سے اٹھنا ۔ مطلب ایک ہی ہے ۔

سو بار جلا ہے تو یہ سو بار بنا ہے　　ہم سوختہ جانوں کا نشیمن بھی بلا ہے
جب اصل اس مجاز و حقیقت کی ایک ہے　　پھر کیوں بکھر رہے ہیں اِدھر سے اُدھر مجھے

مقصدِ حیات بالآخر اپنی یزدانی حقیقت کو پالینا ہے ۔ یہ تمام کائنات، یہ جہانِ نمود طلسمِ آرزو ہے، "مایا" ہے، افسونِ نظر ہے[له] ۔

گلوں کی جلوہ گری مہر و مہ کی بوالعجبی　　تمام شعبدہ ہائے طلسمِ بے سببی

محال تھا کوئی ہوتا یہاں سوا تیرے　　یہ کُل جہان ہے منت پذیرِ کم نظری

له ابن عربی کہتے ہیں ۔ " ذاتِ حق کے علاوہ ہر چیز ایک بدلتے رہنے والا خیال ہے ۔ اور زائل ہوتا رہنے والا سایہ ہے ۔ چنانچہ نہ تو دنیوی اور اخروی اور نہ ان دونوں کا درمیانی (برزخی) وجود اور نہ کوئی روح اور نفس اور نہ اللہ ۔ کائنات کے وجود کو باری تعالے کے وجود سے ایسی نسبت نہیں کہ وجود دونوں کی حقیقی صفت ہو ۔ باری تعالے کی براہ راست اور کائنات کی بواسطہ، اس کے برخلاف کائنات کو ہست بنانے کا مطلب یہ ہے کہ باری تعالے خاص طرح سے موجود ہے اور اس کا یہ خاص طرح کا وجود بعینہٖ کائنات کا وجود ہے، مگر اس طرح کہ ذاتِ باری تو نہ عین ہے کائنات کی نہ متحد ہے کائنات کے ساتھ اور نہ حال ہے کائنات میں اور نہ محل ہے کائنات کا ۔ ذاتِ باری کے مقابلے میں کائنات کی کوئی ہستی نہیں ۔ کائنات ذاتی حیثیت میں نیست اور باری تعالے ہست ہے ۔" (نذیر ذاکر ۔ ابن عربی کا نظریہ وحدت الوجود)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اب خود ترا جلوہ جو دکھاوے وہ دکھا دے   یہ دیدۂ بینا تو تماشا نظر آیا

ہمیں آخر اس "طلسم بے سببی" سے نکل کر آزاد ہونا ہے۔ یہ جہان اسی حصولِ مقصد کے لئے جد و جہد کا ایک وسیع میدان ہے۔

آغوش میں ساحل کے کیا لطفِ سکوں اسکو   یہ جان ازل ہی سے پروردۂ طوفاں ہے
اک جہدِ کشاکش ہے ہستی جسے کہتے ہیں   کفار کا مر جانا خود مرگِ مسلماں ہے

یہاں کی خوشیاں اور غم ہمیں اپنی حقیقت کی طرف مائل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ ہماری حقیقت ہے ایک ہستی واحد و مطلق، ہماری اصل ہے نشاطِ جاوداں، ہماری سرشت ہے احساسِ خودی۔ جس میں تمام غیب و شہود جذب ہو جاتے ہیں۔

غرض نشاط و الم سے فقط تماشہ ہے   کہ یہ مناظر رہ اور میں ہوں رہ گزری
کہو یہ عشق سے چھیڑے تو سازِ ہستی کو   ہر ایک پردہ میں ہے نغمۂ ہو الموجود
مزہ الم میں ہے کچھ لطف خستگی میں ہے   غرض کہ نشو و نمائے روح کی اسی میں ہے

اس حقیقت کو پانا جو ظاہر و باطن میں موجود ہے، آسان نہیں۔ اس کے لئے سخت جسمانی، دماغی اور روحانی ڈسپلن لازمی ہے۔

اس کو مطلوب ہیں کچھ قلب و جگر کے ٹکڑے   جیب و دامن نہ کوئی پھاڑ کے دیوانہ بنے

اس کے لئے جسم کو جاں کر دینا ہوتا ہے۔ اس کے لئے آنکھ کو تعین سے بچانا ہوتا ہے۔

بچ حسنِ تعین سے ظاہر ہو کہ باطن ہو   یہ قید نظر کی ہے وہ فکر کا زنداں ہے

تمام وجود کو "انقیاد و طاعت" کر ڈالنا ہوتا ہے۔ دل کو "بے مدعا"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بتانا پڑتا ہے

مراد جو دہی خود انقیاد طاعت ہے — کہ ریشہ ریشہ میں ساری ہے اک جبینِ سجود
نہ میرے ذوقِ طلب کو ہے مدعا سے غرض — نہ گامِ شوق کو پروائے منزلِ مقصود

نہ مدعا کوئی میرا نہ کچھ ہراس مجھے — کہ عاشقی ہے فقط بے دلی و بے جگری
توڑ کر دستِ طلب محوِ دعا ہو جائے — سر سے پا تک ہمہ تن آپ دعا ہو جائے
کچھ اس طرح ہوئیں عاجز نوازیاں اس کی — کہ میری آہ کو ہے اب تلاشِ بے اثری

رہا نہ دل میں وہ احساسِ مدعا باقی — نہ رُوح میں ہے وہ بیتابیٔ دُعا باقی

عاشقی کیا ہے ہر اک شے سے تہی ہو جانا

ہجومِ شوق میں اب کیا کہوں میں کیا نہ کہوں — مجھے تو خود بھی نہیں اپنا مدعا معلوم

نہ ہوگا کاوشِ بے مدعا کا رازداں برسوں — وہ زاہد جو رہا سرگشتۂ سود و زیاں برسوں

اور جب دل میں احساسِ مدعا باقی نہیں رہتا۔ جب بے دلی اور بے جگری اپنے کمال تک پہنچ جاتی ہے، جب عاشق ہر شے سے تہی ہو جاتا ہے. بلکہ جب دلِ بے مدعا بجائے خود حاصلِ جستجو ہو جاتا ہے[1] تو حقیقت جلوہ گر ہوتی

ے ہوش کسی کا [illegible] جلوہ گہہ ناز میں — بلکہ خدا کو بھول گیا سجدۂ بے نیاز میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہے، طلسمِ نمود ٹوٹ جاتا ہے۔

اک قطرۂ شبنم پر خورشید ہے عکس آرا ۔ یہ نیستی و ہستی افسانہ ہے افسانہ

اور احساسِ خودی ہر طرف پھیل جاتا ہے۔ ظاہر و باطن میں بس وہی نظر آتا ہے: ع ہر ایک پردہ میں ہے نغمۂ ہو الموجود

وہ ہر عیاں میں نہاں ہے وہ ہر نہاں میں عیاں ۔ عجیب طرزِ حجاب و عجیب جلوہ گری

حُسنِ حقیقت کی یہ جلوہ گری عشق کا حاصل ہے۔ انہیں جلوؤں سے روح خوشی سے جھُوم اُٹھتی ہے اور صوفی شاعر "تو ہی تو" کے ترانے گاتا ہے۔

رگ رگ میں اور کچھ نہ رہا جز خیالِ دوست ۔ اس شوخ کو ہوں آج سراپا لئے ہوئے

کیا فیض بخشیاں ہیں رُخِ بے نقاب کی
ذرّوں میں رُوح دوڑ گئی آفتاب کی

فروغِ حُسن سے تیرے چمک گئی ہر شے
ادا و رسمِ بِلالی و طرزِ بو لہبی

ہر ذرّہ آئینہ ہے کسی کے جمال کا
یونہی نہ جانیے مری مشتِ غبار کو

جو شجر باغ میں ہے وہ شجرِ طور ہے آج
پتّے پتّے میں جو دیکھا تو وہی نور ہے آج

اس طرح حُسنِ دوست ہے بے پردہ آشکار
صدہا حجابِ صورت و معنےٰ لیے ہوئے

لئے پھری نگہِ شوق سارے عالم میں
بہت ہی جلوۂ حُسن آج بے قرار ہوا

کار فرما ہے فقط حُسن کا نیرنگِ کمال
چاہے وہ شمع بنے چاہے وہ پروانہ بنے

پرتوِ رُخ کے کرشمے تھے سرِ راہ گزر
ذرّے جو خاک سے اُٹھے وہ صنم خانے بنے

ذرّے ذرّے میں نمایاں ہے تجلّیٔ قدم
ہوش گم ہیں وسعتِ صحرائے امکاں دیکھ کر

بے تکلّف ہو کے مجھ سے سب اٹھا ڈالے نقاب
شاہدِ دیر و حرم نے مست و حیراں دیکھ کر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لیکن دراصل ان تمام جلووں کی حقیقت بیان سے باہر ہے۔

ع ہستی بھی مری پردہ یہ لفظ و بیاں پردہ

ع جو کچھ کہا تو تراحُسن ہوگیا محدود

ترے جلووں کے آگے ہمّتِ شرح و بیاں رکھدی زبانِ بے نگہ رکھدی نگاہِ بے زباں رکھدی

مردحق اس کی طرف صرف اشارہ ہی کرسکتا ہے۔

ماورائے سُخن بھی ہے کچھ بات بات یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے

وہی تھا حال میرا جو بیاں میں آ نہیں سکتا جسے کرتا رہا افشا سکوتِ رازداں برسوں

اس کی نوعیت کے متعلق فقط اتنا کہہ سکتا ہے کہ یہ عقل و خرد کے دائرے سے باہر ہے۔

عشق متبسم کہ یہ رازِ جہاں کی کائنات عقل سرگرداں کہ ہر ذرّہ جہانِ راز ہے

آنکھ ہو جب محوِ حیرت تو نمایاں ہے وہی فکر ہو جب کارفرما تو وہی مستور ہے

یہ آگہی مسرت کا کمال ہے۔

ع وہ اک دل و دماغ کی شادابئ نشاط

کرم کچھ آج ہے ساقی کا وہ طرب انگیز کہ جرعہ جرعہ ہے موجِ ترنم سحری

ع اصغر نشاطِ روح کا اک کھل گیا چمن

یہ ایک عالمِ حیرت ہے

اک عالمِ حیرت ہے فنا ہے نہ بقا ہے حیرت بھی یہ حیرت ہے کہ کیا جانئے کیا ہے

تھا حاصلِ نظارہ فقط ایک تحیّر جلوے کو کہے کون کہ اب گم ہے نظر بھی

اس میں من و تو کا فرق نہیں ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ع کہ عاشقی میں مری حُسن کی ہے جلوہ گری

وہیں سے عشق نے بھی شورشیں اُڑائی ہیں
جہاں سے تو نے لئے خندہ ہائے زیرِ لبی

میرے مذاقِ شوق کا آئین بھرا ہے رنگ
میں خود کو دیکھتا ہوں کہ تصویرِ یار کو

پھر میں نظر آیا نہ تماشا نظر آیا
جب تو نظر آیا مجھے تنہا نظر آیا

سو بار ترا دامن ہاتھوں میں مرے آیا
جب آنکھ کھلی دیکھا اپنا ہی گریباں تھا

حُسن کے فتنے اُٹھے میرے مذاقِ شوق سے
جس سے میں بے چین ہوں وہ خود مری آواز ہے

اس میں بس پاکیٔ روح کا احساس ہوتا ہے۔ خوب و زشت، نیک و بد، کفر و ایمان کا امتیاز مٹ جاتا ہے

تھی فردِ عمل اصغر کیا دستِ مشیت میں
اک ایک ورق اس کا سادہ نظر آتا ہے

آج پھر حُسنِ حقیقت کو نمایاں کر دیں
ظلمتِ کفر کو خالِ رُخِ ایماں کر دیں

سرگرمِ تجلّی ہو اے جلوۂ جانانہ
اُڑ جائے دھواں بن کر کعبہ ہو کہ بتخانہ

اور بالآخر اَنالحق کا واحد احساس رہ جاتا ہے جو کبھی نعرہ کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور کبھی نغمہ کے رنگ میں جلوہ گر۔

انوار کی ریزش ہو اسرار کی بارش ہو
ساغر کو جو ٹکرا دوں اس گنبدِ مینا سے

چاہا جہاں سے منظرِ فطرت بدل دیا
ہے کل جہان تابعِ فرمانِ آرزو

کچھ اس انداز سے چھیڑا تھا میں نے نغمۂ رنگیں
کہ فرطِ شوق سے جھومی ہے شاخِ آشیاں برسوں

دیکھتا ہوں میں کہ ہے بحرِ حقیقت جوش پر
جو حباب اُٹھ اُٹھ کے ملتا ہے سرِ منصور ہے

بحر آوازِ انا البحر اگر دے تو بجا
پردۂ قطرۂ ناچیز سے کیوں ہے یہ خروش

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں ہوں ازل سے گرم روِ عرصۂ وجود ۔۔۔ میرا ہی کچھ غبار ہے دنیا کہیں جسے
اک شورِ انا لیلیٰ خلقت نے سنا لیکن ۔۔۔ پھر نجد کے صحرا سے کوئی نہ صدا آئی
حُسن کے فتنے اُٹھے میرے مذاقِ شوق سے ۔۔۔ جس سے میں بے چین ہوں وہ خود مری آواز ہے

اور اسی انا الحق کے احساس کی شدت اصغرؔ کو حقیقت کی ترجمانی پر مجبور کرتی ہے ۔

ترجمانی کی مجھے آج اجازت دے دے ۔۔۔ شجرِ طور ہے ساکت لبِ منصور خموش

اور اسی روح پرور ترجمانی کا ایک ہلکا سا عکس، اسی کی ایک مدھم سی آوازِ بازگشت آج "لبِ منصور" کی صورت میں دلدادگانِ نور و نغمہ کے پیشِ خدمت ہے ۔ اصغرؔ جس مقام پر ہیں وہاں سے مجھے 'لن ترانی' کی صدا آ رہی ہے، لیکن خود اصغرؔ ہی کے کہنے کے مطابق

تو برقِ حُسن اور تجلی سے ہے گریز ۔۔۔ میں خاک اور ذوقِ تماشہ لئے ہوئے

میرا ذوقِ تماشہ اس گستاخی کا مرتکب ہوا ۔ اگر میں کسی حد تک اصغرؔ کو سمجھنے میں کامیاب ہوا ہوں تو یہ سب خود اُن کی غائبانہ عنایت ہے ۔ میری خامیاں میری لاعلمی اور کم نظری سے منسوب ہیں ۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اہلِ نظر مجھے ان کے لئے معاف فرمائیں گے ۔

دھرم سروپ
۱۹۷۲ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تعارف

چونکہ مجھے ادبی دنیا میں کوئی نہیں جانتا[1] اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اپنا تعارف آپ سے کرا دوں۔

دس سال ہوئے جامعہ ملیہ کے وائس چانسلر جناب پروفیسر محمد مجیب نے مجھ سے ایک مضمون کی فرمائش کی تھی۔ اُس کے جواب میں میں نے کہا تھا:

---

[1] جب میں نے سوامی وویکانند کی منظومات کا ترجمہ "ترانۂ حق" جناب خواجہ غلام السیدین کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ آپ کے دوست دھرم سروپ کی کتاب وصول پائی اور پھر اس کی تعریف میں چند حوصلہ افزا الفاظ بھی لکھے۔ تب میں نے انھیں بتایا کہ دھرم سروپ وہی شخص ہے جسے وہ ڈی ایس نکرہ کے نام سے بحیثیت فائینشیل ایڈوایزر کے جانتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے انہیں "نعرۂ حق" (سوامی وویکانند کی تقاریر کا ترجمہ) کی ایک جلد بھی پیش کی۔ اس پر انہوں نے اپنے خط مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۶۷ء میں ازراہِ ذرہ نوازی فرمایا آپ کی پہلی منظوم تصنیف کی طرح یہ ترجمے جو آپ نے نعرۂ حق کے نام سے شائع کئے ہیں لائقِ مبارک باد ہیں (دراصل نعرۂ حق ترانہ حق سے پہلے شائع ہوا) آپ کو اردو نظم اور نثر دونوں پر اتنا اچھا عبور ہے کہ مجھے رشک آتا ہے کم لوگ مشکل اور بامعنی مطالب کو اس خوبی اور روانی کے ساتھ (باقی ص ۳۲)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آج تک آپ سے میری ملاقات محض ایک سرکاری ملازم کی حیثیت سے ہوتی رہی ہے، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ سے اپنی شخصیت کے اس پہلو کا تعارف کراؤں جو میری نظر میں افسری[۵۲] سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اور جسے میں نے اب تک اس ڈر سے لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھا کہ کہیں اس کا انکشاف مجھے سرکاری حلقوں میں بدنام نہ کر دے۔ میری مراد اپنی خاموش اور محدود سی ادبی زندگی سے ہے جس کا پس منظر میری غریبی ہے افسری نہیں۔

میں ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا[۵۳]۔ میں نے سفید پوشی کی بے لبسی کو اپنی

(بقیہ صفحہ ۳۱) ادا کر سکتے ہیں۔ میری خواہش کہ آپ اس ادبی شغل کو جاری رکھیں (لب منصور اسی شغل کا نتیجہ ہے) بلکہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ آپ کہاں اس فنانس کی زندگی میں پھنس گئے۔ آپ کو تو ایک whole time ادیب ہونا چاہیئے تھا۔ اگرچہ اس سے روزی کمانا ممکن نہیں۔ اس سے پہلے جب میں نے نثرِ حق جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے مجھے اپنے گھر چائے پر بلایا اور میری عزت افزائی کی اور کتاب کی تعریف بھی کی۔

۵۲ میں ۱۹۳۷ء میں انڈین ڈیفینس اکاؤنٹس سروس میں داخل ہوا۔ گزشتہ پینتیس سال کے عرصے میں اپنے ڈیپارٹمینٹ اور سرکارِ ہند میں مختلف عہدوں پر کام کرنے کے علاوہ میں نے چھ سال ہندوستان اسٹیل میں بھی لگائے۔ ۷ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو ایڈیشنل سکریٹری کے عہدے سے ریٹائر ہوا۔

۵۳ میرے دادا میاں والی میں بیوپار کا دھندہ کرتے تھے۔ انہوں نے بہت محنت و جانفشانی سے پیسہ کمایا۔ اپنے بڑے لڑکے کو تو اپنے ساتھ بیوپار میں رکھا، لیکن چھوٹے لڑکے (میرے والد) کو گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم دلوائی (باقی صفحہ ۳۳ پر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آنکھوں سے دیکھا ہی نہیں۔ شدت سے محسوس بھی کیا ہے۔ میں اب بھی اضافی امارت کے ایوان میں اپنے آپ کو اجنبی سا پاتا ہوں اور جانتا ہوں کہ جب تک ہماری غریبی کے بنجر میں صحت و تندرستی اور زندہ دلی کی لہر نہیں دوڑ جاتی۔ میرے لئے حصولِ امن و آشتی ناممکن ہے۔ اپنی ذاتی غریبی سے جہاد کرتے ہوئے میں نے اپنے طبعی میلان کو بہت حد تک قربان کر دیا۔ ایک وقت تھا جب میں اپنی زندگی ادب کے لئے وقف کرنا چاہتا تھا۔ تقریباً پچیس برس ہوئے (اب اس بات کو پینتیس برس ہو گئے ہیں) جب میری پہلی ادبی کاوش، ادبی دنیا لاہور میں ایک افسانے کی صورت میں شائع ہوئی، لیکن آخر پیٹ کی جیت ہوئی اور میں نے اپنی ساری قوت مقابلے کے امتحان میں لگا کر سرکاری نوکری کر لی۔ ہم سنا کرتے تھے کہ افسری محض مفت خوری ہوتی ہے، لیکن میرا تجربہ بالکل مختلف ہے۔ یہاں تو پینتیس سال سے تن من اس افسری پر نچھاور ہو گئے اور میری تمام قوتیں سرکاری فائلوں وغیرہ کے لئے وقف ہو کر رہ گئیں، لیکن خدا کا کرم کہ برسوں کی غنودگی کے بعد لکھنے کا سلسلہ از سرِ نو شروع ہو گیا۔

مجھے پچھلی جنگِ عظیم میں ہندوستانی فوجوں کے ساتھ لام پر جانا پڑا۔

بقیہ صـ۳۲ : میرے والد نے بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کر کے محکمہ تعلیم میں نوکری کر لی۔ انہوں نے بھی پیٹ کاٹ کر اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ چنانچہ مجھے بھی گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جنگ کے محاذ پر انسانی حیوانیت پوری عریانی کے ساتھ نمایاں ہو رہی تھی۔ زندگی بے معنی سی معلوم ہوتی تھی۔ اس وقت سوامی ویکانند کے لیکچروں کا مجموعہ میرے ہاتھ لگا۔ اس خدا رسیدہ انسان نے میری روحانی پیاس کو بجھایا اور مجھے ایک مقصدِ حیات سونپ دیا۔ خدمتِ خلق؎ اور ساتھ ہی رازِ حیات بھی بتا دیا۔ حقیقتِ عشق کے واضح ہونے پر زندگی پرمعنی ہو گئی۔

اس کے بعد میں نے اپنی زندگی کو ایک نئے سانچے میں ڈھال دیا۔ میری نوکری کی تو کوئی ایسی صورت نہ نکلی جس سے براہِ راست خدمتِ خلق کے مواقع پیدا ہوں، لیکن میدانِ عمل میں گامزن ہونے کا موقع نہ

؎ خدمتِ خلق محض خارجی سوشل کام یا قربانی نہیں بلکہ اپنی داخلی یا دماغی اور روحانی ارتقا کا ایک وسیلہ ہے۔ ہماری اصل نشاطِ ابدی ہے اور جتنا بھی ہم مسرت کے قریب جاتے ہیں اتنا ہی اپنی حقیقت سے آگاہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جب ہم کسی غریب کو بطور احسان نہیں بلکہ پیار کے ساتھ کھانا کھلاتے ہیں یا اس کو پوشاک بہم پہنچاتے ہیں۔ یا اس کے رہنے کے لئے مکان کا انتظام کرتے ہیں۔ تو اس کے چہرے پر جو خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور جس کی ایک جھلک خود ہمارے دل میں نمودار ہوتی ہے وہ یزدانی حقیقت کا ایک ہلکا سا پرتو ہے۔ غنچوں کے تبسم، نغمے کی لے، حسن کا سنگھار، پیار کی لذت، برسات کی ٹھنڈی ہوا۔ شعر کے تاثر میں کم و بیش ہر شخص کو ایک ایسی خوشی ملتی ہے جو اسے کچھ دیر کے لئے اپنی طبعیاتی شخصیت سے بالا کر دیتی ہے اور دماغی اور روحانی وسعت کا کچھ پتہ دیتی ہے۔ اسی طرح جب ہم دوسروں کی خدمت انہیں اپنا سمجھ کر کرتے ہیں تو ہمارے دل و دماغ کو وسعت ملتی ہے اور ساتھ ہی سرور بھی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پاکر میرے دل و دماغ کو فائلوں سے فرار کی ضرورت محسوس ہوئی۔ دوسروں کی اسکیموں پر مسلسل تنقید و تبصرہ سے دماغ میں ایک قسم کا نقی پن آنے کا ڈر ہوتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے افسر نوٹ لکھتے لکھتے اپنی قوتِ تخلیق کا گلا گھونٹ دیتے ہیں اور تعمیری کام کے قابل نہیں رہتے۔ مجھے دماغی اور روحانی خودکشی منظور نہیں تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میرے دماغی ہیجان نے ایک قسم کی بغاوت کی صورت اختیار کرلی، رشوت ستانی، چور بازاری اور فریب کاری کو میں بے بس آنکھوں سے دیکھنے کے سوا کچھ نہ کرسکا۔ چاروں طرف جو چراغ بکف لوٹ مچ رہی تھی اُسے روکنا ناممکن نظر آنے لگا۔ میں عوام کی بہبودی کی سیدھی سادی باتوں کو قانونی، سیاسی اور مالی پیچ و خم میں الجھنے سے نہ بچاسکا، لیکن بطور ردِ عمل میرے خیالات چھوٹے چھوٹے افسانوں میں ڈھلنے لگے۔ مجھے اپنی قوم اور ملک کی ترقی کا پورا یقین ہے محض طنز اور نکتہ چینی میری فطرت نہیں۔ اِن افسانوں سے کچھ تو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا منظور تھا اور کچھ اپنی امیدوں کو زندہ رکھنا تاکہ تعمیر کے خواب پریشاں نہ ہونے پائیں[۱]۔

ان کہانیوں سے دماغی کوفت تو ضرور کسی قدر کم ہوئی لیکن دل کو

---

[۱] ان افسانوں کی ٹیکنک بھی روشِ عام سے مختلف ہے۔ ان میں نہ تو پس منظر کو تعمیر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور نہ ہی انجام کو واضح کیا جاتا ہے۔ ایک جانی بوجھی حقیقت کی جھلک نمودار ہوتی ہے اور جھٹ سے چھپ جاتی ہے اور بہت کچھ پڑھنے والے کے تخیل پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یا یوں کہیے کہ افسانچہ (باقی ملا)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اطمینان نصیب نہیں ہوا۔ اس کے لئے مجھے ایک اور شغل نکالنا پڑا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دو ویکا نند کے مطالعہ سے ہی یہ شغل مجھے عطا ہوا۔ میں نے اردو شاعری (خصوصاً صوفیانہ شاعری) کا برسوں سے ٹوٹا ہوا تعلق پھر سے

بقیہ ۳۵: محض "کلائمکس" پر منحصر ہوتا ہے مثلاً:
"کمار کی حالت اُس ہوا باز کی سی تھی جس کے سارے انجن یکدم فیل ہو گئے ہوں اور جس کا مسافروں سے لدا ہوا جہاز پوری سرعت سے بھیانک موت کے منہ میں جا رہا ہو۔ اس کا ہاتھ آشا کی نیم برہنہ مرمریں کمر سے ایسے ہٹ گیا جیسے اُس پر فالج گر گیا ہو۔ اس کا ابلتا ہوا خون منجمد ہو گیا، اُس کی زبان بند ہو گئی۔ آشا کے چہرے پر ایک زہریلی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وہ ساڑھی کو سرکاتے ہوئے، آنچل کو سنبھالتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"تو تم ارونا کو جانتی ہو؟" کمار نے بہ مشکل کہا۔

"جانتی تو نہیں۔ لیکن سب سُن چکی ہوں۔ تم اب بھی اُس سندر ناری پر جان دیتے ہو۔ تم نے اسے گھر سے نکالا نہیں وہ خود ہی میکے چلی گئی ہے۔ تم نے دوسری شادی کا ناٹک کس مطلب کے لئے رچایا ہے، وہ بھی جانتی ہوں۔ کہتے کیوں نہیں کہ مجھے تم سے محبت ہے۔ جھوٹے پیار کا ڈھونگ رچانے کی ہمت نہیں رہی کیا۔ جن باتوں سے مجھے دھوکا دے کر بیاہ لائے ہو وہ سب کیا ہوئیں۔ خیر! اب تمہاری زبان کیا کھُلے گی، مگر اتنا جان لو کہ تم نے آج تک مجھے غلط سمجھا ہے۔ میری اٹھتی ہوئی جوانی کی فیشن پرستی کو تم نے بے شرمی اور بے حیائی سے تعبیر کیا ہے۔ میرے کنوارپن کی چہچہاہٹ کو تم نے عشوہ و ادا سمجھا۔ میری آزادی سے تم یہ سمجھ بیٹھے کہ میں ایک "عجیب" قسم کی عورت ہوں۔ تمہاری اس غلط فہمی کی کچھ ذمہ داری مجھ پر بھی عائد ہوتی ہے اور یہی میری زندگی کی تر بجڈی کا کارن ہے اب مجھے شاید (باقی صد ۳۷)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تازہ کیا اور کبھی کبھی اپنے پسند کے اشعار کا آزادانہ ترجمہ انگریزی زبان میں کرنے لگا۔ اس طرح مجھے ایک تو ان اشعار کو سمجھنے میں مدد ملتی اور دوسرے دل و دماغ کو تسکین حاصل ہوتی۔ غالب، اقبال، اصغر، جگر، مخمور اور دوسرے شعرا کا کلام خیالاتِ پریشان کی جگہ لے لیتا اور اگر کوئی چیز روح میں جذب ہو جاتی تو انگریزی کا جامہ پہن کر نمودار ہو جاتی۔ ایک آدھ بار ایسا بھی ہوا کہ انگریزی سے کوئی چیز اردو کے قالب میں ڈھل گئی۔ ایک دفعہ میں نے فیض⁸ کو ان کی دو نظموں کے انگریزی ترجمے دکھائے اور ساتھ ہی ورڈز ورتھ کی نظم "ٹنٹرن ایبی"⁹ کے ایک جزو کا اردو ترجمہ بھی۔ سن کر کہنے لگے انگریزی ترجمے اچھے ہیں، لیکن اردو ترجمہ کہیں بہتر ہے۔ اردو میں ہی لکھا کرو۔

(بقیہ صہ ۳۶) وہ راہ اختیار کرنا ہوگی جس پر تم سمجھتے ہو کہ میں گامزن ہوں، لیکن کمار تم مجھے بڑے بڑے ٹھیکے حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بنا سکو گے۔ میرے "بزنس مین" تم نے جن پاک جذبات کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا ہے وہ چنگاریاں بن کر اٹھیں گے۔ میرے پیار کی پھوار اب طوفان بن کر ٹوٹ پڑے گی، میرے حسن کی چاندی بجلی بن کر چمکے گی۔ اب میں اپنی معصوم آرزوؤں اور امنگوں کے خون کی ہولی کھیلوں گی۔ آج سے میری سہاگ کی راتیں شروع ہوتی ہیں، مگر تم ان میں حصہ دار نہیں ہو گے میرے تاجر خاوند ٹاٹا!"

۷ یہ کہانیاں ابھی تک ایک قلمی نسخہ بعنوان "کڑوے گھونٹ" میں محفوظ ہیں۔

۸ فیض سے دور کی ملاقات گورنمنٹ کالج میں ہی تھی۔ بعد میں جنگ کے سلسلے میں ان سے بغداد اور قاہرہ میں ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد دہلی میں ایک دفعہ ان سے ملنا ہوا۔

۹ میری عقل و خرد سو گئی ہے ورنہ ایسی نہ کچھ لے لبسی ہے

(باقی صہ ۳۸ پر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مجھے اسکول اور کالج کے دنوں[نلہ] میں اردو اور فارسی غزل سے کچھ لگاؤ ہو گیا تھا اور اگرچہ دنیاوی معروفیات نے سالہا سال تک مجھے شعر و شاعری سے بہت دور رکھا، لیکن میں نے دیکھا کہ جب کبھی دل دماغ پر زیادہ بوجھ ہوتا تو

(بقیہ صفحہ ۳۷) فٹ نوٹ ۹

بند ہے آنکھ پر دیکھتی ہے — سو گیا جسم جاں جاگتی ہے
رُک گئی ہے مری سانس ایسے — بے خودی میں ہویدا خودی ہے
خوں رگوں میں نہیں ہے رواں اب — مٹ گئے غم خوشی ہی خوشی ہے
حل ہوئے زندگی کے معمّے — زیست معنی سے ایسی بھری ہے
دُور ظلمت ہوئی نور پھیلا — ہر طرف اک نئی روشنی ہے
برکت و رحمتِ حق کی بارش — مجھ گنہگار پر ہو رہی ہے
بوجھ ہلکا ہوا زندگی کا — ناچتی کھیلتی جا رہی ہے
روح خوشیوں سے لبریز ہو کر — ساری دنیا کا منہ چُومتی ہے
آج ہر شے پہ چھائی ہے مستی — اک مسرت میں فطرت لسبی ہے
کوہ و دریا میں شاخ و شجر میں — دیکھتا ہوں کہ جاں پڑ گئی ہے
ذرّے ذرّے میں خورشید لرزاں — قطرے قطرے میں دریا روی ہے
زندگی انبساطِ خودی کے — مست احساس سے کانپتی ہے

اصلِ توحید ہے یہ نظارہ
اور یہی جانِ رنگِ دوئی ہے

نلہ اسکول میں میرے استاد منشی ٹیک چند آریہ تھے جنہوں نے مجھے اردو سے پریم CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri
(باقی صفحہ ۳۹ پر)

بطور ردِ عمل کچھ شعر خود بخود موزوں ہونے لگتے۔ میری یادداشت بہت کمزور اور مطالعہ بہت کم ہے۔ اسکول اور کالج کے نصاب میں جو کچھ پڑھا تھا اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکا اور جو کچھ پڑھا تھا وہ بھی اکثر یاد سے محو ہو گیا۔ البتہ غالبؔ، اقبالؔ اور حافظؔ کے خیالات اور نغمگی تحت الشعور میں زندہ رہے۔ میں دوسرے شعراء کے کلام سے بہت حد تک ناواقف رہا اور زمانۂ حال کے شعرا سے تو روشناسی بس یہاں تک ہو سکی کہ کبھی کبھی آل انڈیا ریڈیو کے مشاعرے سُن لئے یا ہندو پاکستان کے مشاعروں میں دو تین بار جانے کا اتفاق ہوا۔ ان ہی مشاعروں میں، میں نے مخمورؔ دہلوی کو سُنا اور اُن کے پُرسوز کلام سے متاثر ہوا۔ ۱۹۵۳ء میں اُن کا کلام "بادۂ مخمور" حاصل ہوا۔ اسی سال ایک مہربان دوست نے فیضؔ کا مجموعہ کلام "دستِ صبا" عنایت کیا۔ اگلے سال ایک دوست نے "ضربِ کلیم" کا تحفہ پیش کیا اور کچھ سال بعد ایک اور دوست کی مہربانی سے مجازؔ کا کلام "آہنگ" میرے ہاتھ لگا۔ جگرؔ کا کلام بھی اسی طرح حاصل ہوا۔

اگر میرا مطالعہ اتنا محدود نہ ہوتا اور یادداشت تیز ہوتی تو شاید دوسروں کے شعر گنگنانے سے ہی کام چل جاتا، لیکن ایسا نہیں ہوتا تھا مجھے تسلی قلب کی خاطر اپنے لئے آپ ہی شعر کہنا پڑے۔ اکثر اوقات

(بقیہ صـ ۳۸) کرنا سکھایا (فارسی کی پہلی کتاب میں نے اپنے دادا کے چھوٹے بھائی سے پڑھی تھی) کالج میں صوفی غلام مصطفےٰ تبسم نے میرے شوق کی نشو ونما کی۔ اس طرح میں نے اچھے شعر سے محظوظ ہونے کی اہلیت تو حاصل کر لی، لیکن ان دنوں شعر کہنے کی نوبت کبھی نہیں پہنچی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

موڈ کے مطابق کسی اچھے شاعر کا کوئی شعر یا مصرعہ یا مصرعے کا کوئی جزو یاد آگیا تو اسی کے سہارے کچھ شعر ہو جاتے اور دماغی تناؤ کچھ کم ہو جاتا۔ عام طور پر ایک وقت میں کہے گئے شعر ایک ہی خیال کے حامل ہوتے۔ اس کے علاوہ فلسفہ اور تصوف کے خیال بھی منظوم ہونے لگے۔[۱۱]

یہ کچھ کم حیرانی کی بات نہ تھی کہ اس طرح کبھی کبھی کچھ شعر موزوں ہونے لگے۔ خیال کیجیے کہ ایک ایسا شخص جسے اردو داں طبقے میں رہ کر زبان کا محاورہ اور تلفظ سیکھنے کا موقع نہ ملا ہو جو اس لحاظ سے تقریباً ان پڑھ ہو، شعر کہنے لگا اور وہ بھی تعلیم ختم کرنے کے پندرہ برس بعد۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہو سکتی ہے کہ ہر وہ انسان جسے قدرت نے کسی قدر اپنا راز داں بنایا ہو، اپنے لئے ایک فلسفۂ حیات ایک نظریہ قائم کر لیتا ہے اور اگر حالات موافق ہوں تو یہ فلسفۂ حیات کسی نہ کسی صورت میں مجسم ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ زندگی میں کئی مواقع ایسے بھی آتے ہیں جب ہمیں اپنے یقین کو اور بھی مستحکم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ایسے موقعوں پر ایک اندرونی آواز تلقین کرنے کو نکلتی ہے اور خدا کے لطف و کرم کا ایک مزید ثبوت یہ ہے کہ نغمہ بر دوش آتی ہے۔ بشرطیکہ ان نغموں کو ذریعۂ عزت نہیں بلکہ حصولِ نشاط کا وسیلہ بنایا جائے۔ میرے نزدیک شاعری محض منظوم تخیل کا نام نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شعر

۱۱؎ ان منظومات کو بھی جنہیں میں نے نگاہِ شوق کا نام دے رکھا ہے، ابھی کتابی صورت نصیب نہیں ہوئی۔ ان میں سے چند اس کتاب کے آخر میں درج ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اصل میں ایک غیر مرئی نغمہ ہے جو ہمیشہ روح کی گہرائیوں میں گو یختار ہتا ہے۔ اس نغمہ کے سارے سُروں کو سُننے کی صلاحیت صرف غدار سیدہ اور خود شناس صوفی ہی میں ہوتی ہے۔ وہ جب چاہے اسے بہشتِ گوش کر سکتا ہے، لیکن ایسا صوفی عموماً خاموش رہتا ہے۔ شاعر اگرچہ بیک وقت کچھ ہی سروں کو سُن سکتا ہے، لیکن یہ اُسی کا حصّہ ہے کہ وہ ان سُروں کو قوس قزح کی صورت میں مجسم کر دیتا ہے۔ اور وہ لوگ بھی جو براہِ راست اس نغمہ کو سننے سے قاصر ہیں اُس کی آوازِ بازگشت سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ روحانی نغمگی اُس شاعر کو نصیب ہوتی ہے جو رنج والم میں ڈوب کر بھی نشاطِ ابدی کا تقاضہ کرے، ظلمات میں گھر کر بھی نور کا متلاشی ہو گندگی کے ماحول میں بھی رنگ و بو کے خیال سے وابستہ رہے اور بدصورتی اور قباحت کے دائرہ میں بھی مرکزِ حُسن سے غافل نہ ہو۔ جو شیطنت کے طوفان میں یزدانی نور کو محفوظ رکھے، حیوانیت کے دور میں انسانیت کا علمبردار ہو، جھوٹ کے جابرانہ عہد میں سچائی پر جان دے، شور و غل میں نغمۂ ازلی کی لے کو نہ بھولے۔ موت سے شکست نہ کھائے اور زندگی جاوید کو اپنانے میں کوشاں رہے۔ ایسا شاعر فکر و عمل کے گنگا جمنی سنگم سے نغموں کی سرسوتی کو نمودار کرتا ہے اور اس پوتر (پاک) تروینی میں اشنان کر کے زندگی تر و تازہ ہو کر نکلتی ہے۔

اپنے ماضی پر نظر ڈالتے ہوئے مجھے اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام عرصہ وویکانند کی منظومات کو اردو میں پیش کرنے اور اس کے بعد

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جناب اصغر کی ترجمانی کرنے کے لئے ایک قسم کی تیاری کا مرحلہ تھا۔ شاید فیض نے کہیں کہا ہے کہ اگر شاعر کا میدانِ سخن اپنے تجربے، علم، احساس اور تخیل کی بنا پر وسیع سے وسیع تر نہ ہوتا رہے تو وہ اپنی کہی ہوئی باتوں کو دہرانے لگتا ہے اور اس عمل میں عموماً حسنِ بیان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ وہ اور کچھ کہنا ہی ترک کر دے چونکہ میرا تجربہ بھی محدود تھا، اس لئے مجھے بھی یہ خدشہ ہو چلا تھا کہ میں پرانی باتوں کو بار بار نہ کہنے لگوں۔ خدا کا شکر ہے کہ "ترانۂ حق" اور "لبِ منصور" کی تخلیقی کاوش نے مجھے آٹھ دس سال تک مصروف رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس کام کے لئے مجھے شعر کی نعمت عطا ہوئی تھی وہ اب پایۂ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ ۱۹۵۲ء میں میں نے لکھا تھا ؎

ازل سے گو مزاجِ شاعرانہ لے کے آیا ہوں
گزرنا حدِ شعر و فن سے ہے آخر مجھے اک دن

شاید اب وہ دن آپہنچا ہے۔

اک حرفِ زیرِ لب ہی میں معنیٰ لئے ہوئے
اب جذب ہو رہی ہے خموشی میں گفتگو

دھرم سروپ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کسک میں درد کی اک نغمگی سی ہے موجود
سکونِ قلب بداماں ہیں اشکِ خوں آلود
"فغانِ نیم شبی میں ہے رنگِ کیفِ سرود"[۱]
کچھ اور عشق کا حاصل نہ عشق کا مقصود
جز اینکہ لطفِ خلش ہائے نالۂ بے سود

"مگر یہ لطف بھی ہے کچھ حجاب کے دم سے"[۲]
یہ سازِ غم پہ مسرت کے کیف زا نغمے
یہ سوزِ عشق کے رنگیں و پرسکوں لمحے
ہیں سب نقوشِ غلط پردۂ تغافل کے
جو اُٹھ گیا کہیں پردہ تو پھر زیاں ہے نہ سود

کرے نہ اور عیاں رازِ سوزشِ غم کو
نہ شعلہ بار کرے اور دردِ پیہم کو
کرے نہ اور کبھی برہم نظامِ برہم کو[۳]
ہلائے عشق نہ یوں کائناتِ عالم کو
یہ ذرّے رہے نہ انھیں سب شرارہ مقصود

---

۱ "رعنا"

۲ چونکہ دوسرا شعر قطعہ بند ہے اس لئے تضمین کرتے وقت اس کا پہلا مصرع شروع میں لے لیا گیا ہے۔ رعناؔ نے اس مشکل کو یوں حل کیا ہے

بھرم ہے حسن کا قائم نقاب کے دم سے
جمالِ برق ہے قائم سحاب کے دم سے
بہارِ زیست میں ہے گو شباب کے دم سے

(باقی صد ۴۴ پر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جہانِ شوق میں ڈھونڈے تو رازِ ہستی کو — مٹا کے دیکھے تو ہر امتیازِ ہستی کو
اُلٹ کے رکھ دے نقابِ مجازِ ہستی کو — کہو یہ عشق سے چھیڑے تو سازِ ہستی کو

ہر ایک پردے میں ہے نغمۂ ھُوالموجود

ہوئے ہیں شعلہ بداماں مجاز کے پردے — ہر ایک سمت ہیں اک نورِ پاک کے جلوے
یہ کس کے حُسنِ جہاں تاب کے ہیں آئینے — یہ کون سامنے ہے صاف کہہ نہیں سکتے

بڑے غضب کی ہے نیرنگیٔ طلسمِ نمود

جو آنکھ بند کروں میں تو تُو ہی سب کچھ ہے — خبر نہ اپنی رکھوں میں تو تُو ہی سب کچھ ہے
جو تجھ میں بس کے جیوں میں تو تُو ہی سب کچھ ہے — اگر خموش رہوں میں تو تُو ہی سب کچھ ہے

جو کچھ کہا تو ترا حُسن ہو گیا محدود

تڑپ رہے ہیں جو میری جبیں میں یہ سجدے — اُنہیں نہ میرے تخیل کے تم کہو جلوے
جو ہے دعا اُسے کہیے نہ فکر کے شعلے — جو عرض ہے اُسے اشعار کیوں کوئی کہیے

اُچھل رہے ہیں جگر پارہ ہائے خوں آلود

نہ ابتدا سے غرض ہے نہ انتہا سے غرض — "نہ کچھ سوا سے غرض ہے نہ ماسوا سے غرض"[لے]
نہ بندگی سے غرض ہے نہ کچھ دعا سے غرض — نہ میرے ذوقِ طلب کو ہے مدعا سے غرض

نہ گامِ شوق کو پروائے منزلِ مقصود

تری ہی یادِ مسلسل مری عبادت ہے — ترا ہی ذکرِ مکرّر نمازِ وحدت ہے

لے (بقیہ صہ ۴۳) رعنا نے اسے یوں رنگِ تغزل دیا ہے۔
کرے نہ اور پریشاں یہ زلفِ برہم کو — نہ اتنے زور سے چھیڑے یہ زخمۂ غم کو
سموئے یوں نہ دلوں میں یہ دردِ پیہم کو
کسے "رعنا"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

"تری ہی فکر مرا سجدۂ محبت ہے"۵ مراد جو ہی خود انقیاد و طاعت ہے

کہ ریشہ ریشہ میں ساری ہے اک جبینِ سجود

وسیع لاکھ ہیں میدان عقل و دانش کے "قدم جنوں کے اگرچہ ہیں عرش سے آگے"۶

مگر نہ فکر و نظر راز زیست کہہ پائے مقامِ جہل کو پایا نہ علم و عرفاں نے

میں بے خبر ہوں باندازۂ فریبِ شہود

جو مٹ کے عشق میں خود حسن کا جواب ہوا جو بارگاہِ تجلّی میں بار یاب ہوا

"جو بحرِ حسن میں اک موجِ آب و تاب ہوا"۷ جو اُڑ کے شوق میں یوں محوِ آفتاب ہوا

عجب بلا تھا یہ شبنم کا قطرۂ بے بود

نہ میرا عشق مکمل کہ تجھ کو اپنا لوں نہ میرا شوق ہی پختہ کہ تجھ تک آ پہنچوں

مگر ہے سچ بھی یہ خواہش کہ تیرا ہو کے رہوں چلو میں جانِ حزیں کو نثار کر ڈالوں

نہ دیں جو اہلِ شریعت جبیں کو اذنِ سجود

وہ حسنِ صورتِ ہستی، وہ معنیٔ کونین وہ اصلِ وحدتِ ہستی، وہ معنیٔ کونین

"وہ موجِ رحمتِ ہستی، وہ معنیٔ کونین"۸ وہ رازِ خلقتِ ہستی، وہ معنیٔ کونین

وہ جانِ حسنِ ازل وہ بہارِ صبحِ وجود

وہ جس نے جلوۂ وحدت کو آشکار کیا "ملی چراغِ اخوت کو جس کے دم سے جِلا"۹

وہ کائنات کا محبوب وہ رسولِ خدا وہ آفتابِ حرم، نازنینِ کنجِ حرا

وہ دل کا نور وہ اربابِ درد کا مقصود

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۵، ۶، ۷، ۸ اور ۹ "رعنا"

وہ جس کے ہاتھ میں تقدیرِ ہر دو عالم کی — نگاہِ لُطف میں جس کے ہے رحمتِ باری
وہ انبیا میں نہیں جس کا کوئی بھی ثانی — وہ سرورِ دو جہاں وہ محمدِ عربیؐ
بہ روحِ اعظم و پاکش درودِ لامحدود

بیانِ روئے منوّر کا کس کو دعوےٰ ہے — کرن کرن رُخِ رنگیں کی طورِ جلوہ ہے
"نظر نظر میں دو عالم کا حُسن پیدا ہے"[لہ] — ضیائے حُسن کا ادنیٰ سا یہ کرشمہ ہے
جھک گئی ہے شبستانِ غیب بزمِ شہود

"تمام جلوۂ رحمت تمام رنگِ عطا"[لہ] — جبینِ پاک میں رقصاں شعاعِ نورِ خدا
سکوتِ لب میں نہاں نغمگیٔ سازِ بقا — نگاہِ ناز میں پنہاں ہیں نکتہ ہائے فنا
چھُپا ہے خنجرِ ابرو میں رمزِ لاموجود

وہ بے نیاز تماشائے رنگِ حسنِ مجاز — وہ چشمِ ناز گہِ نورِ ازل کی ہے غمّاز
وہ پاک جلوہ گہِ اتصالِ ناز و نیاز — وہ مست شاہدِ رعنا نگاہِ سحر طراز
وہ جامِ نیم شبی نرگسِ خُمار آلود

بصد نیاز و عقیدت جھُکا کے سر اپنا — کھڑا تھا دور میں خاموش اور حیراں سا
نظر بچا کے کبھی اس کو دیکھ لیتا تھا — کچھ ادا سے مرا اُس نے مدعا پوچھا
ڈھلک پڑا مری آنکھوں سے گوہرِ مقصود

"جھلک نگاہ نے پائی جو نورِ یزداں کی"[لہ] — رہی نہ جسم کی مجھ کو نہ آگہی جاں کی
نہ برقِ جلوۂ عریاں نہ چشمِ حیراں کی — ذرا خبر نہ رہی ہوش و عقل و ایماں کی
یہ شعر پڑھ کے وہیں ڈال دی جبینِ سجود

لہ، لہ اور لہ "رعنا"۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"چو بعد خاک شدن یا زیاں بود یا سود
بہ نقدِ خاک شوم بنگرم چہ خواہد بود"

بے خبری

غم و فراق و نشاطِ وصال و جلوہ گری — فغانِ نیم شبی و ترنمِ سحری
جنونِ عقل و سکونِ کمالِ بے ہنری — ہزار جامہ دری صد ہزار بخیہ گری
تمام شورش و تمکیں نثارِ بے خبری

بہارِ کشتِ تمنا ہے آنسوؤں کی تری — نشاطِ قلب و جگر ہے خرد کی غم اثری
پیامِ راحتِ جاں ہے جنوں کی فتنہ گری[۱] — سکونِ شورشِ پنہاں ہے شغلِ جامہ دری
قرارِ سینۂ سوزاں ہے، نالۂ سحری

تضادِ شورش و تمکیں رہا ہے جو صدیوں — رہے ہیں شبنم و خورشید دور جو کوسوں
قریب آئے ہیں اک دوسرے کے وہ دونوں — مزاجِ عشق بہت معتدل ہے ان روزوں
جگر میں آگ دہکتی ہے آنکھ میں ہے تری

اب آنسوؤں کے یہ طوفاں سنبھل نہیں پاتے — ان عمر بھر کی تھکی ماندہ اپنی آنکھوں سے
درازیٔ شبِ فرقت یونہی جو بڑھتی رہے — یہ ڈر ہے ہر بنِ مو اب لہو نہ دے نکلے
کچھ ایسے زور پہ ہے آج کاوشِ جگری

---

۱ "رعنا"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نہ پوچھ حال مرے دل کا، آنکھ کا عالم — نہیں ہے مجھ میں یہ طاقت کہوں حکایتِ غم
نہیں ہے دل میں مرے تابِ نالۂ پیہم — جو مجھ پہ گزری ہے شب بھر وہ دیکھ لے ہمدم
چمک رہا ہے مژہ پر ستارۂ سحری

"دل و جگر کو ہے پھر جستجوئے تیرِ نظر" — "نگاہِ شوق کو پھر آرزوئے برق و شرر"[۱]
نہ کچھ دوا میں اثر ہے نہ کچھ دعا میں اثر — اٹھا ہے درد رگِ جاں ہے تشنۂ نشتر
مجھے ہے آج تلاشِ کمالِ چارہ گری

یہ خیر و شر یہ ثواب و گنہ دکھاوا ہے — یہ خوب و زشت کا پردہ نظر کا دھوکا ہے
دراصل کوئی بُرا ہے نہ کوئی اچھا ہے — غرض نشاط و الم سے فقط تماشا ہے
کہ یہ مناظرِ راہ اور میں ہوں راہ گزری

کسی سے کوئی غرض ہے نہ کوئی آس مجھے — نہیں ہے دولت و ثروت کا کوئی پاس مجھے
کبھی ستا نہیں سکتیں اُمید و یاس مجھے — نہ مدعا کوئی میرا نہ کچھ ہراس مجھے
کہ عاشقی ہے فقط بے دلی و بے جگری

سکوتِ ساز کی کیفیتیں ہیں دل میں وہی — شگفتہ راز کی کیفیتیں ہیں دل میں وہی
سرِ مجاز کی کیفیتیں ہیں دل میں وہی — نگاہِ ناز کی کیفیتیں ہیں دل میں وہی
کہ روح تن میں ہو شیشہ میں جس طرح ہو پری

میں تیرے نام کے صدقے، تو نام میں ہی بسا — میں تیری یاد کے صدقے، نہیں ہے ہوش اپنا
ترے خیال کے صدقے، کہ تو نظر آیا[۲] — تری نگاہ کے صدقے، یہ حال کیا ہے مرا

---

۱ رعنا ۲ رعنا نے اس بند کو یوں بلند کیا ہے۔
مری نگاہ سے گم ہو گئے ہیں ارض و سما — نہ مجھ کو [illegible] نہ مجھ کو ہوشِ خدا
ز فرق تا بقدم میں ہوں ایک موجِ ضیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کمالِ ہوش کہوں یا کمالِ بے خبری

ہزار حیف کہ آنکھیں تُلی ہیں رونے کو | دل و دماغ ہیں سب ضبط و ہوش کھونے کو
جنوں کی فتنہ گری ہے مجھے ڈبونے کو | غضب ہوا کہ گریباں ہے چاک ہونے کو

تمہارے حسن کی ہوتی ہے آج پردہ دری

کہیں ہے شعلہ کہیں نور ہے کہیں وحدت | کہیں ہے نغمہ کہیں رنگ ہے کہیں نکہت
کہیں ہے شوق کہیں جلوہ ہے کہیں رحمت | کہیں ہے عشق کہیں ہے کشش کہیں حرکت

بھرا ہے خامۂ فطرت میں رنگِ فتنہ گری

ترے ہی نور سے روشن دوئی کے ہیں پردے | ترے ہی شوقِ نمو سے ہویدا سب جلوے
یہ سارے عکسِ پریشاں ہیں تیری وحدت کے | محال تھا کوئی ہوتا یہاں سوا تیرے

یہ کل جہان ہے منّت پذیرِ کم نظری

بسا ہے دل میں مرے، ہے نظر سے میری نہاں | وہ میری دوریٔ منزل، وہ میرے ساتھ رواں
وہ خامشی میں نمایاں، وہ سرِ شرح و بیاں ؎ | وہ ہر عیاں میں نہاں ہے، وہ ہر نہاں میں عیاں

عجیب طرزِ حجاب و عجیب جلوہ گری

زباں پہ آنے سے پہلے دعا قبول ہوئی | مجھے جھکاتے ہی قدموں پہ سر بہشت ملی
نظر اُٹھاتے ہی جلووں کی روشنی دیکھی | کچھ اس طرح ہوئیں عاجز نوازیاں اُس کی

کہ میری آہ کو ہے اب تلاشِ بے اثری

؎ رعنا نے اسے یوں رنگِ تغزل بخشا ہے۔
کہیں ہے رنگ کہیں بو کہیں ہے برگِ خزاں | کہیں سفینہ و ساحل کہیں ہے آبِ رواں
کہیں نوائے غزل ہے کہیں ہے سازِ فغاں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شعورِ تیرہ میں آئی ہے آگہی کی ضیا — مری نگاہِ دوئی بیں میں صورتِ یکتا
یہ مجھ غریب کو انعامِ دولتِ جلوہ ۵ — نزولِ پیکرِ خاکی پہ روحِ اعظم کا
زہے کمالِ سرافگندگی و بے ہنری

"خموشئی لبِ گُل رنگ ہے ترنم ریز" ۶ — ادائے جلوۂ رُخِ جاں نواز و دل آویز
شرابِ تازہ بہ تازہ، نگاہِ تیز بہ تیز — کرم کچھ آج ہے ساقی کا وہ طرب انگیز
کہ جرعہ جرعہ ہے موجِ ترنمِ سحری

جو بڑھ کے عرش سے پائی ہے یہ زمیں میں نے — جو پائی دولتِ کون و مکاں یہیں میں نے
یہیں جو پایا ہے ایمان اور یقیں میں نے — اس آستاں سے اٹھائی نہ پھر جبیں میں نے
حرم میں سجدۂ پیہم تھی ایک دربدری

"نہاں ہیں گیسوئے پُرخم میں اُلجھنیں دل کی" — "لبِ خموش پہ غلطاں فغانِ نیم شبی"
"جبیں پہ چھائی ہوئی غم کی ایک بدلی سی" ۷ — چھپی ہے نیم نگاہی میں روحِ بے تابی
ملی ہے حُسنِ تبسم کو ریزشِ شرری

ہوئی ہے جلوۂ جاناں سے پاک میری نظر — اُمیدِ وصل سے شاداں ہیں میرے قلب و جگر
"خیالِ عرش پہ ہے فرش پر ہے میرا سر" ۸ — نہ جائیے مری بگڑی ہوئی اداؤں پر
کہ عاشقی میں مری حُسن کی ہے جلوہ گری

---

۵ رعنا نے ان مصرعوں کو یوں روشن کیا ہے۔
گرا ہے خاک کے دامن پہ ٹوٹ کر تارا — "زمیں کی گود میں اُترا ہے خُلد کا جلوہ"
مکانِ تیرہ میں آئی ہے اک شعاعِ ضیا
۶ و ۷ رعنا۔ ۸ رعنا نے اس بند کو یوں بلند کیا ہے:
کسی کا جلوۂ رنگیں ہے اور میری نظر — مری نگاہ میں ہے ہیچ نورِ شمس و قمر
خیالِ عرش پہ ہے فرش پہ ہے میرا سر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نگاہِ ناز سے پایا جو شوقِ بربادی ملی جو شوقِ تبسم سے شعلہ دامانی
ادائے وعدہ سے پایا جو لطفِ بیزاری ۹ جو شوخیوں سے لیا ہے جمالِ بیتابی
تو جوشِ حُسن سے پائی ادائے جامہ دری

بہارِ غم کا دمِ مشک بُو سے پایا راز عطا ہوا رُخِ روشن سے مجھ کو رنگِ نیاز
ملی تبسمِ لب سے متاعِ سوز و گداز لئے ہیں زلف سے آشفتگی کے گُل انداز
نگاہِ مست سے پہنچا ہے حُسن بے خبری

ہمیشہ جھوٹ کو کہتی رہی ہے سچ دنیا مجاز ہی کو حقیقت سدا جہاں سمجھا
تمہاری بات سُنے گا نہ کوئی سمجھے گا خموش اصغرِ بیہودہ گوش و ہرزہ سرا
کہ حُسن و عشق کی اچھی نہیں ہے پردہ دری

دبائے قلب و جگر میں تمام سوز و گداز خموش کر لے نہ چھیڑ اور اپنے دل کا ساز
سکوتِ لب میں چھپا لے تو نغمہ و آواز ۱۰ بگوشِ ہوش شنو پندِ حافظِ شیراز
چہ نکتہ ایست بہ طرزِ ترنمِ سحری

---

۹ اس بند کو رعنا نے یوں بلند کیا ہے
لیا جو عارضِ رنگیں سے شوقِ گل چینی نگاہِ ناز سے سیکھی ادائے بادہ کشی
لبِ حسیں سے لیا جام کیف و سرمستی

۱۰ رعنا نے اس بند کو یوں رنگین بنایا ہے۔
نسیم آئی ہے لے کر پیام سوز و گداز کہ جوشِ نغمہ سے ہے بے قرار دل کا ساز
فضا میں گونج رہی ہے خموش سی آواز

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

چو ہر خیال و اُمیدم رہے بہ حیرت داشت — چو ہر نفس کہ کشیدم رہے بہ حیرت داشت
چو ہر نظارہ کہ دیدم رہے بہ حیرت داشت — چو ہر خبر کہ شنیدم رہے بہ حیرت داشت
ازیں سپس من و ساقی و وضعِ بے خبری

سرِّ فنا

نشانِ شوق نہ سر میں مرے رہا باقی — نہ میری آنکھوں میں ہے عکسِ التجا باقی
نہ ہے رگوں میں تمنّا کا سلسلہ باقی [1] — رہا نہ دل میں وہ احساسِ مدعا باقی
نہ روح میں ہے وہ بیتابیٔ دُعا باقی

وہ دل میں حُسنِ تغافل کی حسرتیں نہ رہیں — جگر میں سوزِ محبت کی لذّتیں نہ رہیں
خیالِ وعدۂ فردا کی راحتیں نہ رہیں — وہ لب پہ شوق و طلب کی حلاوتیں نہ رہیں
نہ وہ کلام میں رنگینیٔ ادا باقی

حکایتِ دلِ سوزاں کی لذّتیں نہ رہیں — شکایتِ غمِ جاناں کی لذّتیں نہ رہیں
وہ ذکرِ حسرت و ارماں کی لذّتیں نہ رہیں — فسانۂ شبِ ہجراں کی لذّتیں نہ رہیں
نہ اب ذرا ہوسِ ظلمِ ناروا باقی

"نہ دل میں کوئی خلش ہے نہ ہے کوئی حسرت" — "نظر میں کوئی تمنّاؤں کی نہیں جنّت"

---

[1] فلسفۂ ترک کے اس نکتہ کو رعنا نے غزل کا انداز اس طرح دیا ہے:
رہا نہ سر میں وہ سودائے دلربا باقی — رہا نہ لب پہ کوئی حرفِ التجا باقی
رہا نہ آنکھوں میں خوابوں کا سلسلہ باقی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"نہ ذوقِ دید نہ احساسِ تلخی و لذّت" ۲ شرارتیں نگہِ شوق کی ہوئیں رخصت
رہا نہ ولولۂ آہِ نارسا باقی

تصوّرات میں باقی نہیں ہے رنگینی نظر میں شوق کی باقی نہیں ہے بیتابی
رگوں میں جوش رہا ہے نہ خون میں گرمی دلِ حزیں میں تڑپنے کی وہ سکت نہ رہی
نہ تارِ اشک کا اب کوئی سلسلہ باقی

ستم ہے حسنِ غزل زا ہوا ہے پردہ پوش نہیں ہے نغمۂ شوقِ تجلیات میں جوش
نہ بادہ ہوش رُبا ہے نہ چشم بادہ فروش غضب تو یہ ہے کہ ہے سازِ عاشقی خاموش
نہ گفتگو کوئی باقی نہ ماجرا باقی

نہ زخمِ دل ہے شگفتہ نہ اشکِ غم ہے رواں "بہارِ حسنِ تمنا ہے اب رہینِ خزاں"
"نظر میں حسنِ تکلم نہ لب میں حسنِ بیاں" ۳ نہ اب وہ عرضِ مطالب میں شوخیٔ عنواں
نہ اب وہ شوق کی نیرنگیٔ ادا باقی

بہارِ حسن میں اب رنگ ہے نہ ہی نکہت خزانِ شوق میں اب کرب کی نہیں شدت
نہ غم میں سوز رہا ہے نہ عیش میں راحت رہی نہ وصل کی لذت نہ ہجر کی کلفت
دوائے درد نہ اب دردِ بے دوا باقی

نہیں یہ بات کہ دورِ خزاں نہیں جاتا نہ یہ کہ موسمِ گل آ کے پھر نہیں جاتا
مگر میں معنیٔ ہستی سمجھ نہیں پاتا یہ دیکھنے کی ہیں آنکھیں نظر نہیں آتا
کہ اب نگاہ میں عبرت نہیں ذرا باقی

---

۲ نہ و ۳ رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نہ بجلیوں کو نہ حاصل کو مانگتا ہے دل — نہ ذوقِ لطفِ سفر ہے نہ خواہشِ منزل
نظر میں وسعتِ صحرا نہ لیلئے محمل — نہ اب وہ ذوقِ عبادت کی سعیٔ لاحاصل
نہ اب وہ لذّتِ عصیاں کا ولولہ باقی

نہ اب ہے ہست کا مرکز نہ کوئی پہنائی — نہ ہے ہجومِ تماشہ نہ کنجِ تنہائی
نہ کوئی عکسِ دوئی ہے نہ اصلِ یکتائی — نہ وہ بیاضِ حقیقت پہ نقش آرائی
خیال میں نہ رہا رنگِ ماسوا باقی

شرارہ اب تو شرارے سے جا کے یوں ہے ملا — نہیں ذرا بھی رہا امتیازِ ما و شما
بقا کا ہوش نہ احساس اب فنا کا رہا[۱] — بڑا غضب یہ دلِ شعلہ آرزو نے کیا
کہ مدّعی کا پتہ ہے نہ مدّعا باقی

سکوتِ روح میں ڈوبا ترانۂ ہستی — نہ مے نہ تال نہ سرگم رہے ہیں اب باقی
ہوا ہے آج کچھ ایسا خموش سازِ خودی — رہا نہ تارِ رگِ جاں میں ارتعاشِ خفی
نہ اب وہ نغمۂ بے لفظ و بے صدا باقی

نہیں ہے آگہی اپنی مجھے جہاں ہوں میں — نہ جسم ہوں نہ دمِ زندگی نہ جاں ہوں میں
مجاز کا نہ حقیقت کا راز داں ہوں میں — خبر نہیں ہے کہ کیا حال ہے کہاں ہوں میں
بقا کا ہوش نہ اب مستیٔ فنا باقی

لیا غرورِ خودی تو نیاز بھی لے لے — لیا جو شوقِ نظر تو گداز بھی لے لے

---

[۱] اس نظم میں آگے چل کر اصغر کا اپنا مصرع ہے "بقا کا ہوش نہ اب مستیٔ فنا باقی" لیکن جب میں نے یہ مصرعہ کہا اُس وقت اصغر کا مصرعہ میرے ذہن میں نہیں تھا۔ بہر حال اسے اصغر ہی کے مصرع کا تصرف سمجھنا چاہیے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جو ہے تری ہی امانت وہ راز بھی لے لے — جو سب لیا ہے تو یہ سوز و ساز بھی لے لے
یہی رہا ہے کہ اب امتیاز بھی لے لے

نظر میں نورِ تجلّی جو کوند جاتا ہے — جو عقل و ہوش و خرد سب کو جگمگاتا ہے
لپک لپک کے رگِ جاں میں جو سماتا ہے — مگر یہ دل میں جو شعلہ سا تھرتھراتا ہے
نگاہِ لطف کا شاید ہے آسرا باقی

یہ خود فریبی ہے، اچھا، نظر کا دھوکا ہے — خیال و وہم کا اک خوشنما سا پردا ہے
یہ ہے فرارِ حقیقت سے عکسِ عنقا ہے — جو کچھ نہیں نہ سہی دل تو خون ہوتا ہے
کہ عشق کی ہے ابھی شانِ ارتقا باقی

بہار، زخمِ جگر کی شگفتگی میں ہے — نشاطِ رُوح، غم و رنجِ عاشقی میں ہے
سرورِ جاں، ستم و جورِ زندگی میں ہے — مزہ الم میں ہے اک لطف خستگی میں ہے
غرض کہ نشو و نما رُوح کی اسی میں ہے

قطرے میں جو رقصاں تھا وہ دریا نظر آیا — ذرّے میں جو پنہاں تھا وہ صحرا نظر آیا
دل میں جو درخشاں تھا وہ جلوہ نظر آیا — ادنیٰ سا یہ حیرت کا کرشمہ نظر آیا
جو تھا پسِ پردہ سرِ پردہ نظر آیا

ٹھہرا ہوا اک حسن کا جلوہ نظر آیا — سانچے میں ڈھلا جلوۂ رعنا نظر آیا
جب آنکھ اٹھی تیرا سراپا نظر آیا [1] — پھر میں نظر آیا نہ تماشا نظر آیا
جب تو نظر آیا مجھے تنہا نظر آیا

---

[1] حسنِ بندش اور شعریت کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے رعنا کے اس خوبصورت اور پُر معنی بند کو شاملِ تضمین کیا ہے، لیکن دراصل میں نے جس خیال (باقی صفحہ ۵۶ پر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہے دردِ جگر میں نہ کوئی دل میں ہے اب غم — "اک کیفِ مسلسل ہے اب اک مستیٔ پیہم" ۵۲
ہر شے ہے یہاں نغمہ کناں وجد میں ہر دم — اللہ رے دیوانگیٔ شوق کا عالم
اک رقص میں ہر ذرۂ صحرا نظر آیا

میں نے جو کہا عشق کا انداز بدل دیں — ہیں فاصلے جتنے بھی من و تو کے مٹائیں
عرفانِ محبت میں خودی اپنی ڈبو لیں — اُٹھے عجب انداز سے وہ جوشِ غضب میں
چڑھتا ہوا اک حسن کا دریا نظر آیا

جو ابرِ کرم ہے وہی اک برقِ تپاں ہے — جو راحتِ دل ہے وہی اک آفتِ جاں ہے
جو مرہمِ تسکیں ہے وہی دردِ نہاں ہے — کس درجہ ترا حسن بھی آشوبِ جہاں ہے
جس ذرّے کو دیکھا وہ تڑپتا نظر آیا

یہ جہل کے پردے ہیں کہ مٹنے نہیں پاتے — مجھ سے تو نہ بن پایا کہ چھوٹوں میں خرد سے
دیوانہ بنا دے مجھے اب بھی جو تو چاہے ۵۳ — اب خود ترا جلوہ جو نہ دکھا دے وہ دکھا دے
یہ دیدۂ بینا تو تماشہ نظر آیا

(بقیہ صفحہ ۵۵) کو نظم کرنے کی ناکامیاب کوشش کی تھی وہ یہ تھا کہ جب تک میں مجبورِ شوق ہو کر محوِ تماشہ رہا، مجھے ہر جگہ ایک جلوۂ زیبا نظر آتا رہا۔ گویا میرا ہر تارِ نظر حسن کا ایک پردہ تھا جس پر رعنائیوں کے رنگین نقش پیدا ہوتے رہے، مگر جب میں نے جلوؤں کو سمیٹ کر اپنے میں سمو لیا اور خارجی مشاہدہ سے آنکھ بند کر لی تو ایک تیرا منور جلوہ، ایک تیرا ہی متبسم چہرہ نظر آنے لگا۔ اس خیال کو کچھ اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے۔

دیکھا کیا میں تو مجھے کیا کیا نظر آیا — ہر لحظہ نیا جلوۂ رعنا نظر آیا
کی بند جو آنکھ اک رُخِ زیبا نظر آیا — (فٹ نوٹ ۵۲ و ۵۳ صفحہ ۵۷ پر دیکھیے)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حاصل ہوئی ہستی کو بقا برقِ تپاں سے — دل کو مرے نغمے ملے گریہ و فغاں سے
آنکھوں کو مری نور ملا اشکِ رواں سے ۴ — تھا لطفِ جنوں دیدۂ خونبارہ فشاں سے
پھولوں سے بھرا دامنِ صحرا نظر آیا

مظہرِ حُسنِ حقیقت ہے جمالِ مصطفےٰ — نورِ احساسِ خودی عکسِ جلالِ مصطفےٰ
ہر خیالِ پاک کا مخزن خیالِ مصطفےٰ — دل نثارِ مصطفےٰ جاں پائمالِ مصطفےٰ
یہ اُویسِ مصطفےٰ ہے وہ بلالِ مصطفےٰ

نغمۂ اسمِ مبارک کی فضا میں غرق و محو — دست بستہ سر بسجدہ ماسوا میں غرق و محو
مستِ احساسِ بقا لا و فنا میں غرق و محو — دونوں عالم تھے مرے حرفِ دعا میں غرق و محو
میں خدا سے کر رہا تھا جب سوالِ مصطفےٰ

اُس کے اعجازِ تجلّی کی ہے یہ بھی اک ادا — حسنِ بے پایاں حدودِ آب و گِل میں آگیا
علم و عرفاں پھر بھی پا سکتے نہیں اس کا پتا ۱ — سب سمجھتے ہیں اُسے شمعِ شبستانِ حرا
نور ہے کونین کا لیکن جمالِ مصطفےٰ

(بقیہ صفحہ ۵۶)

۲ رعنا ۳ رعنا نے اسے رنگِ تغزل دے کر یوں مترنم کیا ہے

ہیں قلب و نظر پر جو حجابات اٹھا دے — دامن کی ہوا دے مجھے دامن کی ہوا دے
دیوانہ بنا دے مجھے دیوانہ بنا دے

۴ رعنا نے اس بند کو یوں بدل کر لکھا ہے،

حاصل تھا سکوں دل کو مرے اشکِ رواں سے — تھی میرے نشیمن میں ضیا، برقِ تپاں سے
ہستی میں تھا اک رنگِ طرب آہ و فغاں سے

(فٹ نوٹ ۱ صفحہ ہذا ص ۵۸ پر ملاحظہ فرمائیے)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہر طرف انوارِ رحمت کی ہیں اُس کی بارشیں
اُس کے ہی دم سے شہود و غیب کی سب جلوتیں
کون ہے کونین میں اس کے سوا یکتا کہیں
عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں
کوندتی ہے ہر طرف برقِ جمالِ مصطفٰے

شانِ روحِ پاک دیکھی، آن اسمِ پاک کی
عرش کی دیکھی طہارت، خاک کی پاکیزگی
جلوۂ صبحِ ازل، شامِ ابد کی روشنی
عظمتِ تنزیہہ دیکھی شوکتِ تشبیہ بھی
ایک حالِ مصطفٰے ہے ایک قالِ مصطفٰے

دل ہے خائف، روح لرزاں دیکھ کر شامِ الم
جانے کیا کیا ہم پہ ڈھائے گی شبِ ہجراں ستم
درد کی تاریکیوں میں گھٹ رہا ہے میرا دم
دیکھیے کیا حال کر ڈالے شبِ یلدائے غم
ہاں نظر آئے ذرا صبحِ جمالِ مصطفٰے

روحِ عالم جانِ ہستی اپنا یہ تن ہو گیا
قطرہ قطرہ خونِ دل کا مہرِ دامن ہو گیا
جلوہ جلوہ ہر نظر کا برقِ ایمن ہو گیا
ذرہ ذرہ عالمِ ہستی کا روشن ہو گیا
اللہ اللہ شوکت و شانِ جمالِ مصطفٰے

”دل میں شعلے درد کے اُٹھتے ہوئے“
”دیدۂ تر میں سرشکوں کے دیئے“
لب پہ فریاد و فغاں کے سلسلے“ [1]
خوب دن تھے ابتدائے عشق کے
اب دماغِ نالہ و شیون کہاں

---

[1] بقیہ صفحہ ۵۷ سے :۔ رعنا نے اس بند کو یوں منور کیا ہے
اُس کے جلوؤں سے ہے قائم چاند سورج کی ضیا
اس کے جلووں سے ہے روشن محفلِ ارض و سما
اُس کے جلوؤں میں ہے شاملِ جلوۂ نورِ خدا

[1] صفحہ ہٰذا :۔ ”رعنا“

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لن ترانی کی حکایت چھوڑیئے   برقِ چشمِ ناز کو اپنایئے
حسنِ اعجازِ تجلّی دیکھیے   اُس رُخِ رنگیں سے آنکھیں سینکیے
ڈھونڈیئے اب آتشِ ایمن کہاں

نالۂ غم میں کیا تجھ کو تلاش   دردِ پیہم میں کیا تجھ کو تلاش
چشمِ پُرنم میں کیا تجھ کو تلاش   سارے عالم میں کیا تجھ کو تلاش
تو ہی بتلا دے رگِ گردن کہاں

آبلہ پائی تھی گو وجہِ سکوں   رہبرِ منزل تھا گو دردِ دروں
ہر قدم پر میری وحشت تھی فزوں   خواب تھا صحرا پرائے ذوقِ جنوں
پھاڑنے کو نت نئے دامن کہاں

ہے جنونِ وصلِ جاناں جست میں   ہے تمنائے بہاراں جست میں
آرزوئے روئے پنہاں جست میں   شوق سے ہے ہر رگِ جاں جست میں
لے اُڑے گی بوئے پیراہن کہاں

تشکیلِ رضا ہے مرے اندازِ دعا سے   تعمیرِ دو عالم مرے آئینِ وفا سے
تنویرِ دل و جاں ہے مرے نورِ صفا سے ۱؎   حیران ہے زاہد مری مستانہ ادا سے
سو راہ طریقت کھلی اک لغزشِ پا سے

جو غرقِ خموشی ہے میں وہ بانگِ درا ہوں   آمادہ سفر ہے جو میں وہ آبلہ پا ہوں

۱؎ رعنا نے اس بند کو اس طرح بدل کر لکھا ہے۔

وا بابِ اجابت ہے مری طرزِ دعا سے   تشکیلِ دو عالم ہے مرے ذوقِ وفا سے
ہر ساز ہے پُرسوز مرے دل کی صدا سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بیگانۂ منزل ہوں پہ منزل کا پتا ہوں　　اک صورتِ اُفتادگی نقشِ فنا ہوں
اب راہ سے مطلب نہ مجھے راہ نما سے

دنیا کی خبر ہے نہ خبر ہے مجھے اپنی　　کچھ یاد ہے صہبا کی نہ کچھ جام و سبو کی
رگ رگ میں بھری ہے مری سرشاری و مستی　　میخانہ کی اک روح مجھے کھینچ کے دیدی
کیا کر دیا ساقی نگہِ ہوش رُبا سے

دل تمنائے رنگ و بو نہ کرے　　منتشر شوقِ جستجو نہ کرے
خود کو آوارہ کُو بہ کُو نہ کرے　　فتنہ سامانیوں کی خو نہ کرے
مختصر یہ کہ آرزو نہ کرے

دانے دانے میں ہے شجر مستور　　کتنے ہیں جن کو ہے مگر یہ شعور
مرگِ دانہ سے ہے شجر کا ظہور　　پہلے ہستی کی ہے تلاش ضرور
پھر جو گم ہو تو جستجو نہ کرے

بے نیازِ لوازماتِ حیات　　غرقِ کیفِ خودی ہے روحِ نشاط
خونِ معنی ہے سعیٔ ذکرِ صفات ۵؎　　ماورائے سخن بھی ہے کچھ بات
بات یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے

۵؎ اس بند کے معنی کو زیادہ واضح کرنے اور صوتی قافیہ کو لفظی قافیہ میں ڈھالنے کی خاطر رعنا نے اسے یوں بدل کر لکھا ہے ۔
صاف کہتے ہیں دہر کے حالات　　ہے کوئی تو پسِ حجابِ حیات
جھگڑ لیکن نہ ذکرِ ذات و صفات

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

گم ہو کے میں نے پائی ہے عیشِ فنا کی بات — مٹ کر ہی شوقِ لذتِ ہستی کو ہے ثبات
مرگِ خودی ہے جانِ طربِ روحِ انبساط ۱؎ — وہ اک دل و دماغ کی شادابیٔ نشاط
گر نا چمک کے اُف تری برقِ نگاہ کا

ہنس ہنس کے میں نے جور و ستم اُن کے سب سہے — کرتا رہا میں لطف و عنایت کے تذکرے
دیتا رہا دعائیں نہ شکوے کبھی کئے — وہ لذتِ الم کا جو خوگر سمجھ گئے
اب ظلم مجھ پہ ہے ستم گاہ گاہ کا

کیا نورِ میکدہ کی فضا دیکھتے ہیں آپ — کیا شعلۂ سبو کی ضیا دیکھتے ہیں آپ
کیا روشنیٔ جامِ فنا دیکھتے ہیں آپ ۲؎ — شیشہ میں موجِ مے کو یہ کیا دیکھتے ہیں آپ
اس میں جواب ہے اسی برقِ نگاہ کا

یہی آئینہ یہی عکسِ مقابل میرا — یہی جلوہ ہے یہی شوق ہے کامل میرا
یہی طوفانِ تمنا یہی ساحل میرا — عشق ہی سعی مری عشق ہی حاصل میرا
یہی منزل ہے یہی جادۂ منزل میرا

۱؎ ان صوفی قافیوں کی خامی کو دور کرنے کے لیئے رعنا نے اس بند کو یوں بدل دیا ہے۔

اُلٹی ہوئی ہے دل میں غم و رنج کی بساط — بالائے طاقِ ہوش ہے دل کی ہر احتیاط
ہر سانس میں ہے بوئے طربِ تنگِ انبساط

۲؎ رعنا نے اس بند کو یوں "آتشِ بجان" کیا ہے

سوزِ سرودِ نے کو یہ کیا دیکھتے ہیں آپ — سازِ جنوں کی لے کو یہ کیا دیکھتے ہیں آپ
آتش بجان مے کو یہ کیا دیکھتے ہیں آپ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

"کام آیا ہے مرے جذبۂ کامل میرا"[1]   گم ہے احساس سفرِ شوقِ منازل میرا
اب نہ حاصل ہے نہ اندیشۂ حاصل میرا   یوں اُڑائے لئے جاتا ہے مجھے دل میرا
ساتھ دیتا نہیں اب جادۂ منزل میرا

اور آئے نہ کہیں سر پہ مصیبت کوئی   "اور ٹوٹے نہ کہیں دل پہ قیامت کوئی"[2]
"اور نازل نہ مری جاں پہ ہو آفت کوئی"[3]   اور آجائے نہ زندانیٔ وحشت کوئی
ہے جنوں خیز بہت شورِ سلاسل میرا

ہمہ تن شوقِ تماشا، ہمہ تن درد ہوں میں   آرزوئے رُخِ زیبا، ہمہ تن درد ہوں میں
حسرتِ چشمِ نظارا، ہمہ تن درد ہوں میں[4]   میں سراپا ہوں تمنّا، ہمہ تن درد ہوں میں
ہر بُنِ مُو میں تڑپتا ہے مرے دل میرا

غنچۂ تازہ شگفتہ لبِ لعلیں لیکن   شعلۂ گل ہے جمالِ رُخِ زرّیں لیکن
ہے بہار آفریں ان کا دمِ شیریں لیکن   داستاں اُن کی اداؤں کی ہے رنگیں لیکن
اس میں کچھ خونِ تمنّا بھی ہے شامل میرا

جو ہو منظور تجھے مجھ سے وہ دعویٰ نہ ہوا   جو ہو مقبول تجھے مجھ سے وہ سجدہ نہ ہوا
میں نے ہر رنگ میں چاہا پہ تو میرا نہ ہوا   بے نیازی کو تری کچھ بھی پذیرا نہ ہوا
شکرِ اخلاص مرا شکوۂ باطل میرا

---

[1]، [2] و [3] رعنا
[4] رعنا نے اس بند کو یوں بدل کر لکھا ہے
"ایک اُٹھتا ہوا شعلہ" ہمہ تن درد ہوں میں   "ایک فریاد سراپا" ہمہ تن درد ہوں میں
"حسرتِ چشمِ نظارہ" ہمہ تن درد ہوں میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

وہ حُسنِ نظارہ بھی ہے وہ حسنِ نظر بھی　　وہ شعلگیٔ شوق بھی ہے رقصِ شرر بھی
وہ سحرِ تمنّا بھی ہے، اعجازِ اثر بھی　　ہے ایک ہی جلوہ جو اِدھر بھی ہے اُدھر بھی
آئینہ بھی حیران ہے آئینہ نگر بھی

"ساغر میں ہو جیسے مئے انگور کا عالم"　　"آئینے میں جیسے ہو کسی حور کا عالم"
"یا طور پہ ہو برقِ سرِ طور کا عالم"[۱]　　ہو نور پہ کچھ اور ہی اک نور کا عالم
اُس رُخ پہ جو چھا جائے مرا کیفِ نظر بھی

انجامِ تماشا تھا فقط ایک تحیّر　　تھا عکسِ پسِ پردا فقط ایک تحیّر
تھا قسمتِ آئینہ فقط ایک تحیّر　　تھا حاصلِ نظارہ فقط ایک تحیّر
جلوے کو کہے کون کہ اب گم ہے نظر بھی

پندارِ خودی کا نہ رہے یہ پردۂ افسوں　　جس پر ہے رواں قافلۂ گردشِ گردوں
اب چاہتا ہوں پردا یہ آنکھوں سے ہٹا لوں　　اب تو یہ تمنا ہے کسی کو بھی نہ دیکھوں
صورت جو دکھا دی ہے تو لے جاؤ نظر بھی

پایا ہے مگر اس کو نمایاں نہیں دیکھا — آنکھوں نے مری روئے فروزاں نہیں دیکھا
کہتے ہیں جسے رشکِ بہاراں نہیں دیکھا　　مستی میں فروغِ رُخِ جاناں نہیں دیکھا
سنتے ہیں بہار آئی گلستاں نہیں دیکھا

---

[۱] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اُس نے تجھے سرمست و خراماں نہیں دیکھا　　آنکھوں میں کرم تیرا درخشاں نہیں دیکھا
ہونٹوں پہ ترے لطف کو تاباں نہیں دیکھا ۱؎　　زاہد نے مرا حاصلِ ایماں نہیں دیکھا
رُخ پر تری زلفوں کو پریشاں نہیں دیکھا

کونین کے ہر لمحہ بدلتے ہوئے نقشے　　رنگینیاں فردوس کی دوزخ کے شرارے
دنیا کی بہاروں کے دلآویز تماشے　　آئے تھے سبھی طرح کے جلوے مرے آگے
میں نے مگر اے دیدۂ حیراں نہیں دیکھا

گلزار پُر آشوب ہے ویرانہ پُر آشوب　　بتخانہ پُر آشوب خداخانہ پُر آشوب
"عنوان پُر آشوب ہے افسانہ پُر آشوب" ۲؎　　اس طرح زمانہ کبھی ہوتا نہ پُر آشوب
فتنوں نے ترا گوشۂ داماں نہیں دیکھا

دل میں ہے سکوں آنکھوں میں ہے فرحت و راحت　　ہر سانس میں اُس یادِ معطر کی ہے نکہت
حاصل ہے ہر اک لمحہ مجھے وصل کی لذت　　ہر حال میں بس پیشِ نظر ہے وہی صورت
میں نے کبھی روئے شبِ ہجراں نہیں دیکھا

ساقی کی اداؤں سے ہے مسحور بھی زاہد　　ہے جامِ مئے حسن سے مخمور بھی زاہد
کچھ زہد کی بندش سے ہے مجبور بھی زاہد　　کچھ دعوئے تمکیں میں ہے معذور بھی زاہد
مستی میں تجھے چاک گریباں نہیں دیکھا

۱؎ رعنا نے اُس "روئے تہِ زلف" کو یوں نمایاں کیا ہے۔
خورشید پسِ ابرِ بہاراں نہیں دیکھا　　وہ نورِ چراغِ تہِ داماں نہیں دیکھا
وہ جلوۂ مستور و نمایاں نہیں دیکھا
۲؎ "رعنا"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کچھ ایسے گرفتار رہوں میں دامِ ہوس میں
جیسے ہوں ازل ہی سے میں صیاد کے بس میں
کہتے ہیں بہاریں تھیں کبھی میرے قفس میں
رودادِ چمن سنتا ہوں اس طرح قفس میں
جیسے کبھی آنکھوں سے گلستاں نہیں دیکھا

ویران و تبہ حال ہے بستی مرے دل کی
ہستی ہے سراسر مری بے مطلب و معنی
لگتی نہیں دنیا کی کوئی شے مجھے اچھی
مجھ خستہ و مہجور کی آنکھیں ہیں ترستی
کب سے تجھے اے سروِ خراماں نہیں دیکھا

جلوہ تھا کہ تھا حسنِ فسوں یہ نہیں معلوم
شورش تھی کہ طوفانِ سکوں یہ نہیں معلوم
کم تھا کہ فزوں دردِ دروں یہ نہیں معلوم
کیا کیا ہوا ہنگامِ جنوں یہ نہیں معلوم
کچھ ہوش جو آیا تو گریباں نہیں دیکھا

ہم ساز و ہم آواز نہیں ہے کہیں اصغر
مٹتی ہوئی قدروں کے نشاں ہیں یہیں اصغر
ملنے کو تو لاکھوں ہی ملے ہیں یہیں اصغر
شائستۂ صحبت کوئی ان میں نہیں اصغر
کافر نہیں دیکھے کہ مسلماں نہیں دیکھا

جبینِ مرمریں پر ہے جھلک صبحِ درخشاں کی — نگاہوں میں ہے شبنم خورشید داماں کی
لبِ لعلیں پہ کرنیں ہیں نشاطِ خلد ساماں کی[1]
رُخِ رنگیں پہ موجیں ہیں تبسم ہائے پنہاں کی
شعاعیں جو پڑیں رنگت نکھر آئی گلستاں کی

---

[1] میں نے نقطۂ نور کے پرتو کو نمایاں کرنے کی کوشش کی تھی رعنائی نور اور رنگ دونوں کو یوں اُبھارا ہے:
نفس میں لالہ کاری ہے نسیمِ خلد ساماں کی
جبینِ مرمریں پر ہے جھلک صبحِ بہاراں کی
نگاہوں میں تجلی ہے شعاعِ مہرِ تاباں کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہوئیں رنگینیاں یکجا جو سب صحنِ گلستاں کی
تو دیکھا میں نے یہ سب صورتیں ہیں حسنِ جاناں کی
ہے منزل وحدتِ جلوہ مرے شوقِ فراواں کی[2]
یہیں پر ختم ہو جاتی ہیں بحثیں کفر و ایماں کی
نقاب اس نے الٹ کر یہ حقیقت ہم پہ عریاں کی

اثر لائی فغاں یہ دردِ بے پایانِ ہجراں کی
جگر سے آنکھ تک پہنچی تجلی سوزِ پنہاں کی[3]
سرِ مژگاں کھلی رنگت سرشکِ لالہ داماں کی
روانی رنگ لائی دیدۂ خوننابہ افشاں کی
اُتر آئی ہے اک تصویر دامن پر گلستاں کی

نظر کے سامنے ہے اصل حسنِ فتنہ ساماں کی
نہیں پنہاں حقیقت اپنے عشقِ شعلہ داماں کی
ہے دل میں جلوہ زن صورت ترے عکسِ فروزاں کی
حقیقت کھلی دنیا میں جنوں کے رازِ پنہاں کی
قسم دے دی ہے لیکن قیس نے چاکِ گریباں کی

مری خاموشیاں روحِ بیاں جانِ تکلم ہیں
مری گہرائیوں میں موجزن لاکھوں تلاطم ہیں
مری ویرانیِ غم میں چمن ہائے تبسم ہیں
مری اک بیخودی میں سینکڑوں عقل و خرد گم ہیں
یہاں کے ذرّے ذرّے میں ہے وسعت اک بیاباں کی

---

[2] میں نے ذاتی نقطۂ نظر سے جس حالت کو بیان کیا تھا رعنا نے اسے یوں کائناتی درجہ دیکر اصغر کے خیال کے قریب تر کر دیا ہے:

ہے منزل ایک راہیں لاکھ ہیں شوقِ فراواں کی
ہے ساحل ایک موجیں ہیں ہزاروں بحرِ امکاں کی
حرم اور دیر یہ سب صورتیں ہیں حسنِ جاناں کی

[3] رعنا نے اس بند کو یوں بدل کر لکھا ہے:

ہر اک داغِ جگر میں ہے تجلی شمعِ سوزاں کی
نکھر آئی ہے صورت اس طرح کچھ شامِ ہجراں کی
دلِ ویراں میں ہیں رنگینیاں صبحِ بہاراں کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

"ادائے التفاتِ خاص ہے رنگِ حجاب اُن کا"   "ستم کے روپ میں اُن کا کرم ہے اجتناب اُن کا"
"محبت کا ہے رنگیں آئینہ یہ اضطراب اُن کا" ۴ؔ   مجھی سے بگڑے رہتے ہیں مجھی پر ہے عتاب اُن کا
ادائیں چھپ نہیں سکتیں نوازشہائے پنہاں کی

فغانِ نیم شب میں کربِ دل کی شعلہ سامانی   دعائے صبحگاہی میں ہے اک شورشِ قیامت کی
زمین و آسماں کانپے صدائے الاماں اٹھی   اسیرانِ بلا نے آہ کچھ اس درد سے کھینچی
نگہیاں چیخ اُٹھے ہل گئی دیوارِ زنداں کی

یہ شورِ نالۂ فرقت یہ فریادِ وفا کا غُل   یہ ہیجانِ جنونِ جزو یہ طوفانِ شوقِ کُل
دلِ خوں گشتہ داغِ لالہ، زخمِ غنچہ چاکِ گل ۵ؔ   نگاہِ یاس و آہِ عاشقاں و نالۂ بلبل
معاذ اللہ کتنی صورتیں ہیں اُن کے ہجراں کی

فریبِ حُسن کے ان سلسلوں کو آہ کیا کہیئے   طلسمِ عاشقی کی بندشوں کو آہ کیا کہیئے ۶ؔ
امید و یاس کی ان الجھنوں کو آہ کیا کہیئے   اسیرانِ بلا کی حسرتوں کو آہ کیا کہیئے
تڑپ کے ساتھ اونچی ہو گئی دیوارِ زنداں کی

اِدھر شوقِ نمو سے جلوہ آرائی ہے جیون میں —— اُدھر ہے آرزوئے وصل شعلہ بار تن من میں

۴ؔ رعنا۔ ۵ؔ اس بند میں آورد ضرور ہے۔ بُلبُل کے قافیئے میں تین موزوں مصرعے پیدا کرنا مشکل ہے۔ رعنا نے اسے ترک کرنے کو کہا۔ یہاں اسے فقط تکمیل تضمین کے لئے بحال رکھا ہے معنوی لحاظ سے تو اصغر کے خیال کو پھیلایا جا سکتا ہے، لیکن صوری لحاظ سے دشوار ہے۔

۶ؔ رعنا نے پہلے دو مصرعوں کو یوں ملند کیا ہے۔

"جو دل میں رہ گئے اُن آنسوؤں کو آہ کیا کہیئے"   "اُن اڈلنوں کو دل کی دھڑکنوں کو آہ کیا کہیئے"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لیے ہے بجلیاں موجِ تبسم اپنے دامن میں ؎ اِدھر وہ خندۂ گلہائے رنگیں صحنِ گلشن میں
اُدھر اک آگ لگ جانا وہ بلبل کے نشیمن میں

گلوں نے لی ہے انگڑائی، بہار آئی ہے گلشن میں — فضا میں بوئے گل پھیلی، بہار آئی ہے گلشن میں
ہواؤں میں بھری مستی، بہار آئی ہے گلشن میں — بن آئی بادہ نوشوں کی، بہار آئی ہے گلشن میں
لبِ جو ڈھل رہی ہے بھر لیے ہیں پھول دامن میں

خلش اک خوفِ ہجراں کی رہی جلوت میں بھی مجھ کو — رہی تکمیلِ خواہش میں بھی اک خواہش نئی مجھ کو
نہ دل کو چین آیا گو ذرا تسکین ہوئی مجھ کو — تپش جو شوق میں تھی وصل میں بھی ہے وہی مجھ کو
چمن میں بھی وہی اک آگ ہے جو تھی نشیمن میں

تمہاری یہ کرم فرمائیاں اچھی نہیں ناصح — یہ طعن و طنز کی گہرائیاں اچھی نہیں ناصح
جنونِ عشق کی رسوائیاں اچھی نہیں ناصح — مری وحشت پہ بحث آرائیاں اچھی نہیں ناصح
بہت سے باندھ رکھے ہیں گریباں نے دامن میں

وبالِ جاں بنا رکھا ہے اُس نے زندگانی کو — کسی سے کیا کہوں اپنی طبیعت کی خرابی کو
جگر سوزی کو، شوریدہ سری کو، غم نوازی کو — الٰہی کون سمجھے میری آشفتہ مزاجی کو
قفس میں چین آتا ہے نہ راحت ہے نشیمن میں

شعاعِ صبح کے دامن میں وہ غنچوں کا مسکانا — صبا کے دوش پر وہ نکہتِ تازہ کا لہرانا

؎ رعنا نے اسے یوں رنگینی عطا کی ہے:

اِدھر نورِ تمنا سے بہار آئی ہے جیون میں — اُدھر حسرت کے شعلوں سے لگی ہے آگ تن من میں
شگوفے بم ہیں، شعلے بھی ہیں اس جیون کے دامن میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri.

وہ پھر حدِ جنوں تک شوقِ رنگ و بُو کا بڑھ آنا بہار آتے ہی وہ یکبارگی میرا تڑپ جانا
وہ جا پڑنا قفس کا آپ سے آپ اُڑ کے گلشن میں

بپا ہے شور یہ اک ایک کاشانے میں اے واعظ حرم میں دیر میں کعبے میں بتخانے میں اے واعظ
ابھی اُتری تھی چشمِ مست پیمانے میں اے واعظ ابھی اک موجِ سے اُٹھی تھی میخانے میں اے واعظ
ابھی اک برق چمکی تھی مری وادیٔ ایمن میں

زلفِ سیاہ کی نہ رُخِ پُر ضیا کی ہے انداز لطف کی ہے نہ طرزِ جفا کی ہے
ابروئے دل شکن نہ لبِ دلکشا کی ہے عشووں کی ہے نہ اُس نگہِ فتنہ زا کی ہے
ساری خطا مرے دلِ شورش ادا کی ہے

ساقی جو کر رہا ہے عطا جام پے بہ پے دیوانہ وار پیتا چلا جا رہا ہوں مے
ضامن وہ خود جو لغزشِ پائے خطا کا ہے مستانہ کر رہا ہوں رہِ عاشقی کو طے
کچھ ابتدا کی ہے نہ خبر انتہا کی ہے

آتے ہی اس جہان میں سب چل کھڑے ہوئے جلتے ہی سب چراغ ہیں بجھنے یہاں لگے
چمکی خوشی سے آنکھ تو آنسو ٹپک پڑے کھلتے ہی پھول باغ میں پژمردہ ہو چلے
جنبش رگِ بہار میں موجِ فنا کی ہے

ٹھہریں سفر میں، ہم کو یہ فرصت کہاں نصیب آرام و عیش کی ہمیں صورت کہاں نصیب
فطرت سے انحراف یہ طاقت کہاں نصیب ہم خستگانِ راہ کو راحت کہاں نصیب
آواز کان میں ابھی بانگِ درا کی ہے

یک رنگیٔ وجود میں غائب ہے رنگ و بو گم وسعتِ خودی میں ہے احساسِ جستجو
اک حرفِ زیرِ لب میں نہفتہ ہے گفتگو ڈوبا ہوا سکوت میں ہے جوشِ آرزو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اب تو یہی زبان مرے مدعا کی ہے

رعبِ جمالِ یار ہے اک پردۂ نیاز — رنگِ جفا، نقابِ کرم ہائے عیاں نواز
برقِ نگہ ہے تارِ حجابِ عطائے ناز — لطفِ نہانِ یار کا مشکل ہے امتیاز
رنگت چڑھی ہوئی ستمِ برملا کی ہے

نورِ کفر و دیں اُتر آیا نگاہِ شوق میں — عکسِ آن و ایں اتر آیا نگاہِ شوق میں
شعلۂ زریں اُتر آیا نگاہِ شوق میں — جلوۂ رنگیں اُتر آیا نگاہِ شوق میں
ہم لطافت جسم کی اے سیم تن دیکھا کیے

اہلِ دل کہتے نہیں ہیں رازِ ہستی کو عیاں — نعرۂ حق کو سکوتِ لب میں رکھتے ہیں نہاں
تاب لا سکتے نہیں اس کی زمین و آسماں — شیوۂ منصور تھا اہلِ نظر پہ بھی گراں
پھر بھی کس حسرت سے سب دار و رسن دیکھا کیے

قید و بندش تھی وطن کی ختم وہ بھی ہو گئی — پاؤں میں زنجیر تھی اک وہ بھی ہے ٹوٹی ہوئی
اک قدم کی بات تھی اب میں ہوں اور میں ہی خود — دشتِ غربت کی طرف اک آہ بھر کر حسرت کی
گرد کو بیروں دری اہلِ وطن دیکھا کیے

بے وفائی گُل نے کی تھی ہم کو اس سے کیا غرض — ہجر میں بلبل نے جاں دی ہم کو اس سے کیا غرض
ہر روش ہے خوں کی سرخی ہم کو اس سے کیا غرض — بلبل و گل میں جو گزری ہم کو اس سے کیا غرض
ہم تو گلشن میں فقط رنگِ چمن دیکھا کیے

نور ہر دل میں وہی تھا جو دلِ منصور میں — رنگ ہر رُخ پر وہی تھا جو جمالِ حور میں
شعلے ذرّوں میں وہی تھے جو تھے برقِ طور میں — دوڑتے پھرتے تھے جلوے اُن کے موجِ نور میں
دور سے ہم دانشِ انجمن دیکھا کیے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تعلقاتِ زمانہ کا دل پہ بار نہ ہو — لگاؤ ہو نہ گلوں سے بتوں سے پیار نہ ہو
خزاں کا خوف نہ ہو، بیمِ ہجرِ یار نہ ہو[1] — شعورِ غم نہ ہو، فکرِ مآلِ کار نہ ہو
قیامتیں بھی گزر جائیں ہوشیار نہ ہو

فنائے شوق سے وہ مژدۂ نشاط نہ دے — نہ سازِ مرگ سے لہرائے آتشیں نغمے
نہ رنگِ خونِ خزاں وہ بہار کو بخشے — وہ دستِ ناز جو خنجر نمائیاں نہ کرے
لحد کا پھول چراغِ سرِ مزار نہ ہو

جلالِ حسنِ ازل کو کروں میں جلوہ تاب[2] — اُلٹ دوں اس رُخِ رنگیں سے میں نظر کا نقاب
خودی کی شان سے پیدا کروں خدا کا جواب — اُٹھاؤں پردۂ ہستی جو ہو جہاں نہ خراب
سناؤں رازِ حقیقت جو خوفِ دار نہ ہو

فلک پہ تیزیٔ گردش بنی ستاروں کی — جہاں میں شورشِ طوفانِ اقلیا نہ ہوئی
دل و جگر میں وہ ہیجانِ عشق بن کے چلی[3] — ہر اک جگہ تری برقِ نگاہ دوڑ گئی
غرض یہ ہے کہ کسی چیز کو قرار نہ ہو

---

[1] رعنا نے غزل کا رنگ دے کر اسے یوں توازن، ترنم اور حسن عطا کیا ہے:
خوشی سے شاد نہ ہو غم سے بے قرار نہ ہو — نشاطِ وصل نہ ہو، کربِ انتظار نہ ہو
خزاں کا ڈر نہ ہو، اندیشۂ بہار نہ ہو

[2] "چراغِ حسنِ ازل کو کروں میں محفل تاب" (رعنا)

[3] فلک پہ گردشِ خورشید و ماہتاب بنی — چمن میں موجِ نسیمِ بہار بن کے چلی
یمِ حیات کو بیتابیٔ تلاطم دی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میں ڈھونڈتا ہوں یہاں نور کے تلاطم کو
نشاطِ روح کے طوفاں بسر ترنم کو
سکوتِ نغمہ کے شورش بہ لب تکلم کو؟ ؎
یہ دیکھتا ہوں ترے زیرِ لب تبسم کو
کہ بحرِ حسن کی اک موجِ بے قرار نہ ہو

تھا اُس کا عشق بقیدِ حدودِ شام و سحر
وہ منحصر تھا تماشائے چند روزہ پر
بہارِ جلوۂ رنگینِ گُل گئی ہے گذر
خزاں میں بلبلِ بے بس کو ڈھونڈئیے چل کر
وہ برگ خشک کہیں زیرِ شاخسار نہ ہو

نگاہِ شوق میں نورِ جبیں سما جائے
تو نقشِ ماہ شما شعلہ بن کے تھرائے
یہ رازِ عشق ہے اس کو خرد کہاں پائے
سمجھ میں برقِ سرِ طور کس طرح آئے
کہ موجِ بادہ میں ہیجان و انتشار نہ ہو

لئے پھرے گی تمنا کہاں کہاں مجھ کو
یہ فکرِ سود یہ اندیشۂ زیاں مجھ کو
ہے اب تو آرزوئے ترکِ این وآں مجھ کو
دکھا دے بیخودیٔ شوق وہ سماں مجھ کو
کہ صبحِ وصل نہ ہو شامِ انتظار نہ ہو

؎

"کنارِ حسن پہ ٹھہرے ہوئے تلاطم کو
سکوتِ ناز میں گُل پاشیٔ ترنم کو
خموشیوں میں بھی رعنائیٔ تکلم کو"

(رعنا)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

خوشبوئے محبت اور اُس کا وہ دمِ شیریں انوارِ تبسم اور اس کا وہ لبِ لعلیں
طوفانِ لطافت اور اندازِ نشاط آگیں [1] اُس کا وہ قدِ رعنا، اُس پر وہ رُخِ رنگیں
نازک سا سرِ شاخ اک گویا گلِ تر دیکھا

ہے دم سے تمہارے ہی یہ سب چمن آرائی غنچوں کو ملی تم سے رنگینی و زیبائی
دی خندہ جبیں پھولوں کو تم نے ہی رعنائی [2] تم سامنے کیا آئے اک طرفہ بہار آئی
آنکھوں نے مری گویا فردوسِ نظر دیکھا

بے تابیٔ دل اس کی ہر شے میں اُبھر آئی شوریدہ سری اس کی آنکھوں میں اُتر آئی
منزل بھی نظر اس کو سرگرمِ سفر آئی ہر ذرّے میں صحرا کے بے تاب نظر آئی
لیلےٰ کو بھی مجنوں نے یوں خاک بسر دیکھا

تیرے رُخِ رنگیں میں ہر رنگ ہویدا ہے اک تیرے تبسم میں ہر نور کا جلوہ ہے
آنکھوں میں تری ہم نے کونین کو دیکھا ہے [3] مستی سے ترا جلوہ خود عرضِ تماشہ ہے
آشفتہ مزاجوں کا یہ کیفِ نظر دیکھا

---

[1] میں نے "گلِ تر" کی وضاحت کی کوشش کی ہے۔ رعنا نے محبوب کے حُسن کی تشریح اس رنگین انداز میں کی ہے:

پُرنور جبیں اس کی، صد رشکِ مہ و پرویں "وہ مست نظر اُس کی صہبائے سرور آگیں
وہ زلفِ حسیں اُس کی، وہ اُس کے لبِ لعلیں"

[2] رعنا نے بہاروں کا سماں یوں باندھا ہے:

گھنگھور گھٹا چھائی اک برق سی لہرائی غنچوں کے تبسم سے بجنے لگی شہنائی
پھولوں نے جوانی کی رنگین ادا پائی

[3] رعنا نے اس کو غزل کا خاص رنگ یوں دیا ہے:

جو زینتِ خلوت تھا وہ انجمن آرا ہے جو نور تھا پردے میں وہ نور ہویدا ہے
جو حسنِ نظر تھا وہ اب حسنِ نظارا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کہنے کو انہیں کہتے ہیں حُسن کے ہم شعلے   انوارِ تماشہ ہیں انوارِ نظر اپنے
ہو دیدۂ بینا تو بس جلوے ہی ہیں جلوے ۱؎   ہاں وادیٔ ایمن کے معلوم ہیں سب قصّے

موسیٰ نے فقط اپنا اک ذوقِ نظر دیکھا

کون تھا جو روئے رنگیں کی طرف مائل نہ تھا   عشق اس کا کس جگر کا دردِ لاحاصل نہ تھا
وصل اس کا کس جنونِ شوق کی منزل نہ تھا   کون تھا اس کے ہوا خواہوں میں جو شامل نہ تھا

اب ہوا معلوم مجھ کو دل بھی میرا دل نہ تھا

آرزو جب بن کے اُٹھی ایک طوفانِ وفا   دردِ ناکامی و مجبوری جنوں تک جب بڑھا
شوقِ جلوہ تیز ہو کر اشکِ خونیں جب بنا   عشق کی بیتابیوں پر حُسن کو رحم آگیا

جب نگاہِ شوق تڑپی پردۂ محمل نہ تھا

پرتوِ حسنِ تخیل تھا حقیقت کچھ نہ تھی   آرزو ہو کر مجسم سحرِ جلوہ تھی بنی
جب طلسمِ دید ٹوٹا تھی نہ صورت ہی کوئی   تھیں نگاہِ شوق کی رنگینیاں چھائی ہوئی

پردۂ محمل اٹھا تو صاحبِ محمل نہ تھا

ہے کہاں آرام کی صورت طریقِ عشق میں   ہر قدم ہے حشر کی دعوت طریقِ عشق میں
کچھ فراغت کی نہیں صورت طریقِ عشق میں   قہر ہے تھوڑی سی بھی غفلت طریقِ عشق میں

آنکھ جھپکی قیس کی اور سامنے محمل نہ تھا

۱؎ اس فلسفیانہ خشک بات کو رعنائے حسنِ شعر اس طرح بخشا ہے:

وہ گرتی ہوئی بجلی وہ اٹھتے ہوئے شعلے   اپنی ہی نگاہوں کے رنگین کرشمے تھے
جو روپ میں جلوؤں کے تھے پیشِ نظر پہلے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اب شوقِ تماشہ ہے نہ کچھ حُسنِ ادا ہے | کچھ اپنی خبر ہے نہ کوئی تیرا پتا ہے
بس مستی کے انوار کا طوفان بپا ہے[1] | اک عالمِ حیرت ہے فنا ہے نہ بقا ہے
حیرت بھی یہ حیرت ہے کہ کیا جانیے کیا ہے

تعمیر میں جلنے خس و خاشاک کی کیا ہے | اک روز یہی حاصلِ احساسِ بقا ہے
اک روز یہ آ ماجگہِ برقِ فنا ہے | سو بار جلا ہے تو یہ سو بار بنا ہے
ہم سوختہ جانوں کا نشیمن بھی بلا ہے

یوں لطف و کرم اُن کا سوا آج ہوا ہے | اک دعوتِ خود سوختگی ہر ایک ادا ہے
ہے نورِ جبیں اُن کا کہ اک شمعِ بقا ہے | ہونٹوں پہ تبسم ہے کہ اک برقِ بلا ہے
آنکھوں میں اشارہ ہے کہ سیلابِ فنا ہے

ہوں مستِ خودی پر نہیں بیگانۂ ہستی | پیتا ہوں بڑے شوق سے پیمانۂ ہستی
پھر کہتا ہے جب ساقیٔ میخانۂ ہستی | سنتا ہوں بڑے شوق سے افسانۂ ہستی
کچھ خواب ہے، کچھ اصل ہے، کچھ طرزِ ادا ہے

---

[1] اس خیال کو میں نے یوں بھی باندھا ہے:

ہے مستی کا احساس نہ بندہ نہ خدا ہے | جلوہ ہے نہ پردہ ہے بس اک حُسنِ ادا ہے
انوارِ نظر سوز کا طوفان بپا ہے

رعنا نے اسے یوں لکھا ہے:

احساسِ خودی اور نہ عرفانِ خدا ہے | دنیا کی خبر اور نہ عقبیٰ کا پتا ہے
دل میں کوئی حسرت نہ کوئی لب پہ دُعا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُمید درخشاں ہے مٹی ظلمتِ رنجش — ہے شمعِ فروزاں بنی اک اک مری خواہش
ہے چشمِ مسرت سے مری تاروں کی ریزش — ہے تیرے تصور سے یہاں نور کی بارش
یہ جانِ حزیں ہے کہ شبستانِ حرا ہے

جب سکونِ سادگی سے اٹھی شانِ اضطراب — آسماں جب بن نہ پایا پاسبانِ اضطراب
ڈال دی اس مست دلوانے میں جانِ اضطراب [1] — ایک مشتِ خاک کا کیا ہو بیانِ اضطراب
ذرّے ذرّے میں نہاں ہے اک جہانِ اضطراب

خود انہوں نے کی عطا اس کو تڑپ سیماب کی — شعلگی اس کو عنایت کی شرابِ ناب کی
قدر ہے خود ان کو اپنی نعمتِ نایاب کی — جانتے ہیں وہ ادائیں اس دلِ بیتاب کی
اُن سے بڑھ کر کون ہوگا نکتہ دانِ اضطراب

زہد و طاعت سے یہ مانا ہے سکوں حاصل تجھے — زندگی کٹتی ہے تیری چین سے آرام سے
تو نہ سمجھے گا کہ ہیں بے تابیوں میں بھی مزے — ناصحِ مشفق مگر یونہی تڑپنے دے مجھے
مجھ کو بھی معلوم ہے سود و زیانِ اضطراب

ہے دلِ ہستی میں لرزش اُن کی برقِ حُسن سے — لمحے لمحے میں ہے سوزش اُن کی برقِ حُسن سے
قطرے قطرے میں ہے آتش اُن کی برقِ حُسن سے — ذرّے ذرّے کو ہے جنبش اُن کی برقِ حُسن سے
اُڑ نہ جائے ایک دن یہ خاکدانِ اضطراب

---

[1] رعنا نے ایک مشتِ خاک کے اضطراب کی تفصیل اس طرح کر کے اس بند میں جان ڈال دی ہے۔
"ہر نفس ہے موجِ دریائے روانِ اضطراب — روحِ بیتابیٔ جگر ہے دل ہے جانِ اضطراب۔
زندگی ہے اک مسلسل داستانِ اضطراب"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اک قیامت دہر میں برپا نہ کر ڈالیں کہیں ۔۔۔ ماسوا میں حشر اک پیدا نہ کر ڈالیں کہیں
انتہائے شوق میں ایسا نہ کر ڈالیں کہیں ۔۔۔ دونوں عالم کو تہ و بالا نہ کر ڈالیں کہیں
آپ کا انداز شوخی میری شانِ اضطراب

یوں تڑپنا کس ستم گر نے سکھایا ہے تجھے ۔۔۔ راز کس ظالم نے جینے کا بتایا ہے تجھے
خاکِ تیرہ سے شرر کس نے بنایا ہے تجھے ۔۔۔ کس نے پہلو میں مرے لا کر بٹھایا ہے تجھے
اے دلِ شوریدہ و آفت نشانِ اضطراب

کہتے ہیں ختم ہوں گے غم مرکے زندگی کے ۔۔۔ دنیا نئی ملے گی آئیں گے دن خوشی کے
سایوں میں گھر کے لیتے ہیں خواب روشنی کے ۔۔۔ یہ بھی فریب سے ہیں کچھ دردِ عاشقی کے
ہم مر کے کیا کریں گے کیا کر لیا ہے جی کے

قیدِ حیات میں تھا میں بند اس طرح سے ۔۔۔ تازہ ہوا کہیں سے ممکن نہ تھا کہ آئے
کیا ذکر روشنی کا تھے تہ بہ تہ اندھیرے ۔۔۔ محسوس ہو رہے ہیں بادِ فنا کے جھونکے
کھلنے لگے ہیں مجھ پہ اسرار زندگی کے

"آہ و فغانِ غم ہے اک مطلبِ مقید ۔۔۔ اشکِ روانِ غم ہے اک مطلبِ مقید"
یہ داستانِ غم ہے اک مطلبِ مقید[1] ۔۔۔ شرح و بیانِ غم ہے اک مطلبِ مقید
خاموش ہوں کہ معنی صدہا ہیں خامشی کے

"چھیڑا ہے سازِ عشرت گایا ہے گیت غم کا" ۔۔۔ دل میں رہا اندھیرا آنکھوں میں اک سویرا"
"دیکھی ہے شامِ ظلمت دیکھی ہے شامِ جلوہ"[2] ۔۔۔ بارِ الم اٹھایا رنگِ نشاط دیکھا
آئے تھیں ہیں یونہی انداز بے حسی کے

---

[1] و [2] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رازِ نشاط، شدّتِ دردِ جگر میں ہے — وصلِ سرور و حال، غمِ معتبر میں ہے
منزل کا عیش مشکلِ راہِ سفر میں ہے — اُس کی بقدرِ حوصلۂ دل نظر میں ہے
جلوہ تمہارا ذوقِ طلب کے اثر میں ہے

پروازِ عرش رس کے وہ انداز اب کہاں — وہ نغمۂ نشاط وہ آواز اب کہاں
وہ انتہائے لذّتِ آغاز اب کہاں — قیدِ قفس میں طاقتِ پرواز اب کہاں
رعشہ سا کچھ ضرور ابھی بال و پر میں ہے

ممکن نہیں کہ تم سے کہیں کچھ بھی چھپ سکے — تم جانتے ہو حال ہر اک دل کا بن کہے
سچ تو ہے یہ کہ تم ہی ہو ہر دل میں بس رہے — تم باخبر ہو چاہنے والوں کے حال سے
سب کی نظر کا راز تمہاری نظر میں ہے

کس کو نوید وعدۂ وصلِ بقا ملی — کس کے لئے چمک گئیں راہیں حیات کی
کس تیرہ خاک کو لگی ملنے ہے شعلگی — تقدیر کس کے خرمنِ ہستی کی کھُل گئی
طوفان بجلیوں کا تمہاری نظر میں ہے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ تم دو ہوا اسے — وہ آتشِ خموش نہ پھر سے بھڑک اُٹھے
جلنے کا اپنے خوف نہیں ڈر ہے یہ مجھے — مجھ کو جلا کے گلشنِ ہستی نہ پھونک دے
وہ آگ جو دبی ہوئی مجھ مشتِ پر میں ہے

میری آنکھوں میں ہے اُن کا روئے رنگیں جلوہ گر — منعکس ہیں ان میں ناز و عشوہ اُن کے سر بسر
اُن کے لطفِ بیکراں کے نور افشاں ہیں گہر — ہر ادائے حُسن آئینے میں آتی ہے نظر
یعنی خود کو دیکھتے ہیں مجھ کو حیراں دیکھ کر

جلوہ گر کچھ اس طرح ہے شاہدِ دیر و حرم — نور ہے کہ پھیلتا جاتا ہے ہر سو دم بہ دم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ظلمتِ ہستی کا مٹتا جا رہا ہے سب بھرم
ذرّے ذرّے میں نمایاں ہے تجلّیٔ قدم

ہوش گم ہیں وسعتِ صحرائے امکاں دیکھ کر

روئے روشن کا ہیں پرتو جلوہ ہائے آب و رنگ
چشمِ خنداں کا اشارا فتنہ ہائے آب و رنگ

حرفِ زیرِ لب سے پیدا نغمہ ہائے آب و رنگ
کچھ غنیمت ہو گئے یہ پردہ ہائے آب و رنگ

حسن کو یوں کون رہ سکتا ہے عریاں دیکھ کر

حسنِ محبوبی کا آیا جوش پر رنگِ شباب
میرے شوقِ دید کا آیا وہ خود ہو کر جواب

جامِ ہستی میں نشاطِ وصل کی چھلکی شراب
بے تکلف ہو کے مجھ سے سب اٹھا ڈالے نقاب

شاہدِ دیر و حرم نے مست و حیراں دیکھ کر

رنگ و نکہت کی فضائیں پھر مجھے تڑپا گئیں
دید کی تابانیاں آنکھوں میں میری چھا گئیں

شوق کی بیتابیاں دل کو مرے گرما گئیں
آج خوں گشتہ تمنّائیں مجھے یاد آ گئیں

ہر طرف ہنگامۂ جوشِ بہاراں دیکھ کر

ہے بقائے زندگی کا یہ شعورِ معتبر
ہے نشاطِ کامل اور خود آگہی یہ سر بسر

مطلقاً آزاد ہے یہ ہر تعلق سے، مگر
گر پڑی خود روح قیدِ عنصری میں ٹوٹ کر

لذتِ ذوقِ فنا ہر سو فراواں دیکھ کر

فتنہ زا ہیں جس کے جلوے وہ ادائے برقِ حسن
سوزِ جاں ہیں جس کے شعلے وہ ادائے برقِ حسن

بیخودی کو پھونک ڈالے وہ ادائے برقِ حسن
پھر گئی آنکھوں کے آگے وہ اداے برقِ حسن

چیخ اُٹھے سب مرا چاکِ گریباں دیکھ کر

ترے وعدوں کے آگے آرزوئے بیکراں رکھ دی
تری نظروں کے آگے آنسوؤں کی کہکشاں رکھ دی

ترے قدموں میں تاثیرِ دعا، تابِ فغاں رکھ دی
ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھ دی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

زبانِ بے نگہہ رکھدی نگاہِ بے زباں رکھدی

نظر یکسر حمائے فتنۂ گلہائے رنگیں پر — کئے قرباں دل و جاں شعلۂ گلہائے رنگیں پر
فدا خوشیاں کئے سب خندۂ گلہائے رنگیں پر — مٹی جاتی تھی بلبل جلوۂ گلہائے رنگیں پر
چھپا کر کس نے ان پردوں میں برقِ آشیاں رکھدی

سوئے پروانا آتی ہے یہاں خود شمعِ نور افشاں — یہاں دیتا ہے دعوت آپ بلبل کو گلِ خنداں
یہاں بیتاب ہے میرے لئے خود رحمتِ یزداں — نیازِ عشق کو سمجھا ہے کیا اے واعظِ ناداں
ہزاروں بن گئے کعبے جبیں میں نے جہاں رکھدی

مرے دل میں یکایک آج ہے یہ خوف سا اُٹھا — قفس بن کر نہ رہ جائے کہیں یہ آشیاں اپنا
نہ ہو جائے کہیں زنجیرِ پا جلوہ گلستاں کا ا؎ — قفس کی یاد میں یہ اضطرابِ دل معاذ اللہ
کہ میں نے توڑ کر اک ایک شاخِ آشیاں رکھدی

اشارے آنکھ کے رقصاں تھے شاید رقصِ بسمل میں — شرارے ناز کے جولاں تھے شاید رقصِ بسمل میں
شگوفے زلف کے خنداں تھے شاید رقصِ بسمل میں — کرشمے حسن کے پنہاں تھے شاید رقصِ بسمل میں
بہت کچھ سوچ کر ظالم نے تیغِ خونفشاں رکھدی

سکوتِ عرصۂ عالم میں یہ شورِ تکلّم ہے — سکونِ پردۂ عالم میں یہ موجِ ترنّم ہے
خلائے شوق میں یہ منظرِ برقِ تبسّم ہے — الٰہی کیا کیا تو نے کہ عالم میں تلاطم ہے
غضب کی ایک مشتِ خاک زیرِ آسماں رکھدی

ا؎ اس بند کی ایک اور صورت یہ ہے:

یہ پابندی بصورت ہائے آب و گل، معاذ اللہ — یہ دلآویزیٔ بندِ غمِ منزل، معاذ اللہ
یہ قیدِ سلسلۂ سعیٔ لاحاصل، معاذ اللہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

منزلِ شوق کا جنوں، آرزوئے سفر کہاں
رفعتِ آسماں کہاں، وسعتِ بحر و بر کہاں
تیزیٔ گام اب کہاں، شورشِ رہگزر کہاں
گرمِ تلاش جستجو اب ہے تری نظر کہاں
خون ہے کچھ جما ہوا قلب کہاں جگر کہاں

جاں سے گزرنا ہے یہاں عشق نہیں ہے دل لگی
"حسن کے دستِ ناز کو سونپ دے اپنی زندگی" ؎۵
اس کی رضا میں ہو رضا اُس کی خوشی میں ہو خوشی
یہ ہے طریقِ عاشقی چاہیئے اس میں بےخودی
اس میں چناں چنیں کہاں اس میں اگر مگر کہاں

درد تھا جو فراق کا اس کا رہا نہ کچھ پتا
غم تھا جو بن کے نغمگی روح میں گنگنا اٹھا
سائے جو تھے سمٹ گئے نور تھا جو عیاں ہوا
زلف جو تھی بکھر گئی رُخ تھا کہ جو نکھر گیا
ہائے وہ شام اب کہاں ہائے وہ اب سحر کہاں

سامنے ہے وہ جلوہ گر مستِ ادائے دل نواز
اُس کا تبسم نظر روحِ جمال و جانِ ناز
لذّتِ شوق میں نہیں اب من و تو کا امتیاز
کیجئے آج کس طرح دور کے سجدۂ نیاز
یہ بھی تو ہوش اب نہیں پاؤں کہاں ہے سر کہاں

زندہ تھے قید میں بھی ہم یادِ چمن کے فیض سے
اس کو بھی اب مٹا دیا گردشِ روزگار نے
اب وہ تڑپ نہیں رہی اب وہ نہیں ہیں ولولے
ہائے وہ دن گزر گئے جوششِ اضطراب کے
نیند قفس میں آگئی اب غمِ بال و پر کہاں

عقل و شعور و علم ہیں پرتوِ حسنِ آگہی
ظلمتِ جہل کی چمک ہوش و خرد کی روشنی
بے خبری و بے ہشی میں تھی نہاں مری خودی
ہوش و خرد کے پھیر میں عمرِ عزیز صرف کی
رات تو کٹ گئی یہاں دیکھئے ہو سحر کہاں

؎۵ رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شوقِ پرواز ہے لیکن پرِ پرواز نہیں — حُسنِ تخلیق تو ہے شوخیٔ انداز نہیں
راز ہے راز کے اظہار کا اعجاز نہیں — صرف اک سوز تو مجھ میں ہے مگر ساز نہیں
میں فقط درد ہوں جس میں کوئی آواز نہیں

بے صدا ہو گئے ہیں سازِ خودی کے پردے — میرے لب بند ہیں خاموش ہیں میرے نغمے
ہے ہم آہنگ مگر زیست کا پیدا مجھ سے — مجھ سے جو چاہیئے وہ درسِ بصیرت لیجے
میں خود آواز ہوں میری کوئی آواز نہیں

کیونکر اب قرب کے احساس میں میں کھو جاؤں — کیونکر اب بیخودیٔ عشق کا نغمہ گاؤں
کیسے بھرپور مسرت کی سُریں لہراؤں [1] — وہ مزے ربطِ نہانی کے کہاں سے لاؤں
ہے نظر مجھ پہ مگر اب غلط انداز نہیں

دلِ ہستی میں یہ بیتابیٔ پیہم کیا ہے — کاوشِ کشمکشِ زیست یہ ہر دم کیا ہے
ہر طرف صورتِ شیرازۂ برہم کیا ہے — پھر یہ سب شورش و ہنگامۂ عالم کیا ہے
اسی پردے میں اگر جنبشِ ساز نہیں

شوخ و رنگین تماشائے نقوشِ زیبا — کیف آور و دل آویز و مسرت افزا
سحرِ تنویرِ نظر، حُسنِ نمو کا پردا — آتشِ جلوۂ محبوب نے سب پھونک دیا
اب کوئی پردہ نہیں، پردہ بر انداز نہیں

---

[1] رعنا نے ربطِ نہانی کے مزے یوں آشکار کر کے تغزل کی داد دی ہے۔
حادثے عہدِ جوانی کے کہاں سے لاؤں — اب وہ انداز کہانی کے کہاں سے لاؤں
سلسلے اشک فشانی کے کہاں سے لاؤں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اک اضطرابِ شوق مکرّر لئے ہوئے   طوفانِ حسنِ یار کا محشر لئے ہوئے
ہیجانِ کائنات کا منظر لئے ہوئے   اسرارِ عشق ہے دلِ مضطر لئے ہوئے
قطرہ ہے بے قرار سمندر لئے ہوئے

اک شورشِ جمال برابر لئے ہوئے   بارِ امانتِ رُخِ انور لئے ہوئے
اک ولولۂ عشق سراسر لئے ہوئے ۱؎   آشوبِ دہر و فتنۂ محشر لئے ہوئے
پہلو میں یعنی ہوں دلِ مضطر لئے ہوئے

یہ رونقِ حیات ہے سب حسنِ یار سے   ہر سو ہیں نکہتیں نفسِ مشکبار سے
رنگِ نشاط پیدا لبِ سحر کار سے   کیا مستیاں چمن میں ہیں جوشِ بہار سے
ہر شاخِ گل ہے ہاتھ میں ساغر لئے ہوئے

شدّت سے میرے غم کی ہوا وہ بھی آشنا   پہنچا ہے دل تک اس کے مرا دردِ لا دوا
اس پر نکردہ آہ و فغاں کا اثر ہوا   قاتل نگاہِ یاس کی زد سے نہ بچ سکا
خنجر تھے ہم بھی اک تہِ خنجر لئے ہوئے

ہر سنگِ کوہِ طور ہے بیتابِ دید تو   ہر جلوے کی زباں پہ ہے لن ترانی گو
ممکن نہیں کہ حسن کا دیدار عام ہو   خیرہ کئے ہے چشمِ حقیقت شناس کو
ہر ذرّہ ایک مہرِ منوّر لئے ہوئے

چمکی، چمک کے لپکی، لپک کر وہ برق سی   اک آن ہی میں خرمنِ ہستی پہ آ گری

۱؎ رعنا نے "شورشِ جمال" اور "ولولۂ عشق" کی بجائے "حسرتِ جمال" اور "آرزوئے عشق" لکھنے کو کہا ہے مصنف نے "شورشِ جمال" اور "ولولۂ عشق" "آشوبِ دہر" اور "فتنۂ محشر" کی مناسبت سے لکھا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

یوں اُٹھی مسکرائی کہ دل میں اُتر گئی   پہلی نظر بھی آپ کی اُف کس بلا کی تھی
ہم آج تک وہ چوٹ ہیں دل پر لیے ہوئے

وان رُعبِ حسن اور یہاں عجزِ عاشقی   "وان سوزِ آفتاب، یہاں سازِ شبنمی"[1]
وان شانِ دلبری ہے یہاں وضعِ جاں دہی   تصویر ہے کھچی ہوئی ناز و نیاز کی
میں سر جھکائے اور وہ خنجر لیے ہوئے

تیرے کرم کا تیری عنایت کا شکریہ   لیکن نہ چشمِ مست سے اتنی مجھے پلا
ایسا نہ ہو کہ اپنا نہ تیرا رہے پتا   صہبائے تند و تیز کو ساقی سنبھالنا
اُچھلے کہیں نہ شیشہ و ساغر لیے ہوئے

آنکھوں میں میری نور ترا کیا نہاں نہیں   ہر وقت تیرا نام کیا وردِ زباں نہیں
اک ایک بات سے مری کیا یہ عیاں نہیں   میں کیا کہوں کہاں ہے محبت کہاں نہیں
رگ رگ میں دوڑی پھرتی ہے نشتر لیے ہوئے

مستِ خیالِ عنبریں ہنگامِ بازپرس   غرقِ جمالِ دل نشیں ہنگامِ بازپرس
گم سُم کھڑے تھے ہم وہیں ہنگامِ بازپرس   نام اُن کا آ گیا کہیں ہنگامِ بازپرس
ہم تھے کہ اُڑ گئے صفِ محشر لیے ہوئے

پینا ہو جس میں یاد وہ مستی ہی جرم ہے   ہو آگہی تو حسن پرستی ہی جرم ہے
فکرِ غرورِ رفعت و پستی ہی جرم ہے   اصغرؔ حریمِ ناز میں ہستی ہی جرم ہے
رکھنا کبھی نہ پاؤں یہاں سر لیے ہوئے

---

[1] رعنا۔ [2] رعنا نے "باقی ہو جس میں ہوش وہ مستی ہی جرم ہے" لکھنے کو کہا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کچھ حقیقت کو یہ لازم نہیں افسانہ بنے　　حُسن کو چاہیئے سامانِ تمنّا نہ بنے
روحِ سرمستی بنے قالبِ صہبا نہ بنے　　نہ یہ شیشہ نہ یہ ساغر نہ یہ پیمانہ بنے
جانِ میخانہ تری نرگسِ مستانہ بنے

جاں بکف شعلۂ تنویر کا پروانہ بنے　　آدمی ہے وہی جو عقل سے بیگانہ بنے
دوسروں کے لئے زندہ رہے اپنا نہ بنے　　مرتے مرتے نہ کبھی عاقل و فرزانہ بنے
ہوش رکھتا ہو جو انسان تو دیوانہ بنے

نگہِ ناز سے تشکیل ہوئے برق و شرر　　لبِ لعلیں کے تبسّم سے اٹھے لعل و گہر
پیدا انوارِ جبیں سے ہوئے خورشید و قمر　　پرتوِ رُخ کے کرشمے تھے سرِ رہ گذر
ذرّے جو خاک سے اٹھے وہ صنم خانہ بنے

دعوتِ نوش نگہِ ساقیٔ فطرت یوں دے　　جوش میں غیرتِ رندانِ بلاکش آئے
مست و سرشار اٹھیں کالی گھٹائیں ایسے　　موجِ صہبا سے بھی بڑھ کر ہوں ہوا کے جھونکے
ابر یوں جھوم کے چھا جائے کہ میخانہ بنے

روئے روشن ہو کہ ہو یادِ منوّر کا خیال　　شانِ جلوہ ہو کہ ہو چشمِ تماشہ کا جلال
آتشِ عشق ہو یا شعلۂ تنویرِ جمال　　کارفرما ہے فقط حسن کا نیرنگِ خیال
چاہے وہ شمع بنے چاہے وہ پروانہ بنے

کوئی کیونکر کہے اس مستِ رُخِ لیلیٰ کو　　ڈھونڈ مت پردۂ محمل میں رُخِ رعنا کو
سامنے ہے وہ اٹھا چشمِ تجلّی زا کو　　چھوڑ کر یوں درِ محبوب چلا صحرا کو
ہوش میں آئے ذرا قیس نہ دیوانہ بنے

شاملِ شعلۂ محبوب ہوا پروانہ　　نہ سمجھ ذرّۂ ناچیز کوئی خاک ہوا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حسن کو اور نمایاں اسی ذرّے نے کیا　　خاک پروانے کی برباد نہ کر بادِ صبا
یہی ممکن ہے کہ کل تک مرا افسانہ بنے

چشمِ ساقی کا کرم تیری دعا ہو جائے　　جام و مینا ترے ہی دل کی صفا ہو جائے
بادۂ ہوش رُبا شوق ترا ہو جائے　　جرعۂ مے تری مستی کی ادا ہو جائے
موجِ صہبا تری ہر لغزشِ مستانہ بنے

عشق مشکل ہے اسے کوئی نہ آساں سمجھے　　اُس کو پانا ہو جسے جان سے اپنی گزرے
اُس کو منظور نہیں پیار کے خالی دعوے　　اُس کو مطلوب ہیں کچھ قلب و جگر کے ٹکڑے
جیب و دامن نہ کوئی پھاڑ کے دیوانہ بنے

آشنائے نگہہ پیرِ مغاں گر بن جائے　　یہ نظر اپنی ہی سرچشمۂ کوثر بن جائے
آب سادہ ہو اگر بادۂ احمر بن جائے　　رند جو ظرف اٹھالیں وہی ساغر بن جائے
جس جگہ بیٹھ کے پی لیں وہی میخانہ بنے

لایا ہے کس مقام پہ ذوقِ نظر مجھے　　"حیرت سے دیکھتے ہیں یہ شمس و قمر مجھے"[1]
اب ڈھونڈتی ہے گردشِ شام و سحر مجھے　　گم کر دیا ہے دید نے یوں سر بسر مجھے
ملتی ہے اب انھیں سے کچھ اپنی خبر مجھے

آہوں سے رستخیز بپا کی جہان میں　　اشکوں سے میں نے بجلی گرائی جہان میں
سوزِ دروں سے پھونک دی ہستی جہان میں　　نالوں سے میں نے آگ لگا دی جہان میں
صیّاد جانتا تھا فقط مشتِ پر مجھے

---

[1] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہ لوں ترانیوں میں نہاں دلربائیاں
یہ طور سوزیوں میں چھپی رونمائیاں

یہ پردہ داریوں میں عیاں آشنائیاں
اللہ رے اُن کے جلوے کی حیرت فزائیاں

یہ حال ہے کہ کچھ نہیں آتا نظر مجھے

"مانا وہ خوش جمال ہے وہ ارجمند ہے"
"مانا وہ خود نگاہ وہ خلوت پسند ہے"

"ہر راہ اس کی بزم کی اس دل پہ بند ہے" [1]
مانا حریم ناز کا پایہ بلند ہے

لے جائے گا اُچھال کے دردِ جگر مجھے

جس کو ادائے حُسن کا انداز ہو سپرد
رنگِ مجازِ حُسن کا اعجاز ہو سپرد

بوئے وفائے حُسن کی پرواز ہو سپرد
ایسا کہ بتکدے کا جسے راز ہو سپرد

اہلِ حرم میں کوئی نہ آیا نظر مجھے

کیا مستی و سرور ہے کیا رنج اور ملال
کیا سوز و سازِ عشق ہے کیا نغمۂ جمال

کیا ہے عذابِ ہوش و خرد کیا نشاطِ حال [2]
کیا دردِ ہجر اور یہ کیا لذّتِ وصال

اس سے بھی کچھ بلند ملی ہے نظر مجھے

ناز و ادائے حُسن میں گم گشتہ ہیں وہ یوں
جلسے کہ اُن پہ کر دیا آئینے نے فسوں

حیراں ہوں عرضِ حسن کماحقہٗ ہوں کیا کہوں
مستِ شباب وہ ہیں میں سرشارِ عشق ہوں

میری خبر اُنہیں ہے نہ اُن کی خبر مجھے

---

[1] رعنا۔

[2] رعنا نے اس خیال کو یوں حسنِ بیان عطا کیا ہے۔

کیا مستیٔ نشاط ہے کیا کلفتِ ملال
کیا شعلہ زارِ عشق ہے کیا گلشنِ جمال

کیا دوزخِ شعور ہے کیا ہے بہشتِ حال

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جب اصل سوزِ درد و مسرت کی ایک ہے ۔۔۔ جب اصل سازِ حسن و محبت کی ایک ہے
جب اصل نقشِ کثرت و وحدت کی ایک ہے ۔۔۔ جب اصل اس مجاز و حقیقت کی ایک ہے
پھر کیوں کھِچا رہے ہیں اِدھر سے اُدھر مجھے

دل میں اُن کے جتنی آئی مجھ پہ سب بیداد کی ۔۔۔ میں نے لیکن ہر ستم پر اُن کی شفقت یاد کی
اس پہ بھی جب یہ کہا ہمّت کہاں فرہاد کی ۔۔۔ سامنے اُن کے تڑپ کر اس طرح فریاد کی
میں نے پوری شکل دکھلا دی دلِ ناشاد کی

کوئی گنجائش نہیں ہے نالہ و فریاد کی ۔۔۔ اب جنونِ قیس مجھ میں ہے نہ ضدِ فرہاد کی
اک لگاوٹ پھر بھی باقی ہے کسی کی یاد کی ۔۔۔ اب یہی ہے وجہِ تسکیں خاطرِ ناشاد کی
زندگی میں نے دیارِ حُسن میں برباد کی

عقلِ نکتہ چیں تجھے سمجھے یہ ممکن ہی نہیں ۔۔۔ چشمِ صورت بیں میں مشکل ہو کہ ہو تم جاگزیں
لن ترانی کا نہ آیا شوقِ جلوہ کو یقیں ۔۔۔ ہوش پر بجلی گری، آنکھیں بھی خیرہ ہو گئیں
تم تو کیا تھے اک چمک سی تھی تمہاری یاد کی

ہو گیا منصور تو خاموش آخر دار پر ۔۔۔ پر تڑپ اُٹھے زمین و آسماں شام و سحر
آشنا دردِ محبت سے ہوئے جن و بشر ۔۔۔ چل دیا مجنوں تو صحرا سے کسی جانب مگر
اک صدا گونجی ہوئی ہے نالہ و فریاد کی

بجلیاں چمکیں فضا میں جلوۂ پرواز سے ۔۔۔ صحنِ گلشن میں لگا دی آگ سوز و ساز سے
پھونک ڈالا آشیاں کو شعلۂ آواز سے ۔۔۔ نغمۂ پُر درد چھیڑا میں نے اس انداز سے
خود بخود مجھ پر نظر پڑنے لگی صیاد کی

رہ گیا دب کر جو دل میں داغِ الفت بن گیا ۔۔۔ نالۂ غم لب پہ آہنگِ محبت بن گیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سر تک آ پہنچا تو اک طوفانِ وحشت بن گیا — دل ہوا مجبور جس دم اشکِ حسرت بن گیا
روح جب تڑپی تو صورت بن گئی فریاد کی

کیا کمالِ عشق میں عرضِ تمنّا کا گذر — کیا جمالِ پاک میں شوقِ تمنّا کا گذر
جلوۂ وحدت میں کیا انوارِ پرزا کا گذر [1] — اس حریمِ قدس میں کیا لفظ و معنیٰ کا گذر
پھر بھی سب باتیں پہنچتی ہیں لبِ فریاد کی

چشمِ خوابیدہ میں اُن کی چمکے انوارِ سحر — سرخیِ لب ہو گئی رنگِ حیا سے سُرخ تر
اک نیا فتنہ کیا پیدا میں نے خود ہی جلوہ گر — تمتما اُٹھے وہ عارض میرے عرضِ شوق پر
حسن جاگ اٹھا وہیں جب عشق نے فریاد کی

صحنِ تنگِ گلستاں میں اب کہاں رکھا ہے چین — رنگ و بوئے غنچۂ تر گل میں کہاں دل کا ہے چین
حلقۂ دامِ فنا میں اب تجلّی پا رہا ہے چین — آشیاں میں اب کسی صورت نہیں پڑتا ہے چین
تھی نظر تاثیر میں ڈوبی ہوئی صیّاد کی

جو ناوکِ نگہہِ ناز دل کے پار ہوا — علاجِ دردِ ہوا باعثِ قرار ہوا
شگفتہ زخمِ محبت نشاطِ بار ہوا — یہ کیا کہا کہ غمِ عشق ناگوار ہوا
مجھے تو جرعۂ تلخ اور سازگار ہوا

وہ خاکِ عشق و محبت کا ذرّۂ ناچیز — دلِ حزیں کہ بظاہر ہے کاسۂ ناچیز

---

[1] رعنا نے یوں بدل کر لکھا ہے:
کیا حضورِ عشق میں عرضِ تمنّا کا گذر — کیا بہشتِ عشق میں شوقِ تماشا کا گذر
کیا دلِ یوسف میں اس حسنِ زلیخا کا گذر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اسی میں گُم تھا دو عالم کا عرصۂ ناچیز
سرشکِ شوق کا وہ ایک قطرۂ ناچیز
اُچھالنا تھا کہ اک بحرِ بے کنار ہوا

جھلک ہر ایک نظر میں ہے وحشتِ دل کی
ہر ایک سانس میں ہے نقشِ حشرِ بے تابی
ہے منعکس رُخِ رنگیں پہ سوزِ پنہانی
ادائے عشق کی تصویر کھنچ گئی پوری
وفورِ جوش سے یوں حسن بے قرار ہوا

سکھا کے سب مجھے اندازِ مے کشی اُس نے
کیے ہیں بند ابھی مجھ پہ حال کے رستے
میں عقل و ہوش سے گزرا مگر نہ اپنے سے
بہت لطیف اشارے تھے چشمِ ساقی کے
نہ میں ہوا کبھی بے خود نہ ہوشیار ہوا

"فضائے نور و تجلّی، فضائے برہم میں"
"مقامِ لالہ و گُل میں، مقامِ شبنم میں"
"بہشتِ عارض و لب خلدِ نکہتِ دم میں" ؎
لئے پھری نگہہِ شوق سارے عالم میں
بہت ہی جلوۂ حسن آج بے قرار ہوا

یہ حال کیا ہے کہ کچھ بھی نہیں مجھے معلوم
دل و دماغ ہیں ہوش و شعور سے محروم
بس ایک جلوۂ عریاں ہے پاک اور معصوم
جہاں بھی میری نگاہوں سے ہو چلا معدوم
ارے برا غضب اے چشمِ سحر کار ہوا

جمالِ یار سے پھوٹے جو نور کے چشمے
ہوئے جو پردۂ ہستی پہ ضو فشاں جلوے
دل و جگر مرے قربان بار بار ہوئے
مری نگاہوں نے جھک جھک کے کر دیے سجدے
جہاں جہاں سے تقاضائے حسنِ یار ہوا

؎ میں نے یہی خیال اور یہی قافیے (فضائے برہم، شبنم اور نکہت دم) باندھے تھے، لیکن رعنا نے ترکیب بدل کر اس بند کو اپنا لیا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہر شعاعِ شوق کو مہرِ درخشاں کر دیا — ہر نظر کو ہم نے اپنی شعلہ داماں کر دیا
چشمِ حیراں کو بالآخر طُور ساماں کر دیا لہ — ذوقِ سرمستی کو محوِ روئے جاناں کر دیا
کفر کو اس طرح چمکایا کہ ایماں کر دیا

"ہر نظر کو اک شعاعِ مہرِ تاباں کر دیا" — "ہر نفس کو ایک برقِ شعلہ افشاں کر دیا"
دل کے ہر گوشے کو میرے طُور ساماں کر دیا — تو نے یہ اعجاز کیا اے سوزِ پنہاں کر دیا
اس طرح پھونکا کہ آخر جسم کو جاں کر دیا

جس پہ حرفِ گفتگو نے ڈال رکھے تھے حجاب — جس پہ عکسِ آرزو نے ڈال رکھے تھے حجاب
جس پہ شوقِ رنگ و بو نے ڈال رکھے تھے حجاب — جس پہ میری جستجو نے ڈال رکھے تھے حجاب
بے خودی نے اب اسے محسوس و عریاں کر دیا

مدعا کہنا کجا اس اضطرابِ شوق میں — رہ گئی لب پر دعا اس اضطرابِ شوق میں
سجدہ کب ہوتا ادا اس اضطرابِ شوق میں — کچھ نہ ہم سے ہو سکا اس اضطرابِ شوق میں
اُن کے دامن کو مگر اپنا گریباں کر دیا

ہے تمہارے دم سے میری زندگی میں تازگی — میری آنکھوں میں تمہارے حسن کی ہے روشنی
ہے دل و جاں میں تمہاری یادِ رنگیں سے خوشی لہ — گو نہیں رہتا کبھی پردے میں رازِ عاشقی
تم نے چھپ کر اور بھی اس کو نمایاں کر دیا

لہ رعنا نے اس بند کو یوں بدل کر لکھا ہے۔ میں نے ان مصرعوں کو دوسرے شعر کی تضمین میں شامل کر لیا ہے:

ہر نظر کو اک شعاعِ مہرِ تاباں کر دیا — ہر نفس کو موجِ تسنیمِ بہاراں کر دیا
دل کی ہر دھڑکن کو برقِ طورِ عرفاں کر دیا — (فٹ نوٹ لہ اگلے صفحہ پر دیکھیے)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہو چکے طے عاشقی کی راہ کے سب مرحلے — پوج ڈالے بت، ادا سجدے حرم میں بھی کئے
آ گئے وہ دن کہ دل سے تیرے مٹ گئے سب فاصلے — رکھ دیے دیر و حرم سر مارنے کے واسطے
بندگی کو بے نیازِ کفر و ایماں کر دیا

روئے زیبا پر شعاعِ عشق سے چمکی حیا — نرگسی آنکھوں میں چمکی صبحِ الفت کی ضیا
غنچۂ لب کو کھلا آئی محبت کی صبا ۲؎ — عارضِ نازک پہ اُن کے رنگ سا کچھ آ گیا
ان گلوں کو سینچ کر ہم نے گلستاں کر دیا

عیش و راحت کے یہ ان اجزا کو اصغر کیا کہوں — رقصِ جام و مستیِ صہبا کو اصغر کیا کہوں
رنگ و بوئے سبزۂ نو خیز کو اصغر کیا کہوں ۴؎ — ان بتوں کی صورتِ زیبا کو اصغر کیا کہوں
پر خدا نے [illegible] ناکامی مسلماں کر دیا

۲؎ (بقیہ صفحہ ۹۱) رعنا نے "چھپ کر اور بھی عریاں" کرنے کی وضاحت اس طرح کی ہے:

پھولوں کے پردے میں رہ سکتی نہیں خوشبو کبھی — ابر سے آتی ہے چھن چھن کر قمر کی روشنی
ہو کے رہتی ہے عیاں چہرے سے دل کی بے کلی

۳؎ رعنا نے اس بند کو یوں بدل کر لکھا ہے:

مل گئی جیسے کلی کو مسکرانے کی ادا — قالبِ شوخی میں جیسے ڈھل گیا رنگِ حیا
دفعتاً جیسے چراغِ آرزو لو دے اٹھا

۴؎ رعنا صاحب نے اس شعر کے خیال کو سچی عارضی سطح پر لا کر یوں تغزل کا خوبصورت رنگ دیا ہے:

عارضوں کے ساغر و مینا کو اصغر کیا کہوں — انکھڑیوں کی کیف زا صہبا کو اصغر کیا کہوں
گیسوؤں کے سایۂ رعنا کو اصغر کیا کہوں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دیکھتے دیکھتے اُسے آئینۂ مجاز میں — محو ہوں یوں تو عشق میں غرق ہو لیوں تو ناز میں
نہ رہے عکسِ نقش تک دیدۂ امتیاز میں [1] — ہوش کسی کا بھی نہ رکھ جلوہ گہِ نماز میں

بلکہ خدا کو بھول جا سجدۂ بے نیاز میں

صبحِ ازل کا نور ہے اس کی جبینِ ناز میں — رنگِ نیاز کی چمک روئے بہارِ ناز میں
بوئے مسرتِ حیات زلفِ فسوں طراز میں — رازِ نشاطِ خلد ہے خندۂ دل نواز میں

غیب و شہود کے رموز نرگسِ نیم باز میں

حلقۂ گیسوئے سیہ رُخ سے جو اس کے کچھ ہٹا — اس کی نگاہِ ناز سے خاص پیام جو ملا
میرے دل و دماغ میں حشر سا ہو گیا بپا — آج تو اضطرابِ شوق حد سے سوا گزر گیا

اور بھی جان پڑ گئی عشوۂ جاں گداز میں

میری جبینِ شوق میں نور ہے کس کا کیا کہوں — سمجھے گا کون اصل بات کتنی ہی برملا کہوں
پھر سے کلیم و طور کا چرچا ہو تو ماجرا کہوں — اس سے زیادہ اور کیا شوخیٔ نقشِ پا کہوں

برق سی اک چمک گئی آج سرِ نیاز میں

شعلہ بنی ہے ہر نظر آگ ہی آگ ہے نصفا — مٹ گیا عالمِ نمو پیدا ہے عالمِ فنا
نورِ احد ہے موجزن اس کے سوا نہ کچھ رہا — آتشِ گل سے ہر طرف دشت و چمن دہک اُٹھا

ایک شرارِ طور ہے خلوتیانِ راز میں

---

[1] ان مصرعوں کے ساتھ یہ مصرعے بھی وجود میں آئے

پردہ نہ ہو نہ تار ہو کلمۂ لا کے ساز میں — معنی نہ ہو نہ لفظ ہو نغمۂ جاں گداز میں
موت کا بھی گزر نہ ہو زیر و بمِ مجاز میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

زیر و زبر بھی سوخت ہے دور و قریں بھی سوخت ہے
شعلہ بسر ہے آسماں خاکِ زمیں بھی سوخت ہے

فکر و نظر بھی سوخت ہے کفر و یقیں بھی سوخت ہے
ہوش و خرد کے ساتھ ساتھ جانِ حزیں بھی سوخت ہے

آگ سی ہے بھری ہوئی سینۂ نے نواز میں

عرصۂ دہر کچھ نہیں، ایک ادائے شوخ ہے
غلغلۂ دہر کچھ نہیں، ایک ادائے شوخ ہے

جلوۂ دہر کچھ نہیں، ایک ادائے شوخ ہے
پردۂ دہر کچھ نہیں، ایک ادائے شوخ ہے

خاک اٹھا کے ڈال دی دیدۂ امتیاز میں

عیش و طرب پہ ختم ہے تیری تمام آرزو
"مانگتا ہے مگر کچھ اور تیرا یہ شوقِ جستجو"[1]

تو نہیں جانتا کہ کیا اصل میں چاہتا ہے تو
اے دلِ شوخ و حیلہ جو زیرِ کمینِ رنگ و بو

طائرِ قدس کو بھی لے دامگۂ مجاز میں

نغمۂ سازِ عشق ہے ورنہ صدائے حسن کیا
حسن ہے عشق کا جواب ورنہ بنائے حسن کیا

جلوہ ہے شوخیٔ نظر ورنہ عطائے حسن کیا
سب ہے ادائے بیخودی ورنہ ادائے حسن کیا

ہوش کا جب گزر نہیں اس کی حریمِ ناز میں

امتحانِ تابِ نظر کا اسے منظور ہے آج ---
حسن یا جلوہ فگن کی عریانی پہ مجبور ہے آج

ذرے تاباں ہیں فضا نور سے معمور ہے آج
جو شجر باغ میں ہے وہ شجرِ طور ہے آج

پتے پتے میں جو دیکھا تو وہی نور ہے آج

وہ جو تھی شدتِ احساس وہ بھرپور ہے آج
جسم بھی شعلگیٔ خون سے بھرپور ہے آج

۱؎ رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مست و حیراں تھی جو وہ آنکھ کبھی مخمور ہے آج ۱   شورشِ دل جو وہ ہوتی تھی بدستور ہے آج

نہیں معلوم وہ نزدیک ہے یا دور ہے آج

سامنے آیا نہیں گو چمن آرائے بہار   ہر نظر میں ہے مگر حُسن تجلّائے بہار

ہر روش پر ہے یہاں منظرِ اجزائے بہار ۲   فصلِ گل، جوشِ نمو، طلعتِ زیبائے بہار

عرضِ دیدار بیک جلوۂ مستور ہے آج

گرمی خون میں، میں نے نہیں پایا جس کو   سوزِ انفاس میں، میں نے نہیں سمجھا جس کو

شعلۂ جاں میں نہیں دیکھا سراپا جس کو ۳   میں نے خاکسترِ دل میں نہیں دیکھا جس کو

وہی ذرّہ تو ہے جو برقِ سرِ طور ہے آج

آج تک جس کو چھپا رکھا تھا سینے میں کہیں   تاب لا سکتے نہیں جس کی دو عالم کے مکیں

جلوۂ حق وہ ہوا چاہتا ہے شورِ یقیں   نہیں معلوم یہاں دار و رسن ہے کہ نہیں

خون میں گرمیِ ہنگامۂ منصور ہے آج

---

۱ اس شعر کی تضمین یوں بھی ہوئی:

شدّتِ شوق جو تھی دل کی بدستور ہے آج   تشنگی خون میں جو تھی وہ بھی بدستور ہے آج

چشمِ حیراں کی وہ حیرانی بدستور ہے آج

۲ یہ قافیے جگر مرادآبادی سے لیے ہیں۔

۳ اس شعر کی تضمین یوں بھی ہوئی:

میں نے انوارِ مہ و مہر میں ڈھونڈا جس کو   حسن کے جلوۂ جاں سوز میں چاہا جس کو

پرزۂ آتش کدۂ مہر میں پایا جس کو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جس سے غمِ آتشِ سیال بنا تھا میرا | جس سے جل اٹھا تھا اشکوں کا مرے سرمایا
"جس سے سینے میں مرے ایک قیامت تھی بپا"[1] | جس سے کل تک دلِ بیتاب پھنکا جاتا تھا
اسی شعلہ کو جو دیکھا تو سرِ طور ہے آج

پائی ہے خبر سب کی مری بے خبری نے | جلووں کو سمیٹا ہے مری دیدہ وری نے
دیکھا جو چھپا پایا تھا تری فتنہ گری نے | سب گھیر لیا جلوۂ حسنِ بشری نے
پایا ہے سرِ عرش بھی سیرِ نظری نے

وہ عظمتِ بیچارگیٔ دل کو نہ سمجھا | وہ رونقِ ویرانیٔ محفل کو نہ سمجھا
وہ بے سروسامانیٔ حاصل کو نہ سمجھا | اُفتادگیٔ راہ کی منزل کو نہ سمجھا
آخر نہ دیا ساتھ مرا ہمسفری نے

خوابیدہ بصیرت کو جگایا ہے تڑپ کر | انوار کو آنکھوں میں بسایا ہے تڑپ کر
عریانیٔ نظارہ کو پایا ہے تڑپ کر | کس شان سے پردے کو ہٹایا ہے تڑپ کر
ناکامیٔ پُر دردِ حجابِ بشری نے

اس فکر و نظر پر ہے ابھی جہل کا پردا | نے علم نے پایا ہے نہ عرفان نے دیکھا
انوارِ حقیقت کا جہاں سوز تماشا | اس جلوۂ بے کیف سے محروم ہی رکھا
کمبخت کبھی ہوش کبھی بے خبری نے

---

[1] ؎ غالبؔ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حُسنِ تخیلِ قدِ رعنا لئے ہوئے
رنگِ تصورِ رُخِ زیبا لئے ہوئے
نُورِ مہِ جبینِ کشادہ لئے ہوئے [1]
آنکھوں میں تیری بزم تماشا لئے ہوئے
جنت میں بھی ہوں جنتِ دنیا لئے ہوئے

طوفاں سکونِ دل میں مچلتا لئے ہوئے
خاموشیوں میں شورِ سراپا لئے ہوئے
ہوش و خرد میں عشق کا سودا لئے ہوئے [2]
پاسِ ادب میں جوشِ تمنا لئے ہوئے
یں بھی ہوں اک حباب میں دریا لئے ہوئے

"شبنم کہیں، کہیں پہ ہے خورشیدِ شعلہ بار
انجم کہیں، کہیں پہ گل و لالہ کی بہار
قوسِ قزح کہیں پہ کہیں پر ہے آبشار" [3]
کس طرح حسنِ دوست ہے بے پردہ آشکار
صدہا حجابِ صورت و معنیٰ لئے ہوئے

مجھ کو ہے تیرے وعدۂ فردا کا اعتبار
ہنگامۂ جمال کا کرتا ہوں انتظار
دیکھیں کب آفتابِ تجلی ہو شعلہ بار
ہے آرزو کہ آئے قیامت ہزار بار
فتنہ طرازیٔ قدِ رعنا لئے ہوئے

---

[1] اس شعر کی تضمین یوں بھی ہوئی:
سر میں تخیلِ قدِ رعنا لئے ہوئے
دِل میں تصورِ رُخِ زیبا لئے ہوئے
یادِ بہارِ تازہ بہ تازہ لئے ہوئے

[2] رعنا نے اسے ایک اور رنگ اس طرح دیا ہے:
دل میں قیامتِ غمِ دنیا لئے ہوئے
آنکھوں میں حسرتِ مے ومینا لئے ہوئے
سر میں جنونِ عشق کا سودا لئے ہوئے

[3] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سینہ فگار و چاکِ گریباں غبارِ قیس — دشتِ جنونِ عشق میں حیراں غبارِ قیس
محرومِ دیدِ جلوۂ جاناں غبارِ قیس — طوفانِ ناز اور پریشاں غبارِ قیس

شانِ نیاز محملِ لیلیٰ لیے ہوئے

مائل بہ لطف ہے ستمِ ایجاد پھر کہیں — لگتی ہے مسکرا رہی ہے چشمِ خشمگیں
کچھ بے رخی میں پیدا ادائیں ہیں دلنشیں — پھر دل میں التفات ہوا ان کے جاگزیں

اک طرزِ خاص رنجشِ بیجا لیے ہوئے

دریائے نور ان کی جبیں پر ہوا رواں — آنکھوں میں ان کی ناچ اٹھیں دل کی مستیاں
خاموشیاں ہوئیں ہیں ترنم کی ترجماں — پھر ان لبوں پہ موجِ تبسم ہوئی عیاں

سامانِ جوشِ رقصِ تمنا لیے ہوئے

ادراکِ راز بھی ہے بس اک پردہ راز کا — عرفاں بھی ہے بس آگہیٔ "لا" کی ابتدا
جلوہ بھی ہے طلسمِ نظر سحرِ خوشنما ؎ — صوفی کو ہے مشاہدۂ حق کا ادعا

صدہا حجابِ دیدۂ بینا لیے ہوئے

میخانۂ حیات میں کم ہیں وہ من چلے — پیتے ہیں پے بہ پے جو لبِ اس چشمِ مست سے
صدہا اک آدھ جام ہی کی تاب لا سکے — صدہا یہاں تو مے سے بھی محروم رہ گئے

یہ امتیازِ ساغر و مینا لیے ہوئے

؎ رعنا نے اسے یوں بدل کر لکھا ہے:

آغاز کی خبر ہے نہ انجام کا پتا — ہوش ہوا ہے اور نہ کچھ ہوشِ ماسوا
آنکھوں پہ ہے پڑا ہوا پردہ مجاز کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دنیا میں کیا ہے ذکرِ کم و بیش بار بار　　صبح و مسا ہے، سود و زیاں کا یہاں شمار
دانستہ کی ہے، بادیہ پیمائی اختیار　　مجھ کو نہیں ہے تابِ خلش ہائے روزگار
دل ہے نزاکتِ غمِ لیلےٰ لئے ہوئے

تو نغمگی یہ صورتِ معنیٰ سے ہے گریز　　تو آگہی یہ بندشِ عقلی سے ہے گریز
معنیٰ ہے تو یہ صورتِ لفظی سے ہے گریز　　تو برقِ حسن اور تجلّی سے ہے گریز
میں خاک اور شوقِ تماشا لئے ہوئے

کوئی نہیں ہے اپنا جہاں میں ترے سوا　　اب تو قبول کر لی ہے دل سے تری رضا[۵]
قدموں کا تیرے لے ہی لیا اب تو آسرا　　افتادگانِ عشق نے سر اب تو رکھ دیا
اٹھیں گے بھی تو نقشِ سراپا لئے ہوئے

دل میں ہے کون کیف فزا جز خیالِ دوست　　آنکھوں میں کیا ہے جلوہ نما جز خیالِ دوست
لب پر ہے کون نغمہ سرا جز خیالِ دوست　　رگ رگ میں اور کچھ نہ رہا جز خیالِ دوست
اس شوخ کو ہوں آج سراپا لئے ہوئے

لب تشنہ اور مے سے ہے ساغر بھرا ہوا　　"لیکن جنونِ عقل و خرد ہے بُری بلا"[۶]
اک کشمکش سی ذہنِ پریشاں میں ہے بپا　　دل مبتلا و مائلِ تمکین اتقا
جامِ شرابِ نرگسِ رسوا لئے ہوئے

ہے باعثِ شکیب و سکوں گریۂ شبی　　دردِ فراق میں ہے نہاں وصل کی خوشی

---

۵ "اب تو مری رضا کا ہے حاصل تری رضا" رعناؔ
۶ رعناؔ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہے رنج و غم میں روحِ مسرت چھپی ہوئی　　سرمایۂ حیات ہے حرمانِ عاشقی
ہے ساتھ ایک صورتِ زیبا لئے ہوئے

شوقِ سفر میں گزرا ہوں منزل سے بار بار　　طوفانِ آرزو میں رہا غافل از کنار
جوشِ جنوں کا کیا کرے اب کوئی اعتبار　　جوشِ جنوں میں چھوٹ گیا آستانِ یار
روئے ہیں منہ پہ دامنِ صحرا لئے ہوئے

محسوس ہو رہا ہے کہ دل پھر ہے شاد شاد　　ایسا دکھائی دیتا ہے بر آئی پھر مراد
پھر آج فیضِ حسنِ تصور ہوا زیاد　　اصغرؔ ہجومِ دردِ غریبی میں اس کی یاد
آئی ہے اک طلسمِ تمنا لئے ہوئے

نغمگی بھی ہے محبت نالہ و فریاد بھی　　یہ ستم بھی ہے، کرم بھی، لطف بھی، بیداد بھی
زندگی ہے اُس کے دم سے شاد بھی ناشاد بھی　　ہے دلِ ناکام عاشق میں تمہاری یاد بھی
یہ بھی کیا گھر ہے کہ ہے برباد بھی آباد بھی

اپنی بربادی کا یوں تو مجھ کو اتنا غم نہیں　　خانہ ویرانی کا اپنی اب وہ پہلا غم نہیں
غم تو یہ ہے پاس میرے اب تمہارا غم نہیں　　دل کے مٹنے کا مجھے کچھ اور ایسا غم نہیں
ہاں مگر اتنا کہ ہے اس میں تمہاری یاد بھی

شدتِ غم بڑھتے بڑھتے نغمگی میں ڈھل گئی　　زخمہائے دل سے آئی روح میں اک تازگی
سوزِ دردِ ہجر سے پیدا ہوئی ہے سرخوشی [1]　　کس کو یہ سمجھائیے نیرنگِ کارِ عاشقی

---

[1] اگر عشق ابھی تکمیل تک نہیں پہنچا تو "نیرنگِ کارِ عاشقی" کا ایک مقام مقامِ ضبط بھی ہو سکتا ہے:

زخمِ دل تازہ ہیں اب بھی درد ہے قائم ابھی　　شدتِ غم میں مری آئی نہیں کوئی کمی
اُس کے ایما سے بدل ڈالا ہے طرزِ زندگی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تھم گئے اشکِ مسلسل رُک گئی فریاد بھی

سوزِ الفت ضبط کا انداز بن کر رہ گیا نالۂ فرقت سکوتِ ساز بن کر رہ گیا
شورِ دل اک لفظِ بے آواز بن کر رہ گیا سینے میں دردِ محبت راز بن کر رہ گیا

اب وہ حالت ہے کہ کر سکتے نہیں فریاد بھی

ہے جنوں جانباز میرا، میری وحشت جامہ در تیری خاطر ضبط کرتا ہوں مگر شام و سحر
بھول کر بھی شوقِ دل حد سے گزر جائے اگر پھاڑ ڈالوں گا گریباں پھوڑ ڈالوں اپنا سر

ہے مرے آفت کدے میں قیس بھی فرہاد بھی

غرقِ غم ہوں پھر بھی پیدا ہے مرے دل میں خوشی میرے نالوں میں ہیں مضمر عیشِ زیست کے نغمات بھی
میرے اشکوں میں ہیں نشاطِ روح کی ہر روشنی کچھ تو اصغر مجھ میں ہے قائم ہے جس سے زندگی

جان بھی کہتے ہیں جس کو اور اُن کی یاد بھی

تقدیسِ حرم ہو یا تنویرِ صنم خانہ ایمان کی عظمت ہو یا شان ہو کفرانہ
وہ بھی اک افسانہ یہ بھی ہے اک افسانہ سرگرمِ تجلی ہو اے جلوۂ جانانہ

اُڑ جائے دھواں بن کر کعبہ ہو کہ بت خانہ

تو بندِ دو عالم سے بیگانہ ہو بیگانہ دونوں سے گزر جا تو آزادو فقیرانہ
تیرا نہ یہ مسکن ہے تیرا نہ وہ کاشانہ یہ دین وہ دنیا ہے یہ کعبہ وہ بت خانہ

اک اور قدم بڑھ کر اے ہمتِ مردانہ

"تو نغمۂ لاہوتی تو چشمۂ سرمستی" "تو جانِ محبت کی تو روحِ مسرت کی"
"قائم ہے ترے دم سے یہ عالمِ سرشاری"[1] قربان ترے میکش ہاں اے نگہہ ساقی

---

[1] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تصورِ مستی ہے تو معنیٔ مے خانہ

سینے سے لگائے ہے وہ شعلۂ عریاں کو
حاصل نہیں کیا جلوہ اس سوختہ ساماں کو
پایا نہیں کیا اس نے حسنِ مہ تاباں کو
اب تک نہیں دیکھا کیا اس رُخِ خنداں کو

اک تارِ شعاعی سے اُلجھا ہے جو پروانہ

خود سے نہ گزر پائی جاں سوزیٔ حسنِ شمع
جلتی ہی رہی شب بھر مجبوریٔ حسنِ شمع
پروانے نے اپنالی تابانیٔ حسنِ شمع
مانا کہ بہت کچھ ہے یہ گرمیٔ حسنِ شمع

اس سے بھی زیادہ ہے سوزِ غمِ پروانہ

پی کر تری آنکھوں سے میں تازہ بتازہ مے
کرتا ہوں نئی منزل یوں لمحہ بہ لمحہ طے
حیرت میں فرشتے ہیں یہ آدمی ہے کیا شے
زاہد کو تعجب ہے صوفی کو تحیر ہے

صد رشکِ طریقت ہے اک لغزشِ مستانہ

یہ حسن یہ رنگینی یہ جدتِ نظارہ
افسونِ تماشا ہے یا آنکھ کا اک دھوکا
دیکھو تو تجلی ہے سوچو تو فقط سایا
اک قطرۂ شبنم پر خورشید ہے عکس آرا

یہ نیستی و ہستی افسانہ ہے افسانہ

سب رنگ اسی میں ہیں رعنائیٔ جاناں کے
انوار ہیں پوشیدہ اس میں رُخِ تاباں کے
سب اس میں شرارے ہیں انفاسِ فروزاں کے
انداز ہیں جذب اس میں سب شمعِ شبستاں کے

اک حسن کی دنیا ہے خاکسترِ پروانہ

تیرا خیال شورشِ طوفانِ آرزو
تیرا جمال نورِ درخشانِ آرزو
تیری ادا ہے شعلۂ تابانِ آرزو
ہر جنبشِ نگاہ تری جانِ آرزو

موجِ خرامِ ناز ہے ایمانِ آرزو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جوشِ شباب کے ترے رنگین سلسلے　　نازک ادائیاں تری انداز سب ترے
شوخ و حسیں اشارے تری چشمِ ناز کے　　جلوے تمام حسن کے آکر سما گئے
اللہ رے یہ وسعتِ دامانِ آرزو

جلوہ ترا نہ عمر بھر حاصل مجھے ہوا　　محرومیوں کا بھی ہے اب احساس مٹ چلا
امیدِ وصل اب تو ہے موہوم خواب سا　　میں اک چراغِ کشتہ ہوں شامِ فراق کا
تو تو بہارِ صبحِ گلستانِ آرزو

"کیا یہ حجاب میرے تصور کا جال ہے"　　"کیا یہ جمال میری نظر کا جمال ہے"
"دل میں خلش سہی اور یہ لب پر سوال ہے" ؎　　اُس میں وہی ہیں یا مرا حسنِ خیال ہے
دیکھوں اٹھا کے پردۂ ایوانِ آرزو

سوزِ فراق میں بھی ہیں یادوں کی لذتیں　　راحت بدوش ہیں مرے اشکوں کی بارشیں
وابستگی یہ درد و مسرت کی کیا کہیں　　اک راز ہے تبسمِ غمناک ہجر میں
ہے اک طلسم گریۂ خندانِ آرزو

شاہد ہے اب کوئی نہ ہے مشہود اب کوئی　　غلطاں ہے اپنے نور میں احساسِ بیخودی
پہلی سی اب وہ شکل کہاں نورِ حسن کی　　اب طور پر وہ برقِ تجلی نہیں رہی
تھرا رہا ہے شعلۂ عریانِ آرزو

اس کے ستم نے مجھ کو نوازا کچھ اس طرح　　اس کی ادائے شوخ نے دیکھا کچھ اس طرح
اس کے سکوتِ لب نے پکارا کچھ اس طرح　　اس کی نگاہِ ناز نے چھیڑا کچھ اس طرح
اب تک اچھل رہی ہے رگِ جانِ آرزو

؎ رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہر دم مری نگاہ کو ہے جس کی جستجو — ہو پاس یا ہو دور وہ ہے میرے روبرو
ہر سانس میں ہے اس کے دمِ جانفزا کی بُو — اُس نوبہارِ ناز کی صورت کی ہو بہو
تصویر ایک ہے نہ دامانِ آرزو

یوں ہر دعا کو ہم نے رضا سے ملا لیا — فرقِ قبول و عرضِ دعا اب نہیں رہا
اُس کی رضا میں ہو گئی شامل مری رضا — چاہا جہاں سے منظرِ فطرت بدل دیا
ہے کل جہان تابعِ فرمانِ آرزو

تیری ادائے ناز تھی اک جنتِ دوام — سرچشمۂ نشاطِ نظر کا تری پیام
تسلیمِ نغمگی، لبِ خاموش کا کلام — کوثر کی موج تھی تری ہر جنبشِ خرام
شاداب ہو گیا چمنستانِ آرزو

یوں بیاں کیجیے پھر قصۂ حرماں کوئی — دو جہاں میں نہ رہے ہوش بداماں کوئی
نہ کہیں رازِ محبت رہے پنہاں کوئی — اس طرح چھیڑیے افسانۂ ہجراں کوئی
آج ثابت نظر آئے نہ گریباں کوئی

درد کا اس کے نہیں اب کہیں درماں کوئی — روئے جاناں کو کرے آج نمایاں کوئی
لاؤ لا سکتے ہو گر یاں گلِ خنداں کوئی — جانِ بلبل کا خزاں میں نہیں پرساں کوئی
اب چمن میں نہ رہا شعلۂ عریاں کوئی

حُسن عریاں و عیاں ہو تو ہے شعلہ افشاں — پسِ پردہ ہو تو تسکینِ دل و راحتِ جاں
خلدِ نظارہ باندازۂ پردہ ہے یہاں — بے محابا ہو اگر حسن تو وہ بات کہاں
چھپ کے جس شان سے ہوتا ہے نمایاں کوئی

غنچے غنچے کو کھلا آئی تھی گلشن میں صبا — ہر روش بن رہی تھی سبزہ گہِ غرقِ فنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ایک اک پھول کو لیکن میں وہاں چُنتا رہا　　خرمنِ گُل سے لپٹ کر وہیں مر جاتا تھا
اب کرے کیوں گلۂ تنگیٔ داماں کوئی

میرے نالوں کا اثر ان پہ ہوا کیا قاصد؟　　اُن کے دل تک بھی مرا درد ہے پہنچا قاصد؟
ذکر دکھ کا مرے کیا رنگ یہ لایا قاصد؟　　کیا مرے حال پہ سچ مچ انہیں دکھ تھا قاصد؟
تو نے دیکھا تھا ستارہ سرِ مژگاں کوئی

قیدِ ہستی میں تڑپتے نہیں بس ایک ہمیں　　دل نہیں کوئی یہاں غم سے جو معمور نہیں
اور نہیں آنکھ کوئی جو نہیں مغموم و حزیں　　اشکِ خونیں ہے کہیں نالۂ رنگیں ہے کہیں
ہر قفس میں اُتر آتا ہے گلستاں کوئی

ہے تماشائے حجابِ رُخِ زیبا خوں ریز　　حسنِ فطرت کا ہے اک ایک نظارہ خوں ریز
کیا کہے کوئی کہ خود جلوہ ہے کتنا خوں ریز　　پردۂ لالہ و گل بھی ہے بلا کا خوں ریز
اب زیادہ نہ کرے حسن کو عریاں کوئی

عکسِ تنویرِ خودی پہ ہو وہ جلوت بے خود　　جلوۂ حسنِ دوئی پہ ہو وہ جلوت بے خود
نقشِ زیبا پہ ہو بے رنگ حقیقت بے خود [1]　　اپنے انداز پہ ہو شاہدِ فطرت بے خود
رکھ دے آئینہ اگر دیدۂ حیراں کوئی

وسعتِ لطف کا اندازہ اُسے کیا معلوم　　دامنِ زہد ہے تنگ اس کا اُسے کیا معلوم

---

[1] رعنا نے شاہدِ فطرت کے انداز کی تفصیل یوں کی ہے:

عشوہ و ناز پہ ہو شاہدِ فطرت بے خود　　حسنِ دمساز پہ ہو شاہدِ فطرت بے خود
رنگِ اعجاز پہ ہو شاہدِ فطرت بے خود

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہے عبث کچھ اسے سمجھانا اُسے کیا معلوم [۱] کیا کرے زاہدِ بیچارا اُسے کیا معلوم
رحم کرتا ہے باندازۂ عصیاں کوئی

اب تڑپ روح میں باقی نہیں جینا کیسا شدتِ درد نہیں عشق کا دعوےٰ کیسا
جاں بآتش نہیں اب ذکرِ تماشا کیسا دل میں اک بوند لہو کی نہیں رونا کیسا
اب ٹپکتا نہیں آنکھوں سے گلستاں کوئی

اتنے محبوبِ خدا کو ہیں خودی کے جلوے اُٹھتے ہیں خاکِ بشر سے جو شرارے اُس کے
جھوم کر نورِ اَحد آتا ہے اُن کو لینے شعلۂ طور کو دیکھا ہے تواجد کرتے
شب کو جب رقص میں آجاتا ہے ارماں کوئی

اشکِ خوں میں ہے دلآویزی و شادابیٔ حُسن ہر گلِ زخمِ جگر جلوہ گہہِ شوخیٔ حُسن
شدتِ سوزِ دروں میں ہے شرر باریٔ حُسن دل کا ہر داغ ہے سرمایۂ رنگینیٔ حُسن
دیکھنا ہوگا اسی میں مہِ کنعاں کوئی

اس کو درماں کہوں یا دردِ دروں اے اصغر غم کا طوفاں کہوں یا موجِ سکوں اے اصغر
میں حقیقت کہوں اس کو کہ فسوں اے اصغر اب اسے ہوش کہوں یا کہ جنوں اے اصغر
مجھ کو ہر تار میں ملتا ہے گریباں کوئی

ہے مسرت ترا غم درد ترا راحت ہے تیرا ہر ظلم کرم، تیرا ستم برکت ہے

---

[۱] رعنا نے اس خیال کو یوں بلند کیا ہے:

'لذتِ ذوقِ گنہ سے ہے ابھی تک محروم یہ سمجھتا ہی نہیں رحمتِ حق کا مفہوم
ہر گنہگار ہے یزداں کی نظر میں معصوم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تیری بیداد عنایت ہے جفا نعمت ہے [1] تو وہ قاتل ہے کہ ہر وار ترا رحمت ہے
میں وہ زخمی ہوں کہ ہر زخم ہے اک تازہ علاج

تیرے اندازِ نمو سے ہیں بہاریں پیدا تیرے جلووں میں مگر میرا بھی ہے کچھ حصّہ
میں نہ ہوتا تو کہاں ہوتا یہ سب نظارہ چشمِ پُرشوق کو گو حسن سے پہنچی ہے ضیا
حسن کا رنگ بھی ہے ذوقِ نظر کا محتاج

ہر نفس جس پہ صبا لاتی تھی اک تازہ نکھار موج در موج جہاں نکہتیں اٹھتی تھیں ہزار
جس کی پُرنور فضائیں تھیں خوشی سے سرشار جس میں ہر روز نئے رنگ سے آتی تھی بہار
ہو گیا وہ چمنستانِ تمنّا تاراج

میں وہ مجنوں ہوں سفر ہر سحر و شام کروں منزلِ شوق نئی طے میں ہر اک گام کروں
کیوں تجھے لیلیٔ جاں موردِ الزام کروں فائدہ کیا کہ ترے عشق کو بدنام کروں
میں ازل ہی سے ہوں دل رفتہ و وارفتہ مزاج

جلوہ یہ ہے کہ نہ آنکھوں میں رہے اشکِ شرر نہ ہو احساسِ تغافل نہ کچھ اپنی ہو خبر
حرکتِ دل ہو نہ ہو گردشِ خورشید و قمر [2] انتہا دید کی یہ ہے کہ نہ کچھ آئے نظر

---

[1] رعنا نے اسے یوں حسنِ بیان بخشا ہے:
تیرا جو غم ہے وہ پیغام بر راحت ہے تیرا جو ظلم ہے وہ لطف کی اک جنت ہے
تیرا جو درد ہے تسکین کی اک نعمت ہے

[2] رعنا نے اسے یوں باندھا ہے، لیکن "دید کی انتہا" جلوے کے "غرقِ ظلمات" ہونے کے مترادف نہیں۔
غرقِ ظلمات میں ہوں انجم و خورشید و قمر ہو گئے روپوش رہے قافلۂ شام و سحر
کوئی دنیا کی خبر ہو نہ کوئی اپنی خبر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کیفِ بے رنگئ حیرت ہے نظر کی معراج

سحرِ پندار گیا ٹوٹ مرا اب کیا ہے — مٹ گیا حرفِ غلط معنیٰ ہی اب معنیٰ ہے
کوئی احساس نہیں جزو کا کل تنہا ہے — صاف کہتا ہے کہ میں کیا ہوں فقط دریا ہے
کس قدر شوخ ہے ہر قطرۂ منصور مزاج

شعلے ترے جلووں کے ملنگے تھے جو مستی میں — کچھ آگ نہیں بھڑکی اس دل ہی کی بستی میں
اک طور کا عالم ہے ہر رفعت و پستی میں — ہے آتشِ بیتابی کچھ خرمنِ ہستی میں
اک برقِ بلا بن کر تاثیرِ دعا آئی

گو فرشِ زمیں پر ہوں ہے عرشِ بریں اپنا — خاکی ہوں مگر دل میں ہے حسنِ جہاں آرا
روشن ہے نظر میری ہے فکرِ تجلی زا [۱] — ہنگامِ سیہ مستی یہ فکرِ فلک پیما
اک ایک ستارے کو آئینہ دکھا آئی

وہ شوخی و رعنائی یہ عجز و نیاز اپنا — وہ جوشِ شباب اس پر یہ شوقِ تجلی زا

---

[۱] اس شعر کی تضمین یوں بھی ہوئی:

ہوں بند تعلق میں زنجیرِ انا در پا — ہوتا ہے مگر سر میں ایسا بھی خلل پیدا
احساسِ خودی اپنا عالم پہ ہے چھا جاتا

رعنا نے اسے یوں باندھا:

ہر راز کے چہرے سے ہے اٹھتا ہوا پردا — اک جلووں کا ہنگامہ ہے چاروں طرف برپا
ہر لمحہ نظر میں ہے آباد نئی دنیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وہ رنگِ جمال اُس پر یہ حُسنِ نظر میرا ؎ۂ اُس عارضِ رنگیں پر عالم وہ نگاہوں کا
معلوم یہ ہوتا ہے پھولوں میں صبا آئی

ہے روئے سحر روشن اس رُخ کی تجلّی سے ہے رنگِ سحر ابھرا اس چشمِ شرابی سے
حرکت میں حیات آئی اس سرورِ روانی سے ؎ بیدار ہوا منظر اس مست خرامی سے
غنچوں کی کھُلی آنکھیں دامن کی ہوا آئی

سب اس رُخِ رنگیں ہی میں تو نہیں پیدا ہے عاشق کی نگاہوں میں بھی حسن چمکتا ہے
محمل ہی کے پردے میں پنہاں نہیں جلوہ ہے مجنوں کی نظر میں بھی شاید کوئی لیلیٰ ہے
اک ایک بگولے کو دیوانہ بنا آئی

محمل کی طرف بڑھتا دیکھا تو گیا، لیکن تا حدِ نظر مجنوں چلتا تو رہا، لیکن
کچھ دور سے مبہم سا نعرہ تو اُٹھا لیکن اک شورِ انا لیلےٰ خلقت نے سُنا، لیکن
پھر نجد کے صحرا سے کوئی نہ صدا آئی

نگہہِ شوق کو پھر طور بداماں کر دیں ــــ دل کو پھر نورِ تجلّی سے درخشاں کر دیں
سارے عالم کو پھر اک بار فروزاں کر دیں آج پھر حسنِ حقیقت کو نمایاں کر دیں
ظلمتِ کفر کو خالِ رُخِ جاناں کر دیں

؎ۂ رعنا نے "عارضِ رنگیں" کو یوں روشن کیا ہے:
کھلتا ہوا گلشن میں جیسے ہو گلِ رعنا جیسے گلِ رعنا پر کرنیں ہوں تجلّی زا
تابندہ سی وہ نکہت رقصندہ سا وہ جلوہ'

؎ رعنا نے "دنیا میں بہار آئی اس بُت کی جوانی سے" لکھا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شدّتِ درد سے احساس کو تاباں کر دیں
سوزِ ہجراں سے نمایاں رُخِ جاناں کر دیں
آتشِ شوق سے اس جسم کو بھی جاں کر دیں
نالۂ غم سے حقیقت کو نمایاں کر دیں
نَے کو اس طرح سے چھیڑیں کہ نیستاں کر دیں

آج پھر جذبِ محبت کو کریں جلوہ تاب
نگہِ شوق میں پیدا ہو تجلی کا جواب
ہر نظر دیدۂ حیراں کی ہو خورشید مآب
بند ہو آنکھ لئے منظرِ فطرت کا حجاب
لاؤ اک شاہدِ مستور کو عریاں کر دیں

پھونک دیں سوزِ غمِ دوست سے احساسِ خودی
شعلۂ آتشِ ہجراں سے جلا دیں دل بھی
خاک کر دیں تپشِ عشق سے ساری ہستی
نہ رہے نام نہ صورت نہ نشاں تک کوئی [1]
پھر اسی خاک کو خاکِ درِ جاناں کر دیں

"دیدنی لاکھ ہے گلہائے عقیدت کی بہار"
"دلکشا لاکھ ہے فردوسِ عبادت کی بہار"
"لاکھ گل بار سہی حسنِ ریاضت کی بہار" [2]
رحمتِ حق نے بہت دیکھ لی طاعت کی بہار
اب ذرا سامنے رعنائیِ عصیاں کر دیں

---

[1] رعنا نے اسے یوں باندھا ہے:

چھین لیں روح سے احساسِ خودی کی مستی
حسرتِ اوج ہے دل میں نہ درِ پستی
راکھ کا ڈھیر بنا دیں یہ جہاں یہ بستی

[2] میں نے رعنائیِ عصیاں کو یوں بیان کیا تھا:

اپنی آنکھوں میں ہے انوارِ محبت کی بہار
اپنے ہونٹوں پہ ہے نغماتِ مسرت کی بہار
اپنی ہر سانس میں خوشبوئے مروّت کی بہار

لیکن رعنا نے "طاعت کی بہار" کا نقشہ کھینچ کر اصغرؔ کے خیال کو بہتر واضح کیا ہے:

(باقی صـ ۱۱۱ پر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تو نے ہر صورتِ رنگیں کا کیا نظارہ — تو نے ہر شوخیٔ جلوہ کو جہاں میں دیکھا
تیری آنکھوں میں ہے ہر رنگِ جمالِ زیبا ۱؎ — لے لیا جائزۂ عالمِ ہستی سارا
اس پہ اب مُہر ترے دیدۂ حیراں کر دیں

نہ ہوا احساسِ خودی تو ترا چرچا ہی سہی ۲؎ — رفعتِ دار نہ حاصل ہو تو سجدہ ہی سہی ۳؎
غرقِ طوفاں جو نہ ہم ہوں تو کنارا ہی سہی — دیر کی راہ نہ ملتی ہو تو کعبہ ہی سہی
کفر جب کفر نہ بنتا ہو تو ایماں کر دیں

جسم و جاں، قلب و جگر، فکر و نظر کی شمعیں — پھر ترے حسنِ تصور سے درخشاں کر لیں
جتنی تاریکیاں ہستی کی ہیں لَو دے اُٹھیں — جانِ بے تاب پہ وہ چوٹ تری یاد کی دیں
نفسِ بازپسیں کو بھی فروزاں کر دیں

(بقیہ ص ۱۱ سے)

متبسم لبِ لعلیں پہ مسرت کی بہار — رنگ افشاں رُخِ روشن پہ محبت کی بہار
مشکبار ہر نفسِ مست سے راحت کی بہار

۱؎ رعنا نے عالمِ ہستی کا جائزہ یوں لیا ہے:

مہر و مہ، غنچہ و گل، بادہ و جام و مینا — تو نے دیکھا ہے ان آنکھوں سے جہاں میں کیا کیا
تیرے دل پر ہے عیاں رازِ جمالِ دنیا

۲؎ و ۳؎ رعنا نے ان مصرعوں کو یوں لکھا ہے:

کوئی منزل نہ ملے تو ترا جادہ ہی سہی
تیرا جلوہ نہ ملے تو ترا سجدہ ہی سہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

علمِ لطف و کرم آج بنے وجہِ نشاط ‎ ‎ شدّتِ ظلم و ستم آج بنے وجہِ نشاط
ہر فغانِ شبِ غم آج بنے وجہِ نشاط ‎ ‎ پھر ہر اک درد و الم آج بنے وجہِ نشاط
دل کے ہر داغ کو پھر شمعِ شبستاں کر دیں

حسن ہے عشق ہی کا اک اعجاز؟ ‎ ‎ عشق خود یا ہے حسن کا انداز؟
یا ہیں دونوں ہی عکسِ سحرِ مجاز؟ [له] ‎ ‎ نہ کھلے عقدہ ہائے ناز و نیاز
حسن بھی راز اور عشق بھی راز

گلشنِ حسنِ یار تک جائیں ‎ ‎ زندگی پُر بہار کر لائیں
دل میں ہیں ان گنت تمنائیں [له] ‎ ‎ بال و پر میں مگر کہاں پائیں
بوئے گل یعنی ہمّتِ پرواز

یہ خموشی یہ غم میں ڈوبی فضا ‎ ‎ کیا ہوا نغمۂ مسرّت زا
وہ ترنم وہ سوز سرتا پا ‎ ‎ سازِ دل کیا ہوا وہ ٹوٹا سا
ساری ہستی ہے گردش بر آواز

[له] میں نے اس خیال کو یوں بھی باندھا ہے:
حسنِ نغمہ ہے یا ہے پردۂ ساز؟ ‎ ‎ عشق کی یا ہے بازگشت آواز؟
خامشی کے ہیں دونوں یا انداز؟

[له] رعنا نے پہلے دو مصرعوں کو یوں بدل کر لکھا ہے:
"اُڑ کے ہم آسمان پر جائیں ‎ ‎ ماہ و انجم کو توڑ کر لائیں"
دل میں ہیں ان گنت تمنائیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

راحتِ فتنہ ہائے شوق نہ پوچھ — جلوتِ پردہ ہائے شوق نہ پوچھ
جنتِ جلوہ ہائے شوق نہ پوچھ — لذّتِ سجدہ ہائے شوق نہ پوچھ
ہائے وہ اتصالِ ناز و نیاز

ہاں اُٹھا تو نگاہِ حیرت کو — دیکھ اعجازِ حسنِ فطرت کو
خلدِ نظارۂ بصیرت کو[1] — دیکھ رعنائیِ حقیقت کو
عشق نے کھر دیا ہے رنگِ مجاز

آتشِ نغمہ ہے یہ سر تا پا — شعلۂ برقِ جاں ہے اس کی صدا
اس کے پردوں میں رازِ سوزِ فنا — سازِ ہستی کا جائزہ کیسا
تار کیا۔ دیکھ تار کی آواز

پاتا نہیں جو راحتِ زخمِ جگر کو میں --- پاتا نہیں جو جنتِ شوقِ نظر کو میں
پاتا نہیں جو دولتِ صد اشکِ تر کو میں — پاتا نہیں جو لذتِ آہِ سحر کو میں
پھر کیا کروں گا لے کے الٰہی اثر کو میں

طوفانِ غم بپا رگِ جاں کے قریب ہو — بے تابیٔ دوام جو دل کو نصیب ہو[2]
"ہر سانس ایک آفتِ نَو کی نقیب ہو"[3] — آشوب گاہِ حشر مجھے کیوں عجیب ہو
جب آج دیکھتا ہوں تری رہ گذر کو میں

---

[1] تیسرے مصرعے کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے "جلوۂ جانفزا کی جنت کو"۔

[2] رعنا نے "اک دردِ جاوداں جو جگر کو نصیب ہو" لکھا ہے۔

[3] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دیکھا اُسے کہ آئینہ اپنے جمال کا[۳] — پایا اُسے تو مجھ کو بھی اپنا پتہ ملا

ایسا بھی ایک جلوہ تھا اُس میں چھپا ہوا — "تنویرِ حسن میں بھی مرے عشق کی ضیا"[۴]

اُس رُخ پہ دیکھتا ہوں اب اپنی نظر کو میں

مرنا ترے خیال کی لذت میں ڈوبنا — جینا یہی ہے ہر گھڑی احساس ہو ترا

جینا بھی آگیا مجھے مرنا بھی آگیا — ہے زندگی و موت میں بس اتنا فاصلہ

پہچاننے لگا ہوں تمہاری نظر کو میں

اک آگ میرے دل میں لگا کر تو چل دیئے — "وہ اپنے رُخ سے پردہ اٹھا کر تو چل دیئے"

وہ شوخیوں سے جلوہ دکھا کر تو چل دیئے — "دیوانہ اور مجھ کو بنا کر تو چل دیئے"[۵]

اُن کی خبر کو جاؤں کہ اپنی خبر کو میں

"میرا ہر اک چراغِ فروزاں بجھا دیا" — "تسکینِ قلب و روح و نظر کو مٹا دیا"

آہوں نے میری خرمنِ ہستی جلا دیا — "ہر اک نفس میں موت کا اک نشتر اٹھا دیا"[۶]

کیا منہ دکھاؤں گا تری برقِ نظر کو میں

یہ موت کا سکوت ہے وہ شورشِ بقا — مستی و خواب میں ہے دو عالم کا فاصلہ

۳ے رعنا ۴ے مجازی رنگ میں اس شعر کی تضمین یوں ہوئی:

اس کی جبیں میں جذب مرے عشق کی ضیا — اس کی نظر نظر میں درخشاں مری وفا

"اُس کے لبوں پہ رنگ مری آرزوؤں کا"

۵ے و ۶ے رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

احساسِ ہست گُم ہو تو پھر بیخودی ہے کیا باقی نہیں جو لذّتِ بیداریٔ فنا
پھر کیا کروں گا زندگیٔ بے اثر کو میں

آسائشِ چمن مری جاں کو وبال ہے سوہانِ روح کُنجِ قفس کا خیال ہے
میرے لئے تعلقِ ہستی محال ہے اصغرؔ مجھے جنوں نہیں لیکن یہ حال ہے
گھبرا رہا ہوں دیکھ کے دیوار و در کو میں

کیا پوچھتے ہو لطفِ نگہِ دل فگار کو آسائشِ ادائے تغافل شعار کو
آرام جورِ شوخیٔ صد فتنہ کار کو کیا کہیے جاں نوازیٔ پیکانِ یار کو
سیراب کر دیا دلِ منّت گزار کو

معراجِ حسنِ خلد، تمنا ہجومِ شوق طوفانِ رنگ، محشرِ جلوا ہجومِ شوق
سحرِ خیالِ حسن، تماشا ہجومِ شوق جوشِ شباب و نشۂ صہبا ہجومِ شوق
تعبیر یوں بھی کرتے ہیں فصلِ بہار کو

رنگینیٔ جمال ہے آنکھوں میں رُو نما دل میں تجلیات کا طوفان ہے بپا
انوارِ حسن سے ہے مری خاک پر ضیا ہر ذرہ آئینہ ہے کسی کے جمال کا
یونہی نہ جانیے مری مشتِ غبار کو

"حسنِ خیال کا مرے آئینہ انگ انگ" "کیفِ شباب میں ہے مرے دل کی اک ترنگ"
"پرتو ہے میرے عشق کا یہ حسنِ شوخ و شنگ" [1] میرے مذاقِ شوق کا آئیں بھرا ہے رنگ
میں خود کو دیکھتا ہوں کہ تصویرِ یار کو

---

[1] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تو جلوۂ جمالِ حقیقت کی روشنی — گلکاریٔ مجاز نظر سے تری ہوئی
دنیائے رنگ و بو کی ترے دم سے زندگی — ہاں اے نگارِ خوبی و اے جانِ دلبری
تو نے حیات بخشی ہے صبحِ بہار کو

صحنِ چمن میں رنگ کا طوفان ہے بپا — ہر شاخ مشک بار ہے ہر برگ حسن زا
نکہت بدوش رنگ بہ دل ہے رواں صبا — اس جوئبارِ حسن سے سیراب ہے فضا
روکو نہ اپنی لغزشِ مستانہ وار کو

ضبطِ فغاں کے ساتھ گدازِ جگر کے ساتھ — شب بھر رہا معاملہ برق و شرر کے ساتھ
اور صبحدم تھی خاک مری خاکِ در کے ساتھ — تھی بوئے دوست موجِ نسیمِ سحر کے ساتھ
یہ اور لے اُڑی مری مشتِ غبار کو

رقصاں اسی میں نورِ بقائے حیات ہے — دنیائے حسن و عشق کو اس سے ثبات ہے
شانِ خودی یہیں ہے یہیں حسنِ ذات ہے — یہ رازِ دل ہے ہستیٔ کل کائنات ہے
دیکھیں حضور دیدۂ امیدوار کو

کیا ہوا شوق فنا ہے جو ترا خام ابھی — کیا ہوا گر نہیں تو شعلہ بر اندام ابھی
دل میں ہے شعلگیٔ روئے دلآرام ابھی [1] — یوں نہ مایوس ہو اے سوزشِ ناکام ابھی
میری رگ رگ میں ہے اک آتشِ بے نام ابھی

---

[1] رعنا نے اسے یوں تغزل کا رنگ دیا ہے:

کیا ہوا ذوقِ تمنا ہے اگر خام ابھی — بادۂ نور سے خالی ہے اگر جام ابھی
صبح کے نور سے ہے دور بہت شام ابھی"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آرزو و وصل کی کیا، خوف ہے فرقت کا کیا — سعیٔ حاصل ہے یہ کیا، کیا ہے یہ غمِ حاصل کا [۲]
آخرش ترک یہ سب سلسلہ کرنا ہوگا — عاشقی کیا ہے ہر اک شے سے تہی ہو جانا
اس سے ملنے کی ہے دل میں ہوسِ خام ابھی

"خاکِ ویرانہ میں پوشیدہ نئی بستی ہے" — "پردۂ شام میں تنویرِ سحر ہنستی ہے"
"حد سے بڑھ جائے جو تلخی تو وہ سرمستی ہے" [۳] — انتہا کیف کی افتادگی و پستی ہے
مجھ سے کہنا تھا یہی دردِ تہِ جام ابھی

چشمِ ساقی کی جو مجھ پر ہے عنایت پیہم — مست و سرشار ہوں، بیخود ہوں سراسر ہر دم
مجھ پہ طاری ہے سدا بے خبری کا عالم — علم و حکمت کی تمنا ہے نہ کونین کا غم
میرے شیشے میں ہے باقی مئے گلفام ابھی

روبرو میری نگاہوں کے تھا اک مست شباب — "یا مجسم تھا مرے سامنے اک میرا خواب"
"کوئی پردہ تھا نظر پر نہ کوئی دل پہ حجاب" [۴] — سب مزے کر دیئے خورشیدِ قیامت نے خراب
میری آنکھوں میں تھا اک روئے دلآرام ابھی

"اس کے دل پر ہے ابھی نقش ہر اک گل کی ادا" — اس کی آنکھوں میں ہے گلزار کی رنگین فضا
"نکہت و رنگ کا سیلاب وہ طوفانِ ضیا" [۵] — بلبلِ زار سے گو صحنِ چمن چھوٹ گیا
اس کے سینے میں ہے اک شعلۂ گلفام ابھی

---

۲ رعنا نے اس بند کو یوں بدل کر آسمان پر پہنچا دیا ہے:
"بے نیازِ غم و تسکینِ دلی ہو جانا" — "وصل و فرقت کی کشاکش سے بری ہو جانا"
اور سرمست مئے جامِ خودی ہو جانا"
۳، ۴، ۵ رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ازل کا ہے نہ ابد کا ہے ماجرا معلوم
نہ آگہی ہے جہاں کی نہ ماسوا معلوم
نہ اُس کا ہے نہ مجھے اپنا کچھ پتا معلوم
نہ کچھ فنا کی خبر ہے نہ ہے بقا معلوم
بس ایک بے خبری ہے سو وہ بھی کیا معلوم

خدا پرست ہیں فردوس و حُور کے قائل
صنم پرست ہیں دیدارِ یار کے سائل
سرور و مستیٔ رنداں میں ہے خرد حائل
غرض یہ ہے کسی عنواں تجھے کریں مائل
کرشمہ سازیٔ ہر رند و پارسا معلوم

اس آرزوئے سرافگندگی کو کیا کہیئے
نیاز و سجدہ کی وارفتگی کو کیا کہیئے
حصولِ قرب کی دیوانگی کو کیا کہیئے
جبینِ شوق کی شوریدگی کو کیا کہیئے
وگرنہ عشوہ طرازیٔ نقشِ پا معلوم

فلک سے ہوتے نہیں ہیں کوئی ستم ہم پر
نہ ہم پہ ہے اثر انداز گردشِ اختر
لیا ہے ہم نے غمِ دو جہاں خود اپنے سر
معاملہ نگہہِ ناز سے ہے اے اصغرؔ
بہانۂ الم و حیلۂ قضا معلوم

ہے حسنِ ازل جلوۂ تابانِ محمدؐ —
کونین ہے اک عکسِ درخشانِ محمدؐ
رنگینیٔ فطرت روئے جانانِ محمدؐ
ہر موجِ ہوا زلفِ پریشانِ محمدؐ
ہے نورِ سحر صورتِ خندانِ محمدؐ

ہے عقل بھی گم ہوش بھی گم، گُم ہے خودی بھی
کچھ علم نہ ادراک نہ عرفاں ہے نہ مستی
بس ہے یہی احساس مجھے اس نے اماں دی
کچھ صبحِ ازل کی نہ خبر شامِ ابد کی
بیخود ہوں تہِ سایۂ دامانِ محمدؐ

یہ سچ ہے ترا نور دو عالم میں عیاں ہے
لیکن تجھے پائے کوئی ممکن یہ کہاں ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

یاں علم بھی، ادراک بھی، عرفاں بھی گماں ہے — تو سینۂ صدیق میں اک راز نہاں ہے

صدقے ترے اے صورتِ جانانِ محمدؐ

مجھ ایسے گنہگار پہ بھی لطف ہے پیہم — کیوں سامنے اس کے سرِ تسلیم نہ ہو خم

میں ادنیٰ غلام اس کا وہ ہے شاہِ دوعالم — چھُٹ جائے اگر دامنِ کونین تو کیا غم

لیکن نہ چھُٹے ہاتھ سے دامانِ محمدؐ

ہے جوش پہ اس سرورِ کونین کی رحمت — دیوانوں پہ طاری ہے پھر اک رقص کی حالت

بڑھتی ہی چلی آتی ہیں امواجِ مسرت — دے عرصۂ کونین میں یارب کہیں وسعت

پھر وجد میں ہے روحِ شہیدانِ محمدؐ

قندیلِ گل ولالہ ہو یا حسنِ صنم ہو — "آئینۂ انوار ہو یا ساغرِ جم ہو"

فانوسِ مسرت ہو کہ اک شعلۂ غم ہو[1] — بجلی ہو مہ ومہر ہو یا شمعِ حرم ہو

ہے سب کے جگر میں رُخِ تابانِ محمدؐ

اے شوقِ نمو دیکھ عیاں ہیں ترے جلوے — اے شانِ احد دیکھ لے تو رنگ دوئی کے

اے نورِ ازل دیکھ لے شعلوں کو تو اپنے — اے حسنِ ازل اپنی اداؤں کے مزے لے

ہے سامنے آئینۂ حیرانِ محمدؐ

اصغر تری آہوں میں بھی ہے جوشِ دُرودآب — اصغر ترے اشکوں میں بھی ہے جوشِ دُرودآب

اصغر ترے نالوں میں بھی ہے جوشِ دُرودآب — اصغر ترے نغموں میں بھی ہے جوشِ دُرودآب

اے بلبلِ شوریدۂ بستانِ محمدؐ

---

[1] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پڑی تھی غیب میں شعلہ فشانی آتشِ دم کی — اٹھی تھی طور سامانی فضا میں لفظِ مبہم کی
کسے تابِ نظر تھی جلوۂ نورِ مجسم کی — ازل میں کچھ جھلک پائی تھی اس آشوبِ عالم کی
ابھی تک ذرے ذرے میں ہے حالت رقصِ پیہم کی

نگاہِ شوق کی ناکامیوں کے کچھ مظاہر ہیں — "دلِ مضطر کی فتنہ سازیوں کے کچھ مظاہر ہیں"
"بشر کی زیست کی دشواریوں کے کچھ مظاہر ہیں" [1] — نظامِ دہر کیا، بےتابیوں کے کچھ مظاہر ہیں
گدازِ عشق گویا روح ہے اجزائے عالم کی

"نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا، ڈبویا مجھ کو ہونے نے" [2] — دیئے ہیں ڈال آنکھوں پر خودی نے جہل کے پردے
یہ ہٹ جائے تو ہر سو آفتابِ آگہی چمکے — خودی ہے جو لئے جاتی ہے سب کو بےخبر کرکے
اسی چھوٹے سے نکتے پر نظر ہے سارے عالم کی

جنون و بےخودی تو آئینے ہیں اس کی رحمت کے — سراپا شعلہ بنتا ہے جمالِ یار خود پہلے
پھر اٹھتے ہیں لئے شوقِ فنا پروانے دیوانے — شعاعِ مہر خود بیتاب ہے جذبِ محبت سے
حقیقت ورنہ سب معلوم ہے پروازِ شبنم کی

تلاشِ بیخودی کی میں نے پابندِ سبو ہو کر — نشاطِ زیست کو ڈھونڈا غلامِ آرزو ہو کر
نہ پایا میں نے حاصل کو اسیرِ جستجو ہو کر — نہ سمجھا دہر کو میں مبتلائے رنگ و بو ہو کر
مجھے سازِ طرب نے دیں صدائیں نالہ و غم کی

نشاطِ روح آئی ہے مرے اشعار میں ڈھل کر — مرے افکار میں ہے حسن با صد ناز جلوہ گر
بیاں میرا سرورِ نغمۂ ہستی کا ہے مظہر — غزل کیا اک شرارِ معنوی گردش میں ہے اصغرؔ
یہاں افسوس گنجائش نہیں فریاد و ماتم کی

---

[1] رعنا [2] غالب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رنگینیٔ فریبِ تماشا نہ دیکھتے
سحرِ بہشت وجادوئے دنیا نہ دیکھتے
یہ سب طلسمِ شوق و تمنا نہ دیکھتے
ہم ایک بار جلوۂ جاناں نہ دیکھتے
پھر کعبہ دیکھتے نہ صنم خانہ دیکھتے

وہ رقص وجد جس میں نہ کچھ ہوش میکدہ
وہ بیخودی کہ دہر نہ کچھ دہر کا پتا
ساقی کی چشمِ مست سے پی کر وہ جھومنا
گرنا وہ جھوم جھوم کے رندانِ مست کا
پھر پائے خم پہ سجدۂ شکرانہ دیکھتے

ہے اعتراف شانِ تجلی کا گو ہمیں
بڑھ کر ہیں اس سے آتشِ پنہاں کی عظمتیں
سوزِ درونِ عشق کی ہم اور کیا کہیں
اک شعلہ اور شمع سے بڑھ کر ہے تمتمیں
تم چیر کر جو سینۂ پروانہ دیکھتے

"کچھ نام سے غرض ہے نہ کچھ ننگ سے غرض"
"آئینے سے غرض ہے نہ کچھ سنگ سے غرض"
"کچھ ہے رباب سے نہ ہے کچھ چنگ سے غرض"[1]
رندوں کو صرف نشۂ بے رنگ سے غرض
یہ شیشہ دیکھتے ہیں نہ پیمانہ دیکھتے

با ناز با ادا ہو اگر حُسن جلوہ گر
عشووں کا آئے روپ ذرا اور بھی نکھر
"ہو شوخیوں سے رنگِ رُخِ حُسن شوخ تر"[2]
بکھری ہوئی ہو زلف کبھی اس چشمِ مست پر
ہلکا سا ابر کبھی سرِ میخانہ دیکھتے

اس رہ گزر میں ہر قدم مشکل ہے اک نئی
دشواریاں ہیں اس میں نشیب و فراز کی
"اس رہ کے پیچ و خم سے قیامت ہو زندگی"[3]
ملتی کہیں یہ رہِ مستقیم بھی
اہلِ طریق لغزشِ مستانہ دیکھتے

---

[1]، [2]، [3] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پھر جامِ فروزاں ہے عکسِ رخِ زیبا سے　　پھر آگ نکلتی ہے ہر قطرۂ صہبا سے
میخانہ درخشاں ہے پھر حسنِ تماشا سے　　شاید کہ پیام آیا پھر وادیِ سینا سے
شعلے سے لپکتے ہیں پھر کسوتِ مینا سے

میں دور نکل آیا ہوں زہد کی دنیا سے　　در تک ترے آ پہنچا چل کر درِ کعبے سے
اپنا لے مجھے اب تو اک جرعۂ صہبا سے　　مجھ کو وہی کافی ہے ساقی تری مینا سے
جو کھینچ کے چلی آئے خود جذبِ تمنا سے

محرومیِ نظارہ پوچھو دلِ تنہا سے　　شدت تہی چشمی کی مایوسِ تماشا سے
کیفیتِ ناکامی آوارۂ صحرا سے　　عالم کی فضا پوچھو محرومِ تمنا سے
بیٹھا ہوا دنیا میں اٹھ جائے جو دنیا سے

پیتا تھا کبھی میں بھی اصرار و تقاضا سے　　جی میرا بھرا ایسا میخانۂ دنیا سے
مجھ کو نہیں اب مطلب کچھ نشۂ صہبا سے　　یارب مجھے مطلب ہے شیشہ سے نہ مینا سے
ساغر کوئی ٹپکا دے اس اوجِ ثریا سے

رازِ دلِ فطرت کو اک ایک سے پوچھا ہے　　آدابِ محبت کو اک ایک سے پوچھا ہے
اسبابِ مسرت کو اک ایک سے پوچھا ہے　　اسرارِ حقیقت کو اک ایک سے پوچھا ہے
ہر نغمۂ رنگیں سے ہر شاہدِ زیبا سے

جس خلد کی خاطر یہ سب تقویٰ و طاعت ہے　　تو جس کی تمنا میں سرگرمِ عبادت ہے
زاہد مجھے دنیا میں حاصل وہی جنت ہے [1]　　میخانہ کی یہ صحبت اے شیخ غنیمت ہے

---

[1] اس کا دوسرا رخ یہ ہے:
زاہد مری مے خواری اک راہِ طریقت ہے　　سرمستی و سرشاری اک صورتِ طاعت ہے
مے خانے کی صورت میں حاصل مجھے جنت ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اک حشر بداماں ہیں جلووں کے تلاطم بھی — اٹھ اٹھ کے درخشاں ہیں امواجِ ترنم بھی
بڑھ بڑھ کے لپکتے ہیں انوارِ تکلم بھی ؎ — رہ رہ کے چمکتی ہے وہ برقِ تبسم بھی

لہریں سی جو اٹھتی ہیں کچھ چشمِ تمنا سے

میں مستِ تماشا ہوں مجھ کو یونہی رہنے دو — کیا پوچھتے ہو مجھ سے دیدار کی لذت کو
تابانیٔ جلوہ کو آنکھوں سے مری پوچھو — تم دید کو کہتے ہو آئینہ ذرا دیکھو

خود حسن نکھر آیا اس کیفِ تماشا سے

عشق کی کچھ غرض نہیں کچھ نہیں اس کا مدعا — عشق ہے خود سپردگی عشق ہے جاں فگن وفا
حسرت و آرزو کا ہی عشق نہیں ہے سلسلہ — حسرت و آرزو سے ہیں اہلِ ہوس کبھی آشنا

اک عجمِ ناتمام ہے طرۂ امتیازِ عشق

دیکھ کے بھی مجھے نہ وہ، عشق کا راز پا سکا — بات پہ تو مری یقیں، آنا نہیں اسے بھلا
ہاں مگر اک جھلک سے وہ کفر کا معتقد ہوا — زاہدِ سادہ لوح کو وہم تھا اشتباہ تھا

مصحفِ رخ سے حل ہوا مسئلۂ جوازِ عشق

آیا ہے ارتعاش میں نغمۂ سوزِ جاوداں — موجیں نشاط کی اٹھیں رقص میں آئے دو جہاں
وجدِ وجود میں مکاں غرقِ سرورِ لامکاں ؎ — بے خود و محو جسم و جاں مست زمین و آسماں

حسن نے دستِ ناز سے چھیڑ دیا ہے سازِ عشق

بہارِ غنچۂ رنگیں و خوشۂ عنبی — صبا کی ساقی گری اور چمن کی تشنہ لبی

؎ اس بند کا دوسرا رُخ یہ ہے:
ہیں جذبِ محبت سے جلووں کے تلاطم بھی — امواجِ خموشی سے طوفانِ تکلم بھی
ہیں سوزِ دل و جاں سے انوارِ ترنم بھی

؎ یہ مصرع یوں بھی ہو سکتا ہے "وجد خودی میں ہے مکاں غرق سرور لامکاں"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جمالِ صبحِ درخشاں و حسنِ تیرہ شبی [1] گلوں کی جلوہ گری مہر و مہ کی بو العجبی
تمام شعبدہ ہائے طلسمِ بے سببی

خیال میں بھی اندھیرا تھا وہ تھی تیرہ شبی نہ یاد تھی کوئی روشن تھی ایسی تیرہ شبی
وہ دردِ ہجر کی وہ سوزِ غم کی تیرہ شبی گذر گئی ترے مستوں پہ وہ بھی تیرہ شبی
نہ کہکشاں نہ ثریا نہ خوشۂ عنبی

جہاں میں زندۂ جاوید بس محبت ہے یہی ہے راحت و تسکیں یہی مسرت ہے
یہی ہے رازِ حیات اور یہی حقیقت ہے یہ زندگی ہے یہی اصلِ علم و حکمت ہے
جمالِ دوست، شبِ ماہ و بادۂ عنبی

نہیں ہے جن کا جہاں بھر میں کوئی تیرے سوا جنہیں سہارا ہے کوئی اگر تو بس تیرا
وہ مبتلائے الم دے رہے ہیں تجھ کو صدا ہجومِ غم میں نہیں کوئی تیرہ بختوں کا
کہاں ہے آج تمہارے آفتابِ نیم شبی

"ہے عشق ذرہ تو ہے حسن مہرِ نور افشاں" "ہے عشق قطرہ تو ہے حسن شورشِ طوفاں"
"ہے عشق موج تو ہے حسن قلزمِ ارماں" [2] سرشتِ عشق طلب اور حسنِ بے پایاں
حصولِ تشنہ لبی ہے شدید تشنہ لبی

قیامتیں جو ترے حسن نے مچائی ہیں وہ آفتیں جو مرے عشق نے اٹھائی ہیں
خودی کے شوقِ نمود ہی نے سب جگائی ہیں وہیں سے عشق نے بھی شورشیں اڑائی ہیں

---

[1] خود اصغر کے ایک مصرعے کو لے کر اس کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے:
جمالِ دوست شبِ ماہ و بادۂ عنبی ہجومِ شوق و وفورِ نیاز تشنہ لبی
جمالِ صبحِ درخشاں فروغِ حسنِ شبی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

[2] رعنا۔

جہاں سے تو نے لئے خندہ ہائے زیر لبی

نہ مجھ سے دیدۂ خوش بیں کی پوچھ اے ساقی — نہ مجھ سے محفلِ رنگیں کی پوچھ اے ساقی
نہ مجھ سے بادۂ زرّیں کی پوچھ اے ساقی — کشش نہ جام نگاریں کی پوچھ اے ساقی

چھلک رہا ہے مرا آب و رنگِ تشنہ لبی

احساسِ کل ہے آگہیٔ این و آں نہیں — اک عرصۂ وجود ہے کون و مکاں نہیں
اک وسعتِ ابد ہے فضائے زماں نہیں [1] — صحنِ حرم نہیں ہے یہ کوئے بتاں نہیں

اب کچھ نہ پوچھیے کہ کہاں ہوں کہاں نہیں

ہے ہوں نشاطِ روح کی لیکن عیاں نہیں — میں نغمۂ حیات ہوں شورِ فغاں نہیں
جانِ سکوتِ لب ہوں میں نطق و زباں نہیں [2] — مجھ میں نوائے عشق کی رنگینیاں نہیں

سوزِ خموشِ عشق ہوں سازِ بیاں نہیں

"مدت ہوئی ہے بزمِ تصور کو ہے سکوت" — "مدت ہوئی ہے بحرِ تفکر کو ہے سکوت"
"مدت ہوئی ہے موجِ تاثر کو ہے سکوت" [3] — مدت ہوئی ہے چشمِ تحیر کو ہے سکوت

اب جنبشِ نظر میں کوئی داستاں نہیں

---

[1] اس کی ایک دوسری صورت یہ ہے :

احساسِ کل ہے آگہیٔ این و آں نہیں — میں ہوں جہاں وہاں پہ زمان و مکاں نہیں
کوئی زمیں نہیں ہے کوئی آسماں نہیں

[2] رعنا نے عشق کی سب ظاہری صورتوں کو عیاں کر کے اس بند کو یوں حسنِ بیان بخشا ہے :

"مجھ میں شراب عشق کی سرمستیاں نہیں" — "مجھ میں نسیم عشق کی وہ شوخیاں نہیں"
"مجھ میں وہ بحرِ عشق کی طغیانیاں نہیں"

[3] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وہ عہدِ آزمائشِ اُلفت گزر گیا وہ وقت جور و لطف و عنایت گزر گیا
وہ سلسلۂ وصلت و فرقت گزر گیا وہ بہترین دورِ محبت گزر گیا
اب مبتلائے کشمکشِ امتحاں نہیں

اب ہو تو اشکِ خوں سے نظر کو سکون ہو اب ہو تو زہرِ غم سے جگر کو سکون ہو
اب ہو تو جان دے کے بشر کو سکون ہو اب ہو تو سنگ و خشت سے سر کو سکون ہو
وہ آستاں نہیں تو کوئی آستاں نہیں

یہ نکہتیں یہ تازگی یہ رنگِ گلستاں رقصِ صبا، تبسمِ گل، چشمۂ رواں
کیا شوقِ رنگ و بو کی ہیں یہ دلفریبیاں کیا مشقِ آرزو کی ہیں یہ سحر کاریاں
کیا گوشۂ قفس میں مرا آشیاں نہیں

تنویرِ جاں تو تیرے رُخِ دلربا سے ہے تجدیدِ زیست تیرے دمِ جانفزا سے ہے
تخلیقِ شوق وعدۂ لطف و وفا سے ہے کسبِ حیات تو تری ہر ہر ادا سے ہے
مرنا پسندِ خاطرِ اربابِ جاں نہیں

تکمیلِ شوق، روح کی بیتابیوں میں ہے دل کا سکون دل کی پریشانیوں میں ہے
سامانِ لطفِ زندگی ناداریوں میں ہے [1] سارا حصول عشق کی ناکامیوں میں ہے
جو عمر رائیگاں ہے وہی رائیگاں نہیں

وہ میرے سامنے ہے بصد ناز و تمکنت ہے نقشِ پا سے میری جبیں عرش مرتبت

---

[1] یہ لکھتے لکھتے مندرجہ ذیل مصرعے بھی وجود میں آگئے:

سامانِ دو جہاں مری عریانیوں میں ہے دولت تمام بے سر و سامانیوں میں ہے
سب رنگ و بوئے خلد مری ویرانیوں میں ہے دل کا سکون دل کی پریشانیوں میں ہے

CC-0. Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تسلیم مجھ کو خانۂ کعبہ کی منزلت ۲؎ پھیلی ہے اُس کے جلووں کی ہر سمت سلطنت
سب کچھ سہی مگر وہ مرا آشیاں نہیں

یہ مبتلائے رنج و الم ہوں کہ ہوں بشاش ان میں ہو نورِ جلوہ کہ ہو منعکس تلاش
ہوتا ہے رازِ عشق و محبت انہیں سے فاش ۳؎ یاں مسکراتے ہیں ہوں کہ اشکوں کا ارتعاش
آنکھیں زباں نہیں ہیں مگر بے زباں نہیں

دھوکا دکھا رہی ہے ازل سے اسی طرح جادو چلا رہی ہے ازل سے اسی طرح
فطرت سنا رہی ہے ازل سے اسی طرح ۴؎ کم کم بتا رہی ہے ازل سے اسی طرح
لیکن ہنوز ختم مری داستاں نہیں

ہو کر رہے گا ضبطِ فغاں کا مری اثر میں یہ تو جانتا ہوں کہ اس سروِ ناز پر
دیکھوں ہجومِ غم میں وہ کے کس طرح خبر کیونکر شبِ فراق کی ہوگی مری سحر
یہ اس کا امتحاں ہے مرا امتحاں نہیں

لبِ ہائے جاں نواز سے ربطِ لطیف ہے اب گیسوئے دراز سے ربطِ لطیف ہے
اب اس نگاہِ ناز سے ربطِ لطیف ہے اب چشمِ نیم باز سے ربطِ لطیف ہے
مجھ کو دماغِ صحبتِ روحانیاں نہیں

۲؎ رعنا نے تضمین کے تین مصرعے خانۂ کعبہ کی منزلت کی تشریح کرتے ہوئے یوں بدل کر اس بند کی منزلت کو بڑھایا ہے

گو حسن جلوہ گر ہے بصد ناز و تمکنت ہر ذرّہ خاکِ پاک کا ہے عرشِ مرتبت
پھیلی ہوئی ہے دور تک جلوؤں کی سلطنت

۳؎ رعنا نے اسے یوں حسنِ بیان دیا ہے:
"کہتا ہے برملا یہ سرشکوں کا ارتعاش" "آئینۂ دل کا سنگِ الم سے ہے پاش پاش"
"ظاہر ہر اک نظر سے ہے اک حسن کی تلاش" (دیکھئے صفحہ ۱۲۰)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"ہر شاخ بن گئی ہے کرن ماہتاب کی" "تصویر بن گیا ہے ہر اک گُل شباب کی"
"شبنم میں آبِ تاب ہے موجِ شراب کی" [1] کیا فیض بخشیاں ہیں رُخِ بے نقاب کی
ذرّوں میں روح دوڑ گئی آفتاب کی

آنکھوں میں تاب دید کہاں آفتاب کی کس کو مجال جلوۂ حسنِ خراب کی
کس آئینے میں آب ہے اس کے جواب کی [2] طاقت کہاں مشاہدۂ بے حجاب کی
مجھ کو تو پھونک دے گی تجلّی نقاب کی

کیا بات ہے مشاہدۂ کامیاب کی ہر جنبشِ نگاہ ہے موج اضطراب کی
کرنوں کی آگہی ہے نہ کچھ آفتاب کی مجھ کو خبر رہی نہ رُخِ بے نقاب کی
ہیں خود نمودِ حسن میں شامل حجاب کی

مجھ کو نہیں ہے تابِ تماشہ تو چھوڑئیے چھُپ کر ہی رہئیے سامنے میرے نہ آئیے
پھر یہ نہ کہئے زندہ رہوں ضبطِ غم کئے اتنا کہ اذنِ شورشِ فریاد دیجیے
مجھ کو سوال کی نہ ضرورت جواب کی

کچھ کامرانیوں میں نہیں زیست کی خوشی میرے لئے تو سعیٔ مسلسل ہے زندگی
منزل نہیں ہے کوئی مری راہِ شوق کی میں بوالہوس نہیں کہ بجھاؤں گا تشنگی

(البلاغ صد ۱۲۷ افٹ نوٹ ۲) اس کی ایک دوسری صورت یہ ہے:
تشریحِ آگہی ہے ازل سے اسی طرح تقدیرِ آدمی ہے ازل سے اسی طرح
تفسیرِ زندگی ہے ازل سے اسی طرح
(۱ صفحہ ہذا) رعنا۔ ۲ دوسرے اور تیسرے مصرعے کو رعنا نے یوں بدل کر غزل کا رنگ دیا ہے:
کس کو مجالِ دیدِ رُخِ شعلہ تاب کی اک برق حشر خیز ہے مستی شباب کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میرے لئے تو اٹھتی ہیں موجیں سراب کی

اسرار ہیں فضا میں دمِ مشکبار کے   ذرے مہک اٹھے مری خاکِ مزار کے
کوئی گیا ہے میری بقا کو سنوار کے   نقشِ قدم یہ ہیں اسی جانِ بہار کے
اک پنکھڑی پڑی ہے لحد پر گلاب کی

دل کانپ کانپ اٹھا ہے حسیں کے خیال سے   کیا حال ہو جو آئے کبھی میرے سامنے
"ہیں حشر خیز جلوے رخِ بے نقاب کے" ۱؎   موسیٰ ظہورِ برقِ تجلی سے غش ہوئے
مجھ کو تو مار ڈالتی شوخی جواب کی

کفر و گنہ کے، زہد و عبادت کے راز کو   عرفان و آگہی کے جہالت کے راز کو
حال و جنوں کے، عقل و فراست کے راز کو   حل کر لیا مجاز و حقیقت کے راز کو
پائی ہے میں نے خواب میں تعبیر خواب کی

ہر راہ میں بلندی و پستی کی معصیت۔   ہر گام پر غرور کی مستی کی معصیت
ہر بات میں سختی عقل پرستی کی معصیت   سختی ہر عمل میں دعوئ ہستی کی معصیت
مستوں نے راہ اور نکالی ثواب کی

کچھ بے حجابیوں سے مجھے وہم ہو چلا   کچھ جلوہ پاشیوں سے مجھے وہم ہو چلا
کچھ ان کی مستیوں سے مجھے وہم ہو چلا   کچھ ان کی شوخیوں سے مجھے وہم ہو چلا
دیکھوں تو قلب جبر کے شکلِ اضطراب کی

پژمردگی سی چھائی ہے یادوں پہ اب مری   آلودۂ الم نظر آتی ہے ہر خوشی
لیکن کھلی بھی آنکھ تو آکر کہاں کھلی   پیری میں عقل آئی کہ سمجھے کہ خواب تھی
ڈوبی ہوئی نشاط میں غفلت شباب کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۱؎ رعنا

رہا جو ملتجی و طالبِ باغِ جناں برسوں   عمل جس کا رہا پابندِ خوفِ اہرماں برسوں
جو زعمِ زہد میں سب سے رہا ہے بدگماں برسوں   نہ ہوگا کاوشِ بے مدعا کا رازداں برسوں
وہ زاہد جو رہا سرگشتۂ سود و زیاں برسوں

ملا ہے میرے سجدوں کو قبولِ آستاں برسوں   نظر میری رہی ہے اس نظر کی رازداں برسوں
اسی کا ذکر روز و شب رہا وردِ زباں برسوں   ابھی مجھ سے سبق لے محفلِ روحانیاں برسوں
رہا ہوں میں شریکِ حلقۂ پیرِ مغاں برسوں

نگاہِ شوق سے پیدا کیا تھا جلوۂ رنگیں   اٹھایا خاکِ تیرہ سے تھا میں نے شعلۂ رنگیں
رگِ جاں چھیڑ دی تھی سازِ دل کا پردۂ رنگیں   کچھ اس انداز سے چھیڑا تھا میں نے نغمۂ رنگیں
کہ فرطِ شوق سے جھومی ہے شاخِ آشیاں برسوں

نہیں اس آستاں سے آج تک لوٹا کوئی خالی   جھکا جو سر وہاں اٹھا سدا وہ ہو کے نورانی
کمی تھی میرے ہی سجدوں میں شاید کچھ عقیدت کی   جبینِ شوق لائی ہے وہاں سے داغِ ناکامی
یہ کیا کرتی رہی کمبخت ننگِ آستاں برسوں

وہ احساسِ خودی جو ہے شعور و ہوش سے بالا   وہ طوفانِ نشاطِ دل وہ وجدِ ہستیٔ یکتا
وہ کیفِ زیست جس میں غرق ہے دنیا و ما فیہا [1]   وہی تھا حال میرا جو بیاں میں آ نہیں سکتا
جسے کرتا رہا افشا سکوتِ رازداں برسوں

"وہ میرا دیکھنا رنگِ چمن کو چشمِ حیرت سے"   "تصور میں گلوں کو چومنا جوشِ مسرت سے"
"خیالِ آشیاں میں سر جھکا دینا عقیدت سے" [2]   نہ پوچھو مجھ پہ کیا گزری ہے میری مشقِ حسرت سے

---

[1] رعنا نے اس خیال کو یوں بیان کیا ہے:
"مری کیفیتِ دل تھی لبِ اظہار سے بالا"   "زباں میری نہ کہہ سکتی جسے میں تھا وہ افسانہ"
"خردکی دسترس میں کب تھا احساسِ خودی میرا"

[2] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

قفس کے سامنے رکھا رہا ہے آشیاں برسوں

بلند اپنی خودی کو کر کے تو خورشیدِ وحدت بن — مثالِ گوہرِ صلب تو جذبِ محبت بن
دکھا شانِ خدائی تو، تو حسنِ آدمیت بن — خروشِ آرزو ہو، نغمۂ خاموش الفت بن

یہ کیا اک شیوۂ فرسودۂ آہ و فغاں برسوں

"نشاں اک بار اُن کی راہ کا جب پا لیا میں نے — "نہ چھوڑا رہ گذر کو پھر مثالِ نقشِ پا میں نے"
"نہ ڈھونڈا بھول کر بھی منزلوں کا آسرا میں نے" ۱ — نہ کی کچھ لذتِ افتادگی میں اعتنا میں نے

مجھے دیکھا کیا اٹھ کر غبارِ کارواں برسوں

یہاں آئینۂ شوقِ نمو میں عکسِ خواہش ہے — دو عالم میں بپا ہنگامۂ ذوقِ نوازش ہے
غمِ فرقت ہے دردِ غم ہے سوزِ دردِ کاوش ہے — وہاں کیا ہے نگاہِ ناز کی ہلکی سی جنبش ہے

مزے لے لے کے اب تڑپا کریں اربابِ جاں برسوں

ازل ہی سے مجھے بخشا ہے سوزِ دل مشیت نے — عطا میری نگاہوں کو کئے ہیں حسن کے جلوے
مری رگ رگ میں جیسے بھر دیئے سیال انگارے — محبت ابتدا سے تھی مجھے گلہائے رنگیں سے

رہا ہوں آشیاں ہی دے کے برقِ آشیاں برسوں

"میں وہ ہرگز نہیں یادِ چمن جس کو ستاتی ہو" — "ادائے لالہ و گل جس کو دیوانہ بناتی ہو"
"صبا جس کے تصور میں نئے فتنے اٹھاتی ہو" ۲ — میں وہ ہرگز نہیں جس کو قفس سے موت آتی ہو

میں وہ ہوں جس نے خود دیکھا نہ سوئے آشیاں برسوں

"غمِ دوراں، غمِ جاناں، غمِ ہستی، غمِ عقبیٰ" — "ہر اک مصرعے میں پنہاں تیرے دل کی آگ کا شعلہ
"ترا ہر شعر سوزِ جاوداں کا ایک آئینہ" ۳ — غزل میں دردِ رنگیں تو نے اصغرؔ بھر دیا ایسا

کہ اس میدان میں روتے رہیں گے نوحہ خواں برسوں

۱، ۲ و ۳ "رعنا"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حیران ہے دانا بھی واعظ بھی پریشاں ہے — کھلتا ہی نہیں اُن پر کیا راز یہ انساں ہے
مجذوب سمجھتا ہے انسان ہی یزداں ہے — یہ عشق نے دیکھا ہے یہ عقل سے پنہاں ہے
قطرے میں سمندر ہے ذرّے میں بیاباں ہے

سرشارِ تجلّی ہے مستِ رُخِ جاناں ہے — مسرور ہے بے خود ہے اک کیف میں غلطاں ہے
نے ہجر سے خائف ہے نے وصل کا خواہاں ہے — ہے عشق کہ محشر میں یوں مست و خراماں ہے
دوزخ بگریباں ہے فردوس بداماں ہے

مشتاق نگاہوں سے ہے شانِ خود آرائی — مرہونِ محبت ہے سب حسن کی رعنائی
خود حسن کا خالق ہے یہ حسن کا شیدائی — ہے عشق کی شورش سے رعنائی و زیبائی
جو خون اُچھلتا ہے وہ رنگِ گلستاں ہے

مائل بکرم ہو کر پھر اِن کی نظر اُٹھی — پھر برقِ فنا بن کر ہونٹوں پہ ہنسی کھیلی
پھر حسن نے خود بڑھ کے ہے حسن کو دعوت دی — پھر گرمِ نوازش ہے ضو مہرِ درخشاں کی
پھر قطرۂ شبنم میں ہنگامۂ طوفاں ہے

ادراک سے باہر تو میں کس سے تجھے سمجھوں — احساس سے بالا تو میں کس سے تجھے جانوں
آزادِ جنوں سے تو میں کس سے تجھے ڈھونڈوں — اے پیکرِ محبوبی میں کس سے تجھے دیکھوں
جس نے تجھے دیکھا ہے وہ دیدۂ حیراں ہے

جلووں کی درخشانی میں نور ترا پایا — جب غور سے دیکھا تو وہ نور بھی تھا سایا
خود میری نظر ہی نے اس سائے کو چمکایا [۱] — سو بار ترا دامن ہاتھوں میں مرے آیا

---

[۱] اس شعر کے معنی کچھ اس طرح زیادہ واضح ہو جاتے ہیں
اک سحر ہے یا افسوں، اک خواب ہے یا مایا — دیکھو تو تجلّی ہے سمجھو تو فقط سایا
پا پا کے کبھی کھویا کھو کھو کے کبھی پایا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جب آنکھ کھلی دیکھا اپنا ہی گریباں ہے

اک شوق ہے بے منزل اک جوش ہے آوارہ　　اک موج ہے بے دریا اک حشر ہے بے ایما
اک نعرہ ہے بے معنی اک شعلہ ہے بے جلوہ　　اک شورشِ بے حاصل اک آتشِ بے پروا

آتشکدۂ دل میں اب کفر نہ ایماں ہے

ہے کوئی حقیقت تو احساسِ خودی اپنا　　یہ عالمِ آب و گل ہے خواب کی اک دنیا
دیکھیں تو مجسم ہے چھو لیں تو فقط سایا　　دھوکہ ہے یہ نظروں کا بازیچہ ہے لذّت کا

جو کنجِ قفس میں تھا وہ اصلِ گلستاں ہے

تھا رنگ نہ تھی نکہت تھی زندگی خالی سی　　یہ شوق کی رعنائی، تخئیل کی رنگینی
یہ رونقِ ہستی سب بخشش ہے محبت کی　　اک غنچۂ افسردہ یہ دل کی حقیقت تھی

یہ موج زنی خوں کی رنگینیٔ پیکاں ہے

یہ نورِ تجلّی ہے، یا سوزِ ترنّم ہے　　ہے رنگِ محبت یا اندازِ تکلّم ہے
آسائشِ ساحل ہے یا حشرِ تلاطم ہے ۱؎　　یہ حسن کی موجیں ہیں یا جوشِ تبسّم ہے

اُس شوخ کے ہونٹوں پر اک برق سی لرزاں ہے

یہ روشنی آنکھوں میں یہ نور بھرا چہرا　　یہ شیریں و پُر معنی اندازِ تکلّم کا
اصغر کی حقیقت کا یہ بھی ہے حسیں پردا　　اصغر سے ملے لیکن اصغر کو نہیں دیکھا

اشعار میں سنتے ہیں کچھ کچھ وہ نمایاں ہے

۱؎ رعنا نے اسے یوں بدل کر لکھا ہے:

خاموش تجلی میں اندازِ تکلّم ہے　　یا ساز کے پردے میں پُر سوز ترنّم ہے
یا دامنِ ساحل میں اک حشرِ تلاطم ہے

۲؎ اصغر کی حقیقت کا ایک [illegible] یہ بھی ہے [illegible] ملاحظہ فرمائیے ص ۱۴۳ [illegible]

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آزاد و فقیرانہ دنیا سے گزر جا تو — پائے گا یقیناً تو ہے رازِ حقیقت جو
کر ترک سراسر تو ہر رنگِ تعلق کو — بس حسنِ تعیّن سے ظاہر ہو کہ باطن ہو
یہ قید نظر کی ہے وہ فکر کا زنداں ہے

اک ایک قدم میں ہے صد لغزشِ پا مضمر — اک ایک تمنا میں صد جور و جفا مضمر
اک ایک نظر میں ہے صد حشر فنا مضمر — اک ایک نظر میں ہے صد مرگِ بلا مضمر
جینا ہے بہت مشکل مرنا بہت آساں ہے

اک ہوش کا عالم ہے مستی جسے کہتے ہیں — معراج کی دعوت ہے پستی جسے کہتے ہیں
ویرانے کا اک رُخ ہے بستی جسے کہتے ہیں — اک جہدِ کشاکش ہے ہستی جسے کہتے ہیں
کفار کا مٹ جانا خود مرگِ مسلماں ہے

ہے نورِ ازل پردہ ہے حسنِ جہاں پردہ — ظاہر و عیاں پردہ باطن و نہاں پردہ
ہے سحرِ زماں پردہ افسونِ مکاں پردہ ؎۳ — ہستی بھی مری پردہ یہ لفظ و بیاں پردہ
وہ پردہ نشیں پھر بھی ہر پردے میں عریاں ہے

جس نغمے کی ہر سُر میں تھی بوئے وفا اصغر — غنچوں کے تبسّم کا تھا رنگ بھرا اصغر
تھی جس کی ہر اک لے میں گلشن کی فضا اصغر ؎۱ — وہ نغمۂ رنگیں سب میں بھول گیا اصغر
اب گریۂ خونیں میں رودادِ گلستاں ہے

(بقیہ صفحہ ۱۳۳ سے) ؎۲
جی بھر کے اُسے دیکھا میں پھر بھی رہا تشنہ — ہاں بات ہوئی اُس سے پر اس کو نہیں پایا
ہر لفظِ تکلم تھا معنی کا نیا پردہ
؎۳ رعنا نے اسے یوں بدل کر لکھا ہے:
یہ ارض و سما پردہ یہ کون و مکاں پردہ — یہ شمس و قمر پردہ یہ برقِ تپاں پردہ
یہ نورِ جہاں پردہ یہ حسنِ جہاں پردہ
(ملاحظہ فرمایئے صفحہ ۱۳۵ پر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہر لفظ کے پردے میں معنی نظر آتا ہے — ہر رنگ میں اس رُخ کا جلوہ نظر آتا ہے
ہر جلوۂ رنگیں اب سادا نظر آتا ہے — جو نقش ہے ہستی کا دھوکا نظر آتا ہے
پردے پہ مصوّر ہی تنہا نظر آتا ہے

دل میں رُخِ زیبا جب اس کا نظر آتا ہے — کیا کہیے کہ پھر مجھ کو کیا کیا نظر آتا ہے
سب عالمِ رنگ و بو ہنستا نظر آتا ہے — نیرنگِ تماشا وہ جلوہ نظر آتا ہے
آنکھوں سے اگر دیکھوں پردا نظر آتا ہے

ہر ذرّہ جو ہستی کا رنگین و منوّر ہے — یہ حسنِ تماشا سب اک سحر سراسر ہے
اک جلوۂ وحدت کا اک عکسِ مکرّر ہے — تو شمعِ حقیقت کی اپنی ہی جگہ پر ہے
فانوس کی گردش سے کیا کیا نظر آتا ہے

پایا رُخِ رنگیں میں گو حسن کی دنیا کو — رعنائیِ جلوہ کو، ہر جلوۂ رعنا کو
لے جاؤں کہاں لیکن میں شوقِ تمنا کو — اے پردہ نشیں ضد ہے کیا چشمِ تمنا کو
تو دفترِ گل میں بھی رسوا نظر آتا ہے

وحدت ہی ہے وحدت اب تنہائی ہی تنہائی — ہستی کی پریشانی اک نقطے پہ پھر آئی
احساسِ نظر باقی جلووں کی نہ رعنائی ۱؎ — نظارہ بھی اب گم ہے بے خود ہے تماشائی
اب کون کہے کس کو جلوہ نظر آتا ہے

(بقیہ صد ۱۳۴) ۱؎ رعنا نے اسے یوں حسنِ بیان دیا ہے:

کبھی حسن کی روانی میں تاثیرِ صبا اصغر — غنچوں کے تبسم کی رنگین ادا اصغر
کبھی حسن کی ہر اک لے میں گلشن کی فضا اصغر
اک عالمِ وحدت ہے اک عالمِ تنہائی — اک نقطۂ سادہ پر پھر زیست اُبھر آئی
احساسِ نظر باقی نے حسرتِ رعنائی — (رعنا)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آنکھوں کی چمک میری وہ دل کی خوشی میری — وہ تازگی و فرحت وہ روح کی سرمستی
نغموں میں وہ شیرینی رنگین بہاروں کی — جو کچھ بھی یہاں رونق سب بادِ چمن سے تھی
اب کنج قفس مجھ کو سونا نظر آتا ہے

پھر حسنِ بہاراں ہے آمادۂ عریانی — انفاس میں چمکی ہے پھر شوق کی تابانی
پھر چشمِ تمنا میں جلووں کی ہے ارزانی — احساس میں پیدا ہے پھر رنگِ گلستانی
پھر داغ کوئی دل کا تازا نظر آتا ہے

خوبی ہے نہ نیکی ہے کچھ چشمِ بصیرت میں — عصیاں نہ خطا کوئی ہے راہِ طریقت میں
اک پاکی لذت ہے بس عشق و محبت میں — تھی فردِ عمل اصغر کیا دستِ مشیت میں
اک ایک ورق اس کا سادا نظر آتا ہے

خُلدِ نظر ہے صورتِ زیبا کہیں جسے — تسکینِ دل ہے نازشِ بیجا کہیں جسے
موجِ سرورِ جاں ہے اشارا کہیں جسے — جانِ نشاط، حُسن کی دنیا کہیں جسے
جنت ہے ایک خونِ تمنا کہیں جسے

گو مہرِ بے خودی کا اُجالا ہے ہر طرف — لیکن شعورِ ہوش کا سایا ہے ہر طرف
روشن ہیں گو چراغ اندھیرا ہے ہر طرف [1] — اس جلوہ گاہِ حسن میں چھایا ہے ہر طرف
ایسا حجابِ چشمِ تماشا کہیں جسے

قائم اسی سے انجمنِ کائنات ہے — دنیائے بے ثبات کو اس سے ثبات ہے
نیرنگیٔ صفات ہے یہ حسنِ ذات ہے — یہ اصلِ زندگی ہے یہ جانِ حیات ہے

---

[1] اس کی دوسری صورت یہ ہے:
نورِ جمالِ دوست گو پھیلا ہے ہر طرف — لیکن ادائے جلوہ کا پردا ہے ہر طرف
روشن ہے گو چراغ اندھیرا ہے ہر طرف

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حسنِ مذاق شورشِ سودا کہیں جسے

راہِ جنوں کو کر لیا ہے میں نے طے بہت
میں نے شرابِ بے خودی پی پے بہ پے بہت
میرے لئے ہے تھوڑی سی ہی دُردِ مے بہت
میرے وداع ہوش کو اتنا بھی ہے بہت

یہ آب و رنگ حسن کا پردا کہیں جسے

اک عکسِ خوشنما ہیں یہ جلوے مجاز کے
جو آرزوئے دید خودی سے عیاں ہوئے
نظروں میں گو ہیں حسنِ تماشا کے سلسلے [۱]
اکثر رہا ہے حسنِ حقیقت بھی سامنے

اک مستقل سرابِ تمنا کہیں جسے

ارض و سما پہ شام و سحر پر محیط ہے
عقل و شعور ہوش و خبر پر محیط ہے
احساس پر وہ قلب و جگر پر محیط ہے
اب تک تمام فکر و نظر پر محیط ہے

تشکل صفات معنیٔ اشیا کہیں جسے

"جلووں کے پھوٹتے ہیں شگوفے شراب میں" [۲]
اٹھتے لپک لپک کے ہیں شعلے شراب میں
رقصاں ہوں جیسے لاکھ ستارے شراب میں
ہر موج کی ہے شان یہ جامِ شراب میں

برقِ شعلۂ وادیٔ سینا کہیں جسے

قلب و جگر فراقِ چمن میں جلے بہت
ظلم و ستم قفس میں ہیں ہم پر ہوئے بہت
اب تو ذرا بھی تاب نہیں سہہ چکے بہت
زندانیوں کو آ کے نہ چھیڑا کرے بہت

جانِ بہار نکہتِ رسوا کہیں جسے

---

[۱] رعنا نے اسے یوں تغزل کا خوبصورت رنگ بخشا ہے:

گزرے ہیں دل کی راہ سے جلووں کے قافلے
"نظروں کے سامنے ہیں لب و رُخ کے شعبدے
گو ہر طرف ہیں حسنِ مجازی کے سلسلے

[۲] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہے غیب مجھ سے مجھ سے ہے یہ عالمِ شہود
میرے ہی دم سے ہے یہ تماشائے ہست و بود
میرے وجود ہی سے ہے نیرنگیٔ نمود
میں ہوں ازل سے گرم روِ عرصۂ وجود
میرا ہی کچھ غبار ہے دنیا کہیں جسے

ہم غرقِ بیخودی ہیں تماشائے ذات میں
ہیں ساکت و خموش جہانِ ثبات میں
لیکن جو آئیں میکدۂ کائنات میں ؎۴
سرمستیوں میں شیشۂ مے کے ہات میں
اتنا اچھال دیں کہ ثریا کہیں جسے

"یہ جورِ ناروا ہے عنایت مرے لئے"
"یہ بے رُخی ہے نگِ محبت لئے ہوئے"
ترکِ تعلقات میں ہیں وصل کے مزے ؎۵
شاید مرے سوا کوئی اس کو سمجھ سکے
وہ ربطِ خاص رنجشِ بے جا کہیں جسے

اس جلوہ گاہِ شوق پہ اب تک ہے منعکس
اس شاہراہِ شوق پہ اب تک ہے منعکس
پشت و پناہِ شوق پہ اب تک ہے منعکس ؎۶
میری نگاہِ شوق پہ اب تک ہے منعکس
حسنِ خیال شاہدِ رعنا کہیں جسے

تکمیلِ عشق کے لئے دل وقفِ غم کرو
دل خون ہو رہا ہے تو آنکھوں سے داد دو
ایمائے حسن ہے کہ ستم اور بھی سہو
میری فغانِ درد پہ اس سروِ ناز کو
ایسا سکوت ہے کہ تقاضا کہیں جسے

سایا نہ آرزو کا رہا فیضِ عشق سے
طوفان نور کا ہے بپا فیضِ عشق سے

؎۴ رعنا "سرمستیوں" کی معراج تک یوں پہنچے ہیں:
طوفانِ رنگ و نور اُٹھے بحرِ ذات میں
دریائے وجد و کیف اُٹھے کائنات میں
قوسِ قزح کا رنگ ہو بزمِ حیات میں

؎۵ و ؎۶ رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رشکِ صد آفتاب ہوا فیضِ عشق سے — دل جلوہ گاہِ حسن بنا فیضِ عشق سے

وہ داغ ہے کہ شاہدِ رعنا کہیں جسے

ہرگز نہ تو مشاہدۂ حق کی بات کر — سمجھے گا کون بات تری سب ہیں بے خبر

کم ہی ملیں گے اہلِ خرد میں بھی دیدہ ور — اصغرؔ نہ کھولنا کسی حکمت مآب پر

رازِ حیات ساغر و مینا کہیں جسے

ہے سراپا وصل کی لذت مگر مہجور ہے — ہے نشاطِ جاوداں غم میں مگر مستور ہے

ہے سرورِ قدرتِ کامل مگر مجبور ہے — عشق ہے اک کیفِ پنہانی مگر رنجور ہے

حسن بے پروا نہیں ہوتا مگر دستور ہے

عاجزی نے کر دیا اس کو رگِ جاں کے قریب — بے بسی نے کر دیا اس کو رگِ جاں کے قریب

کم روی نے کر دیا اس کو رگِ جاں کے قریب [1] — خستگی نے کر دیا اس کو رگِ جاں کے قریب

جستجو ظالم کہے جاتی ہے منزل دور ہے

ہیں مقامِ جہل ہیں قلب و جگر ناشاد و شاد — جہل میں احساسِ فرقت جہل میں احساسِ یاد

جہل ہی میں آرزو و جستجو شوق و مراد — لے اسی ظلمت کدے میں اس سے محرومی کی داد

اس سے آگے اے دلِ مضطر حجابِ نور ہے

یہ نگاہوں میں سمائے تو تکلم نام ہو — یہ اگر لفظوں میں ڈھل جائے ترنم نام ہو

"یہ اگر دل میں ٹھہر جائے تلاطم نام ہو" [2] — لب پہ موجِ حسن چمکے تو تبسم نام ہو

---

[1] اس کی ایک اور صورت یہ ہے:

مجھ کو ہمت بھی نہ تھی تاب و توانائی نصیب — بے سر و ساماں چل نکلا تھا رہ پر میں غریب

کوئی رہبر تھا نہ ہمدم تھا نہ تھا کوئی رقیب

[2] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رب ارنی کہہ کے چیخ اٹھوں تو برقِ طور ہے

نقش ہے کوئی نہ پردا، جلوہ خود نورِ محیط
نور ہے ہر سمت پیدا، جلوہ خود نورِ محیط
مہرِ تاباں ذرہ ذرہ، جلوہ خود نورِ محیط؎۳
نور آنکھوں میں اسی کا جلوہ خود نورِ محیط
دید کیا ہے کچھ تلاطم میں ہجومِ نور ہے

حیرتوں میں احساسِ کُل کی آئی لذت جوش پر
ڈوب کر اپنے میں ہے ادراکِ وحدت جوش پر
وصل کی ہے آج اب بے پایاں مسرت جوش پر
دیکھتا ہوں میں کہ ہے بحرِ حقیقت جوش پر
جو حباب اٹھا اٹھ کے ملتا ہے سرِ منصور ہے

روح بیدار ہے پر قلب و جگر ہیں مدہوش
خود فراموش جنوں اور خرد ہے رُو پوش
دعوئے عرش رسی ہے نہ خودی کا ہے خروش
بسترِ خاک پہ بیٹھا ہوں نہ مستی ہے نہ جوش
ذرّے سب ساکت و صامت ہیں ستارے خاموش

یہ جو فطرت کے مناظر ہیں ہر سو بکھرے
سب کے سب نورِ خودی ہی کے ہیں رنگیں جلوے
جذب ہو جاتے ہیں آخر یہ مجھی میں سارے
نظر آتی ہے مظاہر میں مری شکل مجھے
فطرت آئینہ بدست اور میں حیران و خموش

آخرش کیا ہیں یہ سب غیب و نمو کے پردے؟
حسن اور عشق کے در اصل ہیں کیا افسانے؟
کیا کرشمے ہیں خدائی کے، خودی کے جلوے؟
ترجمانی کی مجھے آج اجازت دیدے
شجرِ طور ہے ساکت لبِ منصور خموش

ہے بجا عرش سے آئے جو اناالحق کی صدا
یہ سرِ دار سے اٹھتا ہے مگر نعرہ کیا
ذرہ خاک سے کیونکر ہو احق کا دعوے
بحر آواز اناالبحر اگر دے تو بجا
پردۂ قطرۂ ناچیز سے کیوں ہے یہ خروش

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

۳؎ "ہم نے ان آنکھوں سے دیکھا" رعنا

جہل کے دم سے ہے یہ عقل و شعور و عرفاں — ہے باندازۂ افسونِ نمو علم یہاں
واقفِ رازِ دروں ہے تو بس آتنا انساں — ہستیٔ غیب سے گہوارۂ فطرت جنباں

خواب میں طفلکِ عالم ہے سراسر مدہوش

خوابِ آسائش و آرام کے رنگیں پردے — تبھی ہٹ پائیں گے جو نورِ ازل کے جلوے
خود فراموش خودی کو دیں جگا خود آ کے[۱] — پرتوِ مہر ہی ذوقِ رمِ بیداری دے

بسترِ گل پہ ہے اک قطرۂ شبنم مدہوش

نظر نظر ہے مری جستجو، معاذ اللہ — روش روش ہے گلِ آرزو، معاذ اللہ
بہارِ نکہتِ گل چار سو، معاذ اللہ — فریبِ دامِ گہِ رنگ و بو، معاذ اللہ

یہ اہتمام ہے اور ایک مشتِ پر کے لئے

ہوا بھی کیا جو ہوا دردِ دل سوا میرا — ہوا بھی کیا جو ہوئے زخمِ دل مرے تازا
ہوا بھی کیا جو ان آنکھوں سے خونِ دل ٹپکا — جو دل سے تیر کوئی پار بھی ہوا تو کیا

تڑپ رہا ہوں ابھی تک تری نظر کے لئے

جو دل میں ہے وہی جلوہ ہے ماہ و پرویں میں — بس ایک حسن ہے پھولوں میں یا کہ سیمیں میں
نہیں ہے کثرتِ جلوہ نگاہِ یک بیں میں — حقیقت ایک ہے صد ہا لباسِ رنگیں میں

نظر بھی چاہیئے کچھ حسنِ رہگذر کے لئے

---

[۱] و [۲]

"خود بخود دیدۂ مشتاق سے اٹھ جائیں گے" — "اک ذرا عشق اگر سازِ خودی کو چھیڑے"

(رعنا)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تڑپ میں دل ہی کی دراصل دل کی راحت ہے ۔۔۔ فغانِ درد ہی میں نغمۂ مسرت ہے
سرشکِ خوں ہی میں رنگینیٔ محبت ہے [۱] ۔۔۔ بہائے درد و الم درد و غم کی لذت ہے
وہ ننگِ عشق ہے جو آہ ہو اثر کے لیئے

امیں صدائے انا الحق ہے کبریائی کی ۔۔۔ رسائی عرشِ بریں تک ہے پارسائی کی
نہیں ہے کم مگر عظمت بھی خودنمائی کی ۔۔۔ بتوں کے حسن میں بھی شان ہے خدائی کی
ہزار عذر ہیں اک لذتِ نظر کے لیئے

دعوتِ خودسوختن مجھ کو ادائے ناز ہے ۔۔۔ شعلۂ شمعِ فنا چشمِ غلط انداز ہے [۲]
آتشِ جاں وعدۂ لطف و وفا کا راز ہے ۔۔۔ سرے پاتنگ میری ہستی گرم سوز و ساز ہے
جلوۂ حسنِ تپاں اک غیب کی آواز ہے

آرزوئے دید دی اس نے نگاہِ شوق کو ۔۔۔ اُس پہ بخشے نور کے پردے نگاہِ شوق کو
پھر پسِ پردہ دیئے جلوے نگاہِ شوق کو ۔۔۔ چھیڑتی ہے کس لگاوٹ سے نگاہِ شوق کو
خوب بہت باکیف تیری جلوہ گاہِ ناز ہے

لذتِ احساسِ منزل ہے رگِ جاں کے قریب ۔۔۔ شوقِ نظارہ کا حاصل ہے رگِ جاں کے قریب
وہ سرودِ کیفِ کامل ہو رگِ جاں کے قریب ۔۔۔ دوست اے بے تابیٔ دل ہو رگِ جاں کے قریب
درد جو کچھ ہے خود اپنا جلوۂ پرواز ہے

---

[۱] رعنا نے اسے یوں بدل کر لکھا ہے:
"گدازِ دل ہی حقیقت میں دل کی راحت ہے ۔۔۔ فغانِ درد ہی پیغمبرِ مسرت ہے
جگر کا خون ہی رنگِ رخِ محبت ہے"

[۲] "ایک پیمانۂ رمِ چشمِ جنوں انداز ہے" — رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

"عشق نورِ جاودانی عقل عکسِ بے ثبات" [۱] عشق غرقِ حسنِ ذات و عقل پابندِ صفات
عشق پیغامِ حیات و عقل پیغامِ ممات عشق متبسم کہ یہ رازِ جہاں کی کائنات
عقل سرگرداں کہ ہر ذرّہ جہانِ راز ہے

اپنی ہستی سے گزر جانا ہے معراجِ بقا روحِ کیفِ مستقل ہے جرعۂ جامِ فنا
اک سکوتِ جاوداں ہے نغمگی کی انتہا کس قدر پُر درد ہے ٹوٹے ہوئے دل کی صدا
اصلِ نغمہ ایک آوازِ شکستِ ساز ہے

اپنی تخریبِ خودی ہی میں ہے تکمیلِ خودی وسعتِ کونین کی حامل ہے اپنی بے دلی
عرش رس ہے اپنی خاکِ بے نشاں کی بے بسی ہے بہت اعلیٰ مقامِ خستگی و عاجزی
بے پر و بالی سروشِ عشق کی پرواز ہے

آتشیں نغمے اٹھے میرے مذاقِ شوق سے برق کے شعلے اُٹھے میرے مذاقِ شوق سے
طور کے جلوے اُٹھے میرے مذاقِ شوق سے حسن کے فتنے اُٹھے میرے مذاقِ شوق سے
جس سے میں بے چین ہوں وہ خود مری آواز ہے

متفرقات

جو ساتھ ہو سایا تو روشنی کیا ہے شعورِ سجدہ ہو جس میں وہ بندگی کیا ہے
خودی کو جو نہ مٹا دے وہ بیخودی کیا ہے رہا جو ہوش تو رندی و مے کشی کیا ہے
ذرا خبر جو ہوئی پھر وہ آگہی کیا ہے

---

[۱] رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جلا دیا ہے تو اچھا ہے خاک ہو جائے "فریبِ حسنِ مسرت نہ پھر کہیں کھائے"[۱]
وہ تشنگی ہی میں تسکینِ جاوداں پائے کسی طرح تو دلِ زار کو قرار آئے
جو غم دیا ہے تو پھر سعیٔ ولد ہی کیا ہے

دل میں طوفاں نہ اٹھا نغمۂ پُر درد نہ چھیڑ پھر نہ کر حشر بپا نغمۂ پُر درد نہ چھیڑ
سازِ ہستی پہ مرا نغمۂ پُر درد نہ چھیڑ مطربِ فتنہ نوا نغمۂ پُر درد نہ چھیڑ
نکلا پڑتا ہے مرے سینے سے باہر کوئی

ارض و سما بھی راہِ بہاراں میں آئے تھے دونوں جہان گردشِ دوراں میں آئے تھے
غیب و نمود بھی دیدۂ حیراں میں آئے تھے دیر و حرم بھی منزلِ جاناں میں آئے تھے
پر شکر ہے کہ بڑھ گئے دامن بچا کے ہم

شوقِ فنا تھا تیز تر برقِ فنا تھی جلوہ گر قلب و جگر تھے شعلہ جو جلوہ تھا سر بسر شرر
آگ لگی تھی اک اِدھر حشر بپا تھا اک اُدھر عشق تھا آپ مشتعل حسن تھا خود نمود پر
میری نظر سے کیا ہوا تیری نظر سے کیا ہوا

تری یاد ہی میں صورت دو جہان کی ہے ڈوبی[۲] ہے خیال ہی سے تیرے نہیں کچھ خبر خودی کی
ترے سوزِ حسن ہی سے ہوئی خاک میری ہستی کہیں اور اب جو ہوتی ترے حسن کی تجلی
تو نہ میری خاک ہوتی نہ مرا غبار ہوتا

---

[۱] "رعنا" [۲] رعنا نے اسے یوں بدل کر لکھا ہے:

تری یاد میں ہو طاری مرے دل پہ بیخودی سی تری فکر میں خبر ہے کسے حسنِ دو جہاں کی
ترے سوزِ حسن ہی سے ہوئی خاک میری ہستی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زیرِ ترتیب دیوان

نگاہِ شوق

کے کچھ اوراق

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

زندگی خُلد بدامن ہے جہنّم بردوش

زندگی خُلد بدامن ہے جہنم بردوش
شورشِ اہرمن و نغمۂ شیریں سروش
کیف و سرمستی و طوفانِ جنونِ پُرجوش
کاوشِ عقل و خرد کشمکش و گرمیٔ ہوش

زندگی خلد بدامن ہے جہنّم بردوش

حُسن ہے، نُور ہے، نغمہ ہے شبستانوں میں
رنگ ہے نکہت و فرحت ہے گلستانوں میں
رندی و مستی و دیوانگی ہے خانوں میں
جلوہ و بےخودی و خامشی ویرانوں میں

زندگی خلد بدامن ہے

ایک ناکامی و محرومی و مہجوری ہے
بےکسی، مفلسی، بےچارگی مجبوری ہے
بےلبسی، خستگی ناداری و رنجوری ہے
بندگی بارکشی محنت و مزدوری ہے

زندگی ہے یہ جہنّم بردوش

وسعتِ فکر و نظر بندشِ تخلیقِ ہُنر
جن سے شاعر ہے، مغنّی ہے مصوّر ہے بشر
جادوئے حسنِ قلم شعر و ترنّم کا اثر
جن سے ملتا ہے سرورِ دل و آرامِ جگر

زندگی خلد بدامن ہے

جہل ہے، کفر ہے، پندار کی بیماری ہے
علم کا زعم ہے سائنس کی ہمہ داری ہے
قتل و غارت ہے سیاست کی شرباری ہے
جھوٹ ہے مکر ہے، دھوکہ ہے، ریاکاری ہے

زندگی ہے یہ جہنّم بردوش

اس کو ہر اک نے باندازِ تماشہ دیکھا
اس سے ہر ظرف کو پیمانۂ لبریز ملا

رانی نکہت جون ۱۹۵۹ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جہانِ شوق کی ناکامی و تہی دستی / ہماری کم نظری کے سوا کچھ اور نہیں
یہ دردِ ہجر یہ بے چارگی یہ محرومی / دعا کی بے اثری کے سوا کچھ اور نہیں
ہجومِ ظلمت و طوفانِ تیرگی آخر / ہماری بے بصری کے سوا کچھ اور نہیں
نصیبِ غم تو ہیں آنسو خوشی کا حاصل بھی / بس ایک دردِ سری کے سوا کچھ اور نہیں
غرورِ علم و ہنر فخرِ عقل و دانش و فن / ظہورِ بے خبری کے سوا کچھ اور نہیں
یہ لالہ و گل و نسریں یہ رنگ و بوئے چمن / فسونِ خوش نظری کے سوا کچھ اور نہیں
یہ مہر و مہ یہ ستارے یہ کہکشاں در اصل / حجابِ جلوہ گری کے سوا کچھ اور نہیں
کرشمہ سازیِ حسن و شباب یہ جلوے / جنوں کی فتنہ گری کے سوا کچھ اور نہیں
وہ نورِ حسن سے جہانِ نمود ہے روشن / ستارۂ سحری کے سوا کچھ اور نہیں
یہ کائنات فریبِ شہودِ ہستی ہے / کمالِ خود نگری کے سوا کچھ اور نہیں
"حجابِ رنگِ خودی ہو کہ بے خودی کا جمال" [۱] / بشر کی دیدہ وری کے سوا کچھ اور نہیں

لندن سنہ ۱۹۶۰ء

جنونِ آگہی ہوں شورشِ حق و صداقت ہوں / میں عرفانِ محبت ہوں میں طوفانِ مسرت ہوں
سدا جو کامیاب و کامراں ہو میں وہ لذت ہوں / نہ ہو جو آشنائے رنج و کلفت میں وہ راحت ہوں
وفورِ جلوہ مجھ سے عشق کی سرمستیاں مجھ سے / نشاطِ وصلِ پیہم ہوں علاجِ دردِ فرقت ہوں
گلستانِ جہاں ہے میرے دم سے خلدِ نظارہ / گلوں کی تازگی ہوں میں ہجومِ رنگ و نکہت ہوں

۱؎ یہ مصرعہ جناب رعنا کی بخشش ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ستاروں کی چمک ہوں روشنی ہوں چاند سورج کی
فضا کی وسعتِ بے انتہا گردوں کی رفعت ہوں

مرے نقشِ قدم سے کہکشاں کا نور ہے پیدا
سمائے جس میں ہیں کونین وہ دامانِ وسعت ہوں

فنا کر دے عداوت کو مٹا ڈالے جو نفرت کو
وہ برقِ عشق ہوں وہ شعلۂ سوزِ محبت ہوں

نہیں کچھ امتیازِ کفر و ایماں، طاعت و عصیاں
کھلا سب کے لئے ہے جس کا دامن وہ سخاوت ہوں

جہاں کی پستیوں میں موجِ رفعت مجھ سے اُٹھتی ہے
گنہ کی وادیوں میں آبشارِ عفو و رحمت ہوں

سعادت میرے ہاتھوں میں اجابت میرے دامن میں
خلوص و سادگی، صدق و صفا، عجز و عقیدت ہوں

ہوں میدانِ عمل میں گامزن میں ہر گھڑی لیکن
جو ہو آزاد ہر رنگِ تعلق سے وہ محنت ہوں

سنہ ۱۹۶۰ء

غرض نہیں، مجھے اس سے کہ سروری کیا ہے
میں جانتا ہوں مگر شانِ بندگی کیا ہے

بلندیوں کو جو عرشِ بریں کی چھو نہ سکے
وہ موجِ خاکِ فقیری و عاجزی کیا ہے

خدا ہے جس کے لئے بے قرار وہ سجدہ
جبیں میں جس کی نہ تڑپے وہ آدمی کیا ہے

وصال و ہجر کی جو قید سے نہ ہو آزاد
وہ دوستی وہ محبت وہ عاشقی کیا ہے

خیالِ یار میں خود سے بھی جو رہے آگاہ
وہ جاں سپردگی کیا ہے وہ بے دلی کیا ہے

جو ارتقائے خودی سے خدا تک آ نہ گیا
فرشتہ رہ گیا بن کر، جو آدمی کیا ہے

نہ بے خودی کو سمیٹے جو اپنے دامن میں
جو رازِ مرگ نہ پا جائے وہ خودی کیا ہے

جو حسن و عشق کی جزئیات میں رہے محدود
جو اپنا آپ نہ پائے وہ آگہی کیا ہے

جو شورِ زیست کو اپنے میں جذب کر نہ سکے
نہ جس سے اُٹھیں ترانے وہ خامشی کیا ہے

نفس نفس میں نہ جس کے بہارِ تازہ ہو
جو رنگ و بو نہ بکھیرے وہ زندگی کیا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جو جگمگا نہ سکے غمکدوں کی ظلمت کو
ستارہ زا بھی اگر ہو تو روشنی کیا ہے

جو آنسوؤں کو نہ شب کے بنا سکے موتی
جو آفتاب نہیں دل کی روشنی کیا ہے

وہ عشق عشق نہیں جس میں غم کا ہو احساس
نری خوشی میں خوشی ہے تو پھر غمی کیا ہے

جو صرف خدمتِ خلقِ خدا نہ ہو پائے
بسر جو اپنے لئے ہو وہ زندگی کیا ہے

جو دے کے غنچۂ دل کو تبسمِ رنگیں
مسرتوں سے نہ بھر دے وہ شاعری کیا ہے

لندن سنہ ۱۹۶۱ء

آنکھوں میں حسنِ صورتِ لیلےٰ لئے ہوئے
دل میں جنونِ بادیہ پیما لئے ہوئے

رگ رگ میں "جوشِ رقصِ تمنا" لئے ہوئے
سر میں وفائے عشق کا سودا لئے ہوئے

سجدے جبینِ شوق میں صدہا لئے ہوئے
اک آرزوئے نقشِ کفِ پا لئے ہوئے

آئے تھے ہم بھی شوقِ تماشا لئے ہوئے
اب جا رہے ہیں دیدۂ بینا لئے ہوئے

ذرّے میں ایک وسعتِ صحرا لئے ہوئے
قطرے میں ایک شورشِ دریا لئے ہوئے

دامن میں تجلیوں کو سراپا لئے ہوئے
تابِ جمالِ جلوۂ زیبا لئے ہوئے

اک کیفِ مستقل کا تقاضا لئے ہوئے
عزمِ شکستِ ساغر و مینا لئے ہوئے

صبرِ زمین شانِ فلک، وسعتِ فضا
جاتے ہیں ہم جہان سے کیا کیا لئے ہوئے

اب جذب ہو رہی ہے خموشی میں گفتگو
اک حرف زیرِ لب ہی میں معنی لئے ہوئے

رانچی سنہ ۱۹۶۹ء

شبِ تاریک سے اٹھیں سحر دامانیاں تیری
ہوئیں ظلمت کے سائے میں جواں تابانیاں تیری

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جہاں تیری نظر میں ابتدائے جہل ہوتی ہے
وہیں پر ختم ہو جاتی ہیں نکتہ دانیاں تیری

مرا دامن سحابِ نور لاکھوں کہکشاں آگیں
ہوئیں ظلمات کے پہلو میں نور افشانیاں تیری

مرے نقشِ قدم سے آفتابِ زندگی روشن
جلائیں خرمنِ ہستی کو برق افشانیاں تیری

مری خاموشیوں سے راگ کی تخلیق ہوتی ہے
فغاں بردوش ہیں لیکن یہ نغمہ خوانیاں تیری

مری گہرائیوں سے خود بخود طوفان اُٹھتے ہیں
نہ ہیں منت کشِ جوشِ جنوں طغیانیاں تیری

مری مستی سے حسنِ شعر و کیفِ نغمہ پیدا ہیں
مری لب بستگی سے ہیں گہر افشانیاں تیری

جمودِ عشق سے میرے اُٹھی ہے شورشِ ہستی
حجابِ حسن سے میرے شرر سامانیاں تیری

مرے بے ساز نغموں سے ترانے تیرے اُٹھتے ہیں
مری بے نطق موسیقی سے خوش الحانیاں تیری

مری بے نام و بے صورت رضائے بال و پر تیرے
مری تحریکِ بے جنبش سے پَر افشانیاں تیری

سکونِ جاوداں سے میرے پیدا برق رفتاری
تری بیتابیوں کا ہیں نشاں جولانیاں تیری

ظہورِ بزمِ امکاں انتشارِ وحدت سے میرے
مسرت کی طرف مائل ہیں نوحہ خوانیاں تیری

مری وحدت کے پرتو سے دوئی تیری ہوئی پیدا
خداوندی کی متلاشی ہیں نافرمانیاں تیری

رہِ آساں سفر میں ہے نشانِ دوریٔ منزل
دعا کر مشکلیں بن جائیں سب آسانیاں تیری

نہیں جس کی ہوئی تکمیل وہ مٹتا ہی رہتا ہے
تلاشِ زندگی میں ہیں ابھی قربانیاں تیری

نہ ڈر عریانیوں سے کام آئیں گی ترے آخر
رہِ فقر و فنا میں بے سر و سامانیاں تیری

جنوری ۱۹۵۷ء (جالندھر سے پٹھانکوٹ جاتے ہوئے)

وہ محبوسِ زماں سمجھے یہ محدودِ مکاں سمجھے
مجھے اہلِ زمیں سمجھے نہ اہلِ آسماں سمجھے

کہاں ہے آشنائے راز جو میری زباں سمجھے
مرے معنیٰ کو پائے میرا اندازِ بیاں سمجھے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جو رازِ پردہ اظہار و اسرارِ نہاں سمجھے
حقیقت کو حقیقت داستاں کو داستاں سمجھے

نگاہِ شوق حسن کی گردِ رہ کو کہکشاں سمجھے
جو ہر اک قطرۂ شبنم کو سیلابِ رواں سمجھے

جو اپنی خامشی کو اصلِ اعجازِ بیاں سمجھے
جو شورِ نعرۂ منصور کو بھی اک فغاں سمجھے

الم کو حسن کا سوزِ دل نشاطِ جاوداں سمجھے
نظر جس کی خزاں کو بھی بہارِ گلستاں سمجھے

جو سجدے کے لئے اپنی جبیں کو آستاں سمجھے
خودی جس کی خدا کو ہمنشین و ہم زباں سمجھے

جو اپنی وسعتوں میں گمشدہ کون و مکاں سمجھے
جو اپنے نور میں غلطاں غبارِ کہکشاں سمجھے

جو بحرِ بیکراں کو اپنی اک موجِ رواں سمجھے
زمین و آسماں کو نقشِ پائے کارواں سمجھے

جو مہر و مشتری کو بھی نہ اپنا ہم عناں سمجھے
جو اپنا عرش سے آگے زمین و آسماں سمجھے

جو برقِ شعلہ افشاں کو چراغِ آشیاں سمجھے
جو مرگِ ناگہاں کو بھی حیاتِ جاوداں سمجھے

کہاں ہے دوست ایسا لاؤ اس کو اپنی محفل میں
کوئی تو دورِ حاضر میں ہماری بھی زباں سمجھے

کلکتہ، دسمبر ۱۹۵۵ء

"اِک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبّت کا اُڑایا ہے مذاق"

تم بھلا جانتے ہو سچی محبت کیا ہے؟
کیا اُڑا سکتا ہے کوئی بھی محبّت کا مذاق؟

تم نے کی ہی نہیں شاید وہ محبت جس میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دو دھڑکتے ہوئے دل ندیوں کی صورت مل کر
ایک دریائے مسرّت کو جنم دیتے ہیں
جس میں احساسِ خودی دونوں کا ہوتا ہے فنا
امتیازِ من و تو رہتا نہیں کچھ باقی
تم نے کی ہوتی کسی سے جو محبّت ایسی
کیفیت ٹوٹتے ہوئے دل کی سمجھ پاتے تم

موت نے چھین لیا جس سے ہو اُس کا ساتھی
ایسا مزدور کا دل ہو کہ شہنشاہ کا دل
بے ثباتی پہ زمانے کی لہو روتا ہے
اور مرنے کی تمنّا میں جئے جاتا ہے
یادِ محبوب کا رنگین سہارا لے کر
تازہ کرتا ہے محبّت کی کہانی اپنی
پھر وہی لب وہی رخسار ابھر آتے ہیں
پھر وہی چاند سا مکھڑا نظر آجاتا ہے
ٹوٹ جاتا ہے مگر جلد تصوّر کا طلسم
اور بھی روتے ہوئے دل کو رلا جاتا ہے
نالے دب دب کے یہ بنتے ہیں دھواں آہوں کا
جو ہمیشہ کے لئے زیست پہ چھا جاتا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سانس آتے ہیں مگر گھٹتا ہی رہتا ہے دم
زندگی ہو کے کسک درد کی رہ جاتی ہے

غم زدہ دل کو اگر طاقتِ اظہار ملے
یادِ محبوب اسی سازِ شکستہ سے کبھی
رو نما ہوتی ہے اک سوز ترنم ہو کر
نغمۂ شعر کبھی بنتی ہے تسکیں کے لئے
رنگ میں یا کسی تصویر کے ڈھل جاتی ہے
فنِ شاعر و مغنّی و مصوّر ایسے
زورِ تخلیق و تخیّل کا سہارا لے کر
یاد کو زندۂ جاوید بنا لیتا ہے

فلسفی اور مفکّر کو اگر چوٹ لگے
غم ڈبو لیتا ہے وہ فکر کی گہرائی میں
مرکزِ حسن و مسرّت کی طرف جھک کر وہ
ابدی زلیست کے اسرار کو پا لیتا ہے
جلوۂ حُسن کے انوار میں کھو جاتا ہے
اپنے محبوب کو جاوید بنا لیتا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

غمزدہ ایسے بھی ہیں جن کو نہیں ضبط کی تاب
قوّتِ فکر نہیں طاقتِ گفتار نہیں
چاہتے ہیں کہ بنا لیں وہ محبّت کا نشاں
روح میں تازگی سی پھر عود کر آئے جس سے
جس طرح طالبِ انوارِ خدا کعبے میں
یا صنم خانوں میں دلدادۂ دیدارِ صنم
اک نشاں دیکھ کے محبوب کو پا لیتے ہیں

تاج ہے زندۂ جاوید محبت کا نشاں
تم غلط سمجھے جو سمجھے اسے الفت کا مذاق
خونِ مزدور ہیں شاہ جہاں کے آنسو
درد کو حسرت و ارمان کو اُس نے اپنے
شب کی تنہائیوں میں قطرہ بہ قطرہ دھویا
تب کہیں جا کے ملی مرمریں صورت اُن کو
تاج ہے زندۂ جاوید محبّت کا نشاں

نکہت بدوش رنگ بکف کیوں فضا ہے آج
ہر ذرّہ کائنات کا کیوں پُر ضیا ہے آج
لطف و کرم کچھ اور ہوا چاہتا ہے آج
اب تک نہ تھا روا جو ستم وہ روا ہے آج
غفلت شعاریوں میں نوازش کی ہے جھلک
شوخی میں اُن کی ایک نئی سی ادا ہے آج

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ہونٹوں پہ اُن کے برقِ تبسّم ہوئی عیاں
آنکھوں میں ایک مست گھٹا رونما ہے آج

صبر آزما خموش نگاہوں نے دیکھئے
کچھ اختیارِ رنگِ تکلّم کیا ہے آج

تاریکیاں مٹیں شبِ ہجراں ہوئی تمام
اس رُخ پہ رنگ و نورِ شفق کھل رہا ہے آج

مائل بہ اذنِ جلوہ ہوئی زلفِ عنبریں
دنیائے رنگ و بو میں قیامت بپا ہے آج

عالم خرابِ جلوۂ بیتاب کیوں اُٹھا
ہر ذرہ رشکِ طور ہوا جا رہا ہے آج

کچھ خود بخود بڑھے چلے آتے ہیں وہ قدم
جتنا جبینِ ناز کرے سب بجا ہے آج

فروری ۱۹۵۹ء

دنیا سے خطاب

جنّت کی اک حُور سہی تُو
ایک مجسّم نُور سہی تُو

حُسن و شباب و ناز و ادا سے
سرتاپا معمور سہی تُو

میری نگاہِ شوق نے دیکھے
تجھ سے حسیں تر لاکھوں جلوے

جانِ بہاراں، رونقِ ہستی
حاصلِ رنگ و نور و مستی

ساز و ترنّم، رقص و تماشا
سحرِ مجازِ حُسن پرستی

اپنی خودی میں سارے پائے
تیرے حسیں اور شیریں نغمے

تیری خوشی آلودۂ غم ہے
جتنی ملے اُتنی ہی کم ہے

موت کا تجھ کو پیہم کھٹکا
اُلجھا اُلجھا اک اک دم ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اب تو دے ہی کیا سکتی ہے
اب میں مانگوں بھی کیا تجھ سے

فضا میں شعلے جو لاکھوں لپکتے پھرتے ہیں
کہیں سے برقِ تبسم کوئی گری ہوگی
یہ رنگ و بو کے جو طوفاں ہیں بپا ہر سو
حدیث عارض و گیسو رواں ہوئی ہوگی
حیات رقص کناں نغمہ ریز ہے ہر دم
نظر کی بات زباں سے نکل گئی ہوگی
مسرتوں سے جو لبریز ہے تری دنیا
بنا کے تو نے یہ تصویر چوم لی ہوگی

یہ ہر گھڑی جو تڑپ ہے بشر کے سینے میں
ازل میں تیری نظر سے نظر ملی ہوگی
عطا ہوا ہے غمِ بے بہا ترا مجھ کو
اب اس سے بڑھ کے بھلا اور کیا خوشی ہوگی
بہ فیضِ داغِ محبت ملی ہے جو دل کو
کہاں وہ چاند ستاروں کی روشنی ہوگی
جو زخم ہائے جگر کو تری نظر سے ملی
کہاں وہ لالہ و گل میں شگفتگی ہوگی
سما گئی ہے جو دل کے شکستہ تاروں میں
کہاں وہ سازِ دو عالم میں نغمگی ہوگی
ترے خیال میں گزرے نہ جس کی ہر ساعت
وہ زندگی بھی بھلا کوئی زندگی ہوگی

نہ کارواں کا دھواں ہے نہ رہ گزر کا نشاں
چلو یہیں کہیں منزل بھی گم ہوئی ہوگی
نہ آشیاں کی خبر ہے نہ گلستاں کا پتہ
یہی مقام ہے بجلی جہاں گری ہوگی

۱۹۶۵ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جنم اشٹمی ۱۹ اگست ۱۹۵۷ء

آمد

نظر فروزِ حسن کی تجلّیاں لئے ہوئے
قدم قدم پہ اپنے ساتھ کہکشاں لئے ہوئے
جبیں پہ عقل و ہوش سوز بجلیاں لئے ہوئے
نظر نظر میں ایک مہر ضو فشاں لئے ہوئے
تبسّمِ نگاہ لطفِ بیکراں لئے ہوئے
لبوں پہ اپنے نغمہ زا خموشیاں لئے ہوئے
نفس نفس میں اک بہارِ جاوداں لئے ہوئے
کنہیّا آج ایسے کچھ ہمارے گھر پہ آئے ہیں

استقبال

نگہ زِ وسعتِ مکان و لامکاں لئے ہوئے
جگر گداز و جاں گسل غمِ جہاں لئے ہوئے
شکایتِ جفا و جبرِ آسماں لئے ہوئے
حکایتِ تکلّفاتِ دوستاں لئے ہوئے
عناد و بغضِ دشمناں کی داستاں لئے ہوئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

غرض تمام سلسلۂ این و آں لئے ہوئے
متاعِ زندگی کو میں کشاں کشاں لئے ہوئے
بڑھا اور اُن کے پائوں پر سرِ نیاز رکھ دیا

رگوں میں میری اک خوشی کی لہر سی بکھر گئی
مری حیات جو بگڑ گئی تھی پھر سنور گئی
نور کا اپنے خود امیں ہے تُو
جانتا ہوں بہت حسیں ہے تُو
لن ترانی کا سُن چکا قصّہ
ہاں نظر سوز ہے ترا جلوہ
کیا یہ لیکن قصور ہے میرا
جو نہیں مجھکو تابِ نظارا
شوقِ دیدار تیز تر کر دے
شعلہ ساماں مری نظر کر دے

پھر تو آ بے نقاب ہو کر آ
نورِ صد آفتاب ہو کر آ
جوشِ حسن و شباب ہو کر آ
شورش و اضطراب ہو کر آ
میری رگ رگ میں مستیاں بن کر
میرے دل میں شراب ہو کر آ
اک نظر سے خراب ہو جاؤں
تو خود ایسے خراب ہو کر آ
درد کا پھر کبھی نہ ہو احساس
لذّتِ کامیاب ہو کر آ
مجھ میں اپنا جواب پیدا کر
پھر تو میرا جواب ہو کر آ
شوقِ دیدار تیز تر کر دے
شعلہ ساماں مری نظر کر دے

نومبر ۱۹۵۶ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہ ارض و سما، حُسنِ نمو، شورشِ ہستی
جو کچھ نظر آیا مجھے اپنا نظر آیا

ہے صحنِ چمن اپنے لئے اپنے لئے ہے
ہر غنچۂ بے باک جو ہنستا نظر آیا

راتوں کو چراغاں کئے اور دن کو منور
ہر بُت مجھے خورشید و قمر سا نظر آیا

ہے وقف مری شانِ شہنشاہی کو سب نُور
ہر لعل و گہر میں جو دمکتا نظر آیا

چھایا رہا جب تک مری آنکھوں میں اندھیرا
ہر سو مجھے "میں میں" کا تماشا نظر آیا

آخر تری رحمت نے مجھے بخشی بصیرت
مٹنے لگا "میں"، "تُو" جو ابھرتا نظر آیا

یہ حُسنِ بُتاں، رنگِ چمن، نورِ تماشا
اک مست نگاہوں کا اشارا نظر آیا

خوشبوئے گل و مشکِ ختن، بادِ بہاراں
سب میں دمِ جاں بخش تمہارا نظر آیا

اس سے بھی جو گزرا نہ رہا میں نہ تماشا
"جب تو نظر آیا مجھے تنہا نظر آیا"[1]

لیکن نہ حجابِ من و تو بھی رہا قائم
اک کھیل مجھے دیدۂ بینا نظر آیا

وہ بھی نہ حقیقت تھی حقیقت جسے سمجھا
اک خواب مجھے سارا تماشا نظر آیا

شاہد ہے نہ مشہود ہے کوئی نہ تماشا
اب کون کہے کس کو کہاں کیا نظر آیا

۱۹۵۸ء

حسن کو حسن سمجھ رونقِ محفل نہ بنا
"عشق کو عشق سمجھ مشغلۂ دل نہ بنا"[2]

دشت سے، محمل و لیلیٰ سے گزرنا ہی تجھے
ان مقاماتِ رہِ عشق کو منزل نہ بنا

توڑ لائیں گے ستارے ترے دست و بازو
کوہکن ہوش میں آ، خاک کو حاصل نہ بنا

۱۔ اصغرؔ ۔ ۲۔ مصرعِ طرح

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

زندگی کرنا ہے آخر تجھے طوفانوں میں
جسم وجاں، قلب وجگر خوگرِ ساحل نہ بنا

شعلۂ طور سے دوچار تجھے ہونا ہے
ظلمتِ جہل کو تو اپنا مقابل نہ بنا

عشق مشکل ہے اسے بھول کے آساں نہ سمجھ
اپنی مشکل کو تو کچھ اور بھی مشکل نہ بنا

۱۹۵۹ء

حُسن و عشق

حُسن اصلِ کائنات
حُسن ہے رازِ حیات

حُسن کا شوقِ نمو
بن گیا ہے رنگ و بُو

چاند تاروں کے دیئے
حُسن نے روشن کیے

حُسن کی گرمی بنی
روشنی خورشید کی

حُسن کا رنگیں نقاب
مہوشوں کا ہے شباب

حُسن کی خود بینیاں
ہوگئیں لطفِ بیاں

حُسن سے تابندگی
پا رہی ہے زندگی

حُسن سے پیدا ہوا ق
حُسن میں ہے بس رہا

سب جہانِ آرزو
سخت کوش و نرم جُو

حُسن کیا ہے حُسن کی
حُسن کو خود آگہی

حُسن خود بیں خود نما
عشق اس کا آئینہ

حُسن کی رنگینیاں ق
عشق کرتا ہے عیاں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حُسن کا لطفِ خیال — شعر میں دیتا ہے ڈھال
حسن ہے سرِّ نہاں — عشق ہے شرح و بیاں
حُسن سرتا پا خودی — عشق ہے رنگِ دوئی
حُسن بے پایاں جلال — عشق معیارِ کمال
حُسن کی مستی خموش — ق — حُسن کا خوابیدہ جوش
شورشِ طوفاں بدوش — عشق سرتا پا خروش
حُسن کی تابانیاں — عشق نے کیں بجلیاں
حُسن سرِّ لا الہٰ — عشق اللہ ہُو بنا

۱۹۵۹ء

محیطِ جہل میں گھِر کر بھی بے خبر تو نہیں — بشر بہت سہی مجبور اس قدر تو نہیں
قدم قدم پہ اگرچہ ہیں لاکھ دانہ و دام — مگر یہ طائرِ دل بھی شکستہ پر تو نہیں
حیات اپنی سہی دشتِ بے کنار مگر — بغیر نخلِ دل و آبِ چشمِ تر تو نہیں
سفر دراز سہی راہیں پُر خطر لیکن — جو طے نہ ہو سکیں ایسے بھی بحر و بر تو نہیں
اٹھو بڑھاؤ قدم منزلیں ہیں چشم براہ — قیام بر سرِ رہ حاصلِ سفر تو نہیں
جو بابِ مرگ تک آتے ہی ختم ہو جائے — ہمارا قصۂ غم اتنا مختصر تو نہیں
شبِ حیات کے سائے گھنے سہی کیا ڈر — کہ دُور دامنِ ظلمات سے سحر تو نہیں
فغاں فضول سہی، فکر و سعیٔ لاحاصل — دعائے نیم شبی اپنی بے اثر تو نہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(سچدانند) ستیہ چیتہ آنند

شعاعِ ہست کو تاریکیوں میں نیست کی لاکر
حسیں تاریکیوں کو چشمِ انساں کر دیا تو نے (ست)

شعورِ بیخودی کو رنگِ احساسِ خودی دے کر
خودی کو ذرّے ذرّے میں نمایاں کر دیا تو نے (چت)

نشاطِ زندگی کو غم کے پردوں میں نہاں کر کے
غمِ ہستی دو عالم میں پریشاں کر دیا تو نے (آنند)

خودی نے مست نظروں سے شعورِ ہست کو پایا
تماشائے جہاں کا رازِ عرفاں کر دیا میں نے

خودی کو بیخودی غم کو نشاطِ زندگی کر کے
شبِ تاریکِ ہستی کو چراغاں کر دیا میں نے

سنہ ۱۹۵۷ء

من و تو

تو بحرِ بے کراں ہے — میں موجِ سرگراں ہوں
تو میرِ کارواں ہے — میں گردِ کارواں ہوں
تو آفتابِ ہستی — میں دودِ کہکشاں ہوں
تو طورِ سوزِ جلوہ — میں برقِ آشیاں ہوں
تو نکہتِ بہاراں — میں رنگِ گلستاں ہوں
تو ہے بنائے ہستی — میں سنگِ آستاں ہوں
میرا یہی پتہ ہے — میں تیرا اک نشاں ہوں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تُو کار سازِ فطرت — میں تیرا رازداں ہوں
تُو ہے نشاطِ کامل — میں اشکِ شادماں ہوں
تُو کامیابِ لذّت — میں دردِ کامراں ہوں
تُو نغمۂ ازل ہے — میں سوزِ جاوداں ہوں
تُو حسن کی تڑپ ہے — میں دردِ عاشقاں ہوں
تُو معنئ حقیقت — میں تیرا ترجماں ہوں
تُو حُسنِ داستاں ہے — میں شوخئ بیاں ہوں
تُو شعرِ زندگی ہے — میں شعر کی زباں ہوں
تو ہمنوا ہے میرا — میں تیرا ہم زباں ہوں
تُو ہے شرابِ کہنہ — میں مستئ جواں ہوں
تُو پیرِ مے کدہ ہے — میں مے کدے کی جاں ہوں
تو خالقِ دو عالم — میں فخرِ دو جہاں ہوں

تو مجھ سے میرے تخیّل کو چھین لے واپس

یہ نقشِ شعلۂ لرزاں کو طور سمجھا ہے — چراغِ کشتہ کو انبارِ نور سمجھا ہے
ملی نہیں ہے اسے تابِ دید لیکن یہ — ہر اک نگاہ کو اک تارِ نور سمجھا ہے
کمالِ حسن کے جلوؤں کی بات کرتا ہے — حسین سایوں کو یہ رشکِ حور سمجھا ہے
سرِ نیاز درِ عقل پر ابھی خم ہے — شعور و ہوش کو حال و سرور سمجھا ہے
ہوا نہیں ابھی احساسِ زندگی حاصل — خودی کو اپنی خدا کا ظہور سمجھا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تو مجھ سے میرے تخیّل کو چھین لے واپس

اُٹھایا پہلا قدم منزلوں تک آپہنچا — بڑھایا دستِ عمل حاصلوں تک آپہنچا
ہوئی نہیں ابھی طوفاں سے روشناسی تک — گذر کے بحرِ فنا ساحلوں تک آپہنچا
کڑکتی دھوپ کو ہے جھیلنا ابھی باقی — تہی رات کی یہ محفلوں تک آپہنچا
ہوا نہیں ہے ابھی آشنائے برقِ فنا — فضائے عرش کے یہ فاصلوں تک آپہنچا
سمجھ لیا ہے کہ دیدارِ دوست ہے آساں — درونِ پردہ کی سب خلوتوں تک آپہنچا

تو مجھ سے میرے تخیّل کو چھین لے واپس

میری تاریکیوں کے دامن میں — ایک ماہِ تمام ہوتا ہے
میری خاموشیوں کے پردوں میں — ایک شورِ کلام ہوتا ہے
میری عقل و خرد کے ہاتھوں میں — ایک بھرپور جام ہوتا ہے
دردِ فرقت کے آئینے میں مرے — عکسِ وصلِ دوام ہوتا ہے
دل کی بے تابیوں میں چھپ چھپ کر — کوئی مستِ خرام ہوتا ہے
بند ہوتی ہیں جب مری آنکھیں — اُس کا دیدارِ عام ہوتا ہے
خلوتوں میں جو گنگناتا ہوں — بس اسی سے کلام ہوتا ہے

۱۹۵۹ء

رہبرِ عشق ابھی عقل ہے کیا — چلتے چلتے جو بھٹک جاتا ہوں
دل کو مطلوب ہے گو مرگِ خودی — پھر بھی اس موت سے گھبراتا ہوں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سر میں سودائے انا الحق ہے مگر
جرأتِ دار نہیں پاتا ہوں

ٹھوکریں راہ دکھاتی ہیں مجھے
لغزشِ پا سے سنبھل جاتا ہوں

بے بسی قوتِ پرواز بنی
بے پر و بال اُڑا جاتا ہوں

ترک کرتا ہوا سب خوف و خیال
عقل کی حد سے بڑھا جاتا ہوں

وسعتِ کون و مکاں تنگ ہوئی
تیرے قدموں میں چلا آتا ہوں

آسمانوں سے نکل کر آ گئے
شعلۂ برق کو اپناتا ہوں

اک جہاں اور کروں گا پیدا
زندگی موت سے ٹکراتا ہوں

"دم چیست؟ پیام است، شنیدی نشنیدی
درخاکِ تو یک جلوۂ عام است ندیدی"
دیدن دگر آموز، شنیدن دگر آموز

یہ خاک کے سینے سے مچلتے ہوئے بھونچال
روندی ہوئی مٹی سے پہاڑوں کا اُبھرنا
پانی کے بخارات میں بجلی کے یہ شعلے
برسات کے قطروں میں یہ دریاؤں کی شورش
جنگل میں گرج شیر کی، ہاتھی کی یہ چنگھاڑ
پھیلانا یہ پھن سانپ کا شاہیں کی یہ پرواز
قاتل کا یہ دل چیر اُچکنے کی یہ ہمت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شاہوں کی جہانگیری کی بگڑی ہوئی صورت

احساسِ قفس ہوتا ہے جب روحِ جہاں کو
اظہارِ خودی کے لئے ہو جاتی ہے بیتاب

کرتی ہے ستی اپنے کو شعلوں کے حوالے
آ آ کے مٹے جاتے ہیں پروانے سرِ شمع
جانباز شہیدانِ وطن ہوتے ہیں قرباں
سنیاسی کا یہ ترکِ جہاں رام کا بن باس
چیتنیہ کا یہ پریم، یہ میرا کی محبت
منصور کا یہ نعرہ، یہ مجذوب کی مستی
بُدھ کی یہ تپسیہ یہ صلیبائی یسوع کی

جب روح کو ہو جاتا ہے آزادی کا احساس
مٹنے کو خودی آپ ہی ہو جاتی ہے مجبور

انوار کی یکتائی نظر آتی ہے ہر سو
نغمات میں بس جاتی ہے دنیا کی ہر اک شے
گہرائی سمندر کی فضاؤں کی یہ وسعت
نغمے یہ پرندوں کے یہ پھولوں کا تبسم
یہ نقش مصور کے یہ شاعر کا تخیل
صوفی کا تصوف یہ مغنی کا ترنم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہ جلوے ترے شوقِ نظر کے لئے بیتاب
یہ نغمے سماعت کے لئے تیری ہیں لرزاں
دیدن دگر آموز شنیدن دگر آموز

۱۹۵۵ء

ہوا جلوہ گر ہر سو ترا ذوقِ خودنمائی — کہیں رنگ و بوئے عصیاں کہیں نورِ پارسائی
کہیں شانِ بتکدہ ہے کہیں شوکتِ حرم ہے — کہیں حسنِ پردہ پوشی کہیں نورِ رونمائی
کہیں رفعتِ خودی ہے کہیں عظمتِ رضا ہے — کہیں عشقِ عرش منزل کہیں حسنِ نارسائی
کہیں دستِ شیشہ گر ہے کہیں چشمِ خود نگر ہے — کہیں جامِ جم کی صورت کہیں کاسۂ گدائی
کہیں لالہ زارِ ہستی کہیں شعلۂ فنا ہے — کہیں موجۂ تلطّف، کہیں برقِ کج ادائی
تو ہی نغمۂ مجسّم، ہے تو ہی سکوتِ کامل — کبھی میرے دل کی دھڑکن، کبھی میری لب کشائی

سچّائی کی دیوی

خلوصِ دل کا سنہری لباس پہنے ہوئے
سجی دھجی ہوئی صدق و صفا کے گہنوں سے
جبیں پہ نورِ اناالحق کا مہر آویزاں
چمک دمک رخِ روشن پہ حسنِ ایماں کی
نظر میں شعر و ہنر کی شفق کا رنگ عیاں
لبوں پہ سوزِ ترنّم کی گلفشاں کرنیں
گلے میں کیفِ ریاضت کے نور پاش گہر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جمالِ نورِ حقیقت کے ہاتھ میں کنگن
مسرّتوں کے ستاروں کی پاؤں میں پازیب

کواڑ کھول کے نکلی ہے دل کے مندر سے
مری پکار کو سُن کر سچائی کی دیوی

بصد ادا رُخِ رنگیں کو بے نقاب کئے
مٹاتی ظلمتیں جہلِ شہود کی ساری
گراتی بجلیاں حرص و ہوس کے خرمن پر
ملاتی خاک میں کذب و فساد و باطل کو
مجازِ حسنِ تماشا پہ مسکراتی ہوئی
بہارِ حسنِ حقیقت پہ ناز فرماتی
طلسمِ رنگِ تعلّق کو توڑتی یکسر
لبوں پہ خونِ تمنّا کی سُرخیاں رقصاں
نظر میں دعوتِ ایثار و خود فراموشی

اُٹھے گی کیا کوئی بے باک و سر غرورش نگاہ
کسی کو آج بھی باقی ہے تابِ نظارہ

سنہ ۱۹۶۱ء

سرِ آستانِ غیر پہ جبیں کا جھکا نہ ہو — احسان جس نے کوئی کسی کا لیا نہ ہو
خود اعتماد وہ ہے جو بے سب کا آسرا — اپنے سوا کسی کا جسے آسرا نہ ہو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بخیہ گری پہ ہنستا رہا ہو جو زیرِ لب
دامن کا چاک جس نے کبھی بھی سیا نہ ہو
جس کا نہ ہو سکا ہو مسیحا کبھی چارہ گر
جس نے کسی کبھی درد کا درماں کیا نہ ہو
رحمت نے تیری یاد کیا ہے اُسے بھی آج
جس نے سوا گنہ کے کبھی کچھ کیا نہ ہو
شاید نہ کوئی اور ملا اہلِ دردِ عشق
وہ درد جس کی کوئی کہیں انتہا نہ ہو
ڈر ہے کہ لے کے بارِ امانت نہ کہہ اُٹھے
میرے سوا جہاں میں کوئی دوسرا نہ ہو

گزر کر آسماں کے فاصلوں سے
بہت آہستہ آہستہ اُتر کر
پہاڑوں کی نکیلی چوٹیوں سے
درختوں کے گھنے سایوں سے بچ کر
بہت ہی سہمی سہمی دبکی دبکی
اُمیدِ صبح کی ، پریوں سی کرنیں
اُفق کی اوٹ میں سر کو چھپا کر
کھڑی سرگوشیاں کچھ کر رہی ہیں
برستے ہیں جو پھول اُن کے لبوں سے
اُنھیں آغوش میں اپنی چھپا کر
ندی اک رقص کرتی جا رہی ہے
ادھر ظلمت کدے میں میرے دل کے
دیئے سوتے چلے جاتے ہیں روشن

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ابھی شکرانۂ نعمت میں نغمے
اٹھیں گے سوز و سازِ نور لے کر

(ماخوذ) سنہ ۱۹۶۱ء

جو تجھ میں اے دلِ شاعر ہے نورِ حق روشن — چراغِ عرش کی لَو ہے جو تجھ میں ضَو افگن
تو یہ نہ سوچ کہ کم ہے کہ بیش تیری دمک — نہ یہ کہ پھیلے گی نزدیک و دور تیری چمک
جہاں کہیں بھی ہے تو جو بھی ہے مقام ترا — اسی میں خوش ہو کہ تجھ کو ہوا ہے نور عطا
بکھیرتا چلا جا اپنے نور کی کرنیں — غرض نہیں تجھے اس سے کہ وہ کہاں پہنچیں
یہ مانا صورتیں جلووں کی مختلف ہیں یہاں — دیوں کی لَو ہے کہیں اور کہیں ہے کاہکشاں
ہے نور ایک ہی سب میں نہیں ہے فرق کوئی — ہے فرق شیشہ سے پیدا جہاں میں بیشی کمی

بقدرِ وسعتِ داماں لئے ہوئے انوار — ستارے لاکھوں ہوئے ہیں فلک پہ شعلہ بار
ہے ایک نقطۂ اوجِ فلک پہ نور افشاں — زمانے بھر میں ہے اس کی چمک کا ذکر و بیاں
چھپا ہے دوسرا کچھ یوں پہاڑ کے پیچھے — سلگتی آگ کسی پاسباں کی ہو. جیسے
نہ اُس کا نور ہے اعلیٰ نہ اِس کا ہے ادنیٰ — تمیزِ اعلیٰ و ادنیٰ نظر کا ہے دھوکا
وہ نور بھی ازلی ہے یہ نور بھی ازلی — ہے اصل دونوں کی حسنِ جلالِ یزدانی
مقام اُن کا بھی کچھ کم نہیں ہے جو تارے — ق کھڑے ہیں عجز سے روشن جبیں جھکائے ہوئے
ٹھٹھرتے کانپتے گویا ہیں سردیوں کے زدئے — لٹک رہے ہوں جو بے برگ و بار شاخوں سے
بجھی بجھی سی یہ لَو، وہ شعاعِ عالمتاب — ہیں ایک اصل میں، ہے اپنا اپنا رنگِ حجاب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(ماخوذ از ورڈز ورتھ) سنہ ۱۹۶۶ء

ایک پرارتھنا

جو پیار مجھے دنیا سے ہے — جو پاگل پن جو اندھا پن
اپنے چرنوں سے میرے پربھو — بخشو وہ لگاوٹ وہ بندھن
دنیا کا فانی پیار مٹے — لگ کر نہ مٹے پر تیری لگن
جگ پیت[1] کے گیت بہت گائے — شکتی دو کروں تیرا ورنن
مرتا ہوں جس تن من دھن پر — قرباں تجھ پر وہ تن من دھن
جس مستی پر جاں دیتا ہوں — اس سے بھی زیادہ کر دو لگن
تم ستیہ چت آنند پربھو — نے نام نہ روپ ترا بھگون
پر داس کی خاطر اس رچے — حاضر ہے یہ تن من کا آنگن
آنکھوں میں چھبی تیری ناچے — پھولا نہ سمائے میرا من
مایا نے نچایا ناچ مجھے — اب کرتی آئے یہ چھن چھن
اب تیری نظر سے دیکھوں میں — اب یہ نہ لبھائے میرا من
پھر ہاتھ نہ اس کے آؤں میں — جتنا بھی لگائے چاہے جتن
وہ پیار کروں دنیا سے میں — جس پیار سے ہو سیوا اُتپن
یہ پیار تمہاری پوجا ہو — جس میں تن من دھن ہو ارپن
سب چھوٹے بڑوں کو اپناؤں — مٹ جائے دل کا چھوٹا پن

---

[1] پریت۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

جب دل میں بسے گی سب دنیا — تم خود آ جاؤ گے سبھ گون
تم ستیہ چیت آنند پربھو — پر نام روپ کا یہ بندھن
اک داس کی خاطر لے لو گے — کر لوں گا میں من بھر درشن
لپٹونگا ان سے لپٹ لپٹ — چوموں گا میں تیرے چرنن
پلکیں جو اُن پر رکھ دوں گا — موتی بن جائیں گے آنسو[۱]
جو بہہ جائیں گے دو قطرے — بن جائیں گے آب گنگ وجمن
چرنوں سے مستک چھو لوں گا — تو رشک کرے گا مجھ پہ گگن
اُس وقت نہ جانے کیا ہو گا — جب گلے لگا لو گے موہن

ہو فغانِ نیم شب یا ہو دعائے صبحگاہی — "تری یاد کی عنایت تر غم کی خیر خواہی"[۱]
تو نظر سے میری چھپ کر مرے ساتھ ہر قدم ہے — یہ ہے تیری پردہ داری کہ ہے میری کم نگاہی
یہ جو محوِ ارتقا ہے ابھی تک ازل سے فطرت — یہ تمام فتنہ کاری تری اک غلط نگاہی
یہ تلاشِ رنگ و بو میں جو بھٹک رہی ہے دنیا[۲] — تجھے کھو کے ڈھونڈتے ہیں ترے نقش پا کو راہی
ہے کمالِ پاک بینی کہ تری حسین نظر میں — ہے گناہوں کی سیاہی بھی جمالِ بے گناہی

سنہ ۱۹۶۴ع

---

[۱] یا، "تو اشک بنیں گے درِ عدن"

[۱] رعنا۔ [۲] رعنا نے اس مصرع کو یوں بدل کر آسمان پر پہنچا دیا ہے:

"یہ سر فریب جستجو ہے کہ فریبِ جستجو ہے"[؟]

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

وہ راگ چھیڑ ترنم کی جو کرے تشکیل / سُنا وہ نغمہ جو تخلیقِ سوز و ساز کرے
ترا وجود حقیقت کو دے لباسِ مجاز / کہ جس پہ فخر بشر کائنات ناز کرے
ترا گزر ہو چمن کو نویدِ رنگ و بُو / گلوں کو فصلِ بہاراں سے بے نیاز کرے
تو ایسے جی کہ زمانہ یہ اختیارِ تمام / تری غریبی تری بے کسی پہ ناز کرے

پیئے بغیر ہی رہتا ہوں مست میرے لئے / یہ جام و بادہ و پیمانہ و سبو کیا ہے
مری نگاہ میں رقصاں ہے موجِ حسن جمال / جمالِ زہرہ جبیناں کی آبرو کیا ہے
مرے خیال سے تخلیق ہے بہاروں کی / میں جانتا ہوں یہ افسونِ رنگ و بو کیا ہے
مرے سکوت کے پردوں سے راگ اُٹھتے ہیں / وگرنہ سحرِ سخن طرزِ گفتگو کیا ہے
مرے ہی شوقِ تماشا سے ہے طلسمِ شہود / ہجومِ جلوۂ انوار چار سُو کیا ہے
بنائے زیست ہوں اصلِ نشاط ہے مجھ سے / مرا ہی کھیل ہے طوفانِ آرزو کیا ہے
خود آ کے منزلیں قدموں کو چومتی ہیں مرے / نہ پوچھ ذوقِ سفر، شوقِ جستجو کیا ہے
مرا مقامِ فنا ہے سکونِ پردۂ غیب / ہے اک ظہورِ خودی شورشِ نمو کیا ہے

تو ایسے سرخوش و سرمست مے کدے میں آ / کہ مسکرا کے تجھے ہر نظر سلام کرے
پھر ایسے پی کہ ہو صد ناز تجھ پہ ساقی کو / ہو فخر مے کو ترا احترام جام کرے
خوشی سے جھوم اُٹھے میکدہ جو پیرِ مغاں / نظر ملا کے ترے ساتھ پھر کلام کرے
حیات رقص کرے، نغمے روح سے اُٹھیں / جو رسمِ بادہ کشی مے فروش عام کرے
پلا کے ڈالے جو رندوں پہ اک نگاہِ غلط / تمام عشرت و عیشِ جہاں حرام کرے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یہ نور و حُسن کیا کس نے خاک سے پیدا
یہ کائنات کو چمکا دیا کس نے سر تا پا
فلک سے آ گئے یہ اُٹھ کر زمیں سے کون گیا
یہ مست کون ہے جس نے دیا ہے عرش ہلا
ستارے ٹکٹکی باندھے بشر کو دیکھتے ہیں

یہ کس نے حُسن کو چاروں طرف دیا ہے لُٹا
دلوں کو عشق سے روشن جہاں میں کس نے کیا
یہ درد کس نے دیا کس نے کی تڑپ یہ عطا
یہ کس نے چھیڑ دیئے نغمہ ہائے ہوش رُبا
فرشتے رشک سے کس کی نظر کو دیکھتے ہیں

مجاز کا یہ حقیقت کو کس نے رنگ دیا
دوئی میں کس نے احد کو کیا ہے جلوہ نما
بشر کو کس کے خودی سوز نور نے گھیرا
صنم کدوں میں انا الحق کا شور گونج اُٹھا
جہان والے یہ کس کے ہنر کو دیکھتے ہیں

یہ کس نے ٹوٹے ہوئے سازِ دل کو آ چھیڑا
یہ کون بجھتے دیئے کو پیام نور رہا
خزاں کو کس نے مری مژدۂ بہار دیا
یہ کون اُجڑے ہوئے دل میں میرے آن بسا
"کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں"

ملے جو غم نہ ترا کیفِ بے خودی کیلئے
تو کیا میں عیش کروں سوزِ عارضی کیلئے
بہارِ حسن سے حاصل نہ ہو جو نکہت و رنگ
چمن چمن کہاں بھٹکوں میں تازگی کیلئے
ملے نہ نور جو مہرِ جمال سے مجھکو
تو کیا کہوں مہ و انجم سے روشنی کیلئے
جبینِ شوق کو میری ملیں نہ تیرے قدم
تو کیا میں دیر و حرم جاؤں بندگی کیلئے
نہ ایک گھونٹ ملے چشمۂ لقا سے تو کیا
پیوں شراب میں درمانِ تشنگی کیلئے
نہ بخشے وسعتِ دیوانگی شوق جو تو
تو جنگلوں میں پھروں کیا تازگی کیلئے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نہ تو کرے جو عنایت مسرّتِ ابدی — تو کیا بھٹکتا پھروں دہر میں خوشی کیلئے
نہیں نہیں مجھے اپنا بنانا ہی ہوگا
کچھ اپنی سروری کچھ میری بے بسی کیلئے

اٹھ اور دیکھ تو اے طالبِ نشاط و جمال — کہیں خوشی کے لئے جا نہ روشنی کیلئے
نفس نفس ہیں ترے اک بہارِ تازہ ہے — چمن چمن کہاں بھٹکے گا تازگی کیلئے
جبینِ شوق ہے انوار سے تری روشن — تو اور دیر و حرم جائے بندگی کیلئے
بہ فیضِ شوق نمو تو جہان میں آیا — بنی ہے ساری خدائی تری خودی کیلئے
مری تلاش اگر ہے تو پالے تو خود کو — میں تیرے دل ہی میں بیٹھا ہوں بس تجھی کیلئے
تری فقیری میں ہے سروری دو عالم کی
جہاں میں آیا نہیں تو سکندری کیلئے

اِس آرزو میں کہ اک سجدہ تو ادا ہو جائے — تمام عمر تڑپتی رہی ہے میری جبیں
اِس آس میں کہ ترا جلوہ ہو کبھی تو نصیب — کئے رہا ہوں تصوّر کو تیرے چشم نشیں
سرورِ وصل کی اُمید کا سہارا لئے — غمِ فراق کو سہتی رہی ہے جانِ حزیں
مگر نہ تو نے کیا اختیار رنگِ مجاز — نقوشِ پردۂ ہستی نہ ہو سکے رنگیں
کرم سے تیرے بالآخر مجھے ہوا معلوم — ”ترے جمال کا اپنا تو کوئی رنگ نہیں“
”مرا ہی ذوقِ نظر ہے مرا ہی حسنِ یقیں“ ۱؎

۱؎ رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بسی ہوئی ہے مسرّت میں کائنات تمام
حیات سازِ ازل کا ہے نغمۂ شیریں
نشاط سے ہوئی تخلیق ہر دو عالم کی
نشاط ہی سے ہیں قائم یہ آسمان و زمیں
ہر ایک دل میں ہوا موجزن سرورِ حیات
خوشی کے نور سے ہر اک جبیں ہے ماہ جبیں
نشاط مرکزِ ہستی ہے کون کہتا ہے
"خوشی ہے اصل میں غم ہی کی ایک نقلِ حسیں"
"بہار جیسے خزاں کی ہے صورتِ رنگیں" ؎

؎ رعنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۶	الہام	قرآن
"	۱۳	سویں	سودیں
"	۱۹	"نغمۂ حق"	"ترانۂ حق"
۷	۲	اپنی	اپنے
۱۰	۱۰	رسول	رسولؐ
۱۱	۱۳	مری	میری
۱۳	۱۲	نزدیک تر جانے	نزدیک تر لے جانے
۱۶	۱۳	شگفتگی	شگفتگیِ
۱۹	۲، ۳، ۵	طور	طُور
"	۶	ذرۂ	قطرۂ
"	۶	کہتا ہوں	کہتا ہے
۲۲	۱۰	ہوئے	ہوتے
۲۴	۶	میا ما	مایا
۳۶	۲۰	"دلچسپ"	"چیپ"
۳۷	۸	"ٹرزان ایپ"	"ٹرزن ایپ"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۱۰	سنہ۱۹۵۲ء میں نے	سنہ۱۹۵۲ء میں میں نے
۴۵	۱۶	رسولِ خدا	رسولؐ خدا
۴۶	۱۰	گہ	کہ
"	۱۴	کچھ ادا سے	کچھ اِس ادا سے
۴۷	۳	غم و فراق	غمِ فراق
۴۸	۹	راہ	رہ
۴۹	۵	وحدت	جدّت
۵۱	۱	شوقِ تبسم	برقِ تبسم
۵۳	۴	پہائی	پہنائی
"	۱۰	ے	کے
۵۵	۱۵	جلوہ	دریا
۶۰	۱۵	فافیہ	قافیہ
۶۱	۱۳	صوفی	صوتی
۶۵	۱۳	خورشید	جلوۂ خورشید
۶۹	۴	سے	سی
۷۳	۱۰	جلوہ	جلوا
"	"	تماشہ	تماشا
۷۷	۱۷	شامِ جلوہ	شامِ جلوا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۰	۵	پرواز	پروانہ
"	۱۷	سورت	صورت
۸۲	۱۲	اگر جنوں ساز	اگر حسن جنوں ساز
۸۴	۱۵	مستی ہی جُرم ہے	مستی ہی جرم ہے
۸۵	۸	رہ گزر	راہ گزر
۸۷	۱۴	غرضِ	غرقِ
۹۲	۸	حس نغمہ زا	حسنِ نغمہ زا
۹۳	۱۴	دشتِ چمن	دشت و چمن
۹۹	۴	یہ	پہ
۱۰۰	۵	روئے	روتے
۱۰۱	۳	مجتت	محبت
"	۱۲	وہ بھی اک	وہ بھی ہے اک
۱۰۲	۳	اُس رخ	اُس نے رُخ
۱۰۵	۱۲	جلوت	وحدت (دوسرا مصرعہ)
"	۱۵	اندازا	انداز
۱۰۷	۱۱	ازل ہی ہوں	ازل ہی سے ہوں
"	۱۴	متراوت	مترادف
۱۱۱	۵	طوفان	طوفاں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۰	رنگ افشاں	رنگ افزا
"	۱۱	مُشکبار	گُل فشاں
۱۱۲	۱۲	گردش	گوشِ
۱۲۲	۱۸	———	لے کچھ لب ساغر سے کچھ سینۂ مینا سے
۱۲۵	۸	ے	تے
۱۳۲	۵	فراماں	خراماں
۱۳۴	۵	نظر	نفس (دوسرا مصرعہ)
۱۳۵	۱۱	تمنا	تماشا (پہلا مصرعہ)
۱۴۴	۱۳	ہی سے تیرے	بس تیرا ہی
۱۵۰	۱	تیری	میری
۱۵۷	۵	تبسم نگاہ	تبسم نگہ میں
۱۶۲	۴	عرفاں	عُریاں
۱۶۵	۴	حوف	خوف
۱۷۲	۴	ٹونگاں سے لپٹ لپٹ	پھر کمل چرن سے لپٹو نگا
۱۷۶	۴	نقلِ حسیں	تشکلِ حسیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri